فسانہ لندن

جلد چہارم

پہلا باب — ناچاقی

مسٹر گرین وڈ نے اپنے شاندار ڈرائنگ روم میں اس حسینہ کو ایک چوکی پیش کرتے ہوئے کہا "پیاری سیسلیا یقیناً تم مجھے آج شام کے رقعہ کی نسبت فہمائش کرنے آئی ہو"

سیسلیا نے سرد مہری سے جواب دیا "نہیں میں ایک اور ضروری کام کے لئے آئی ہوں۔ سر روپرٹ کو ہمارے تمام معاملات کی خبر ہو گئی ہے"

گرین وڈ نے چلا کر کہا "اوہ! کیا یہ ممکن ہے کہ اس بدذات چھچھڑ نے..."

اوباش حسینہ نے فقرہ مکمل کرتے ہوئے کہا "ہاں اس نے ہمارا راز فاش کر دیا۔ اس کے علاوہ سر روپرٹ اور اس کا دوست جو کبھی اس سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ دونوں مہینوں سے ہماری حرکات و سکنات کا بغور مشاہدہ کرتے رہے ہیں"

گرین وڈ بولا "بہت برا ہوا! بہت برا ہوا! گو ممکن نہیں۔ سر روپرٹ میرے سامنے اس معاملہ کا ذکر کر سکے۔ اور یوں بھی وہ اس بات کو ملک میں لانے کی جرات نہ کریگا"

لیڈی سیسلیا نے کہا "اس لئے کہ تمہارے پاس اس کی ایک ہزار پونڈ کی جعلی ہنڈی موجود ہے؟"

گرین وڈ نے گھبراہٹ کے لہجہ میں جواب دیا "اچھا تو کیا اس نے یہ واقعہ بھی تمہارے روبرو بیان کر دیا؟ خیر میری جان سے پیاری سیسلیا تم خود سمجھ سکتی ہو۔ وہ ہر طرح میرے اختیار میں ہے"

سیسلیا کہنے لگی "اس سارے معاملہ کا مزیدار پہلو یہ ہے کہ سر روپرٹ نے مجھی کو تم سے اس بارہ میں سمجھوتہ کرنے کو بھیجا ہے"

"بیشک" گرین وڈ نے کہا "تم سے بڑھ کر دلفریب سفیر اور کون ہوسکتا تھا؟"

"اس کی تجویز یہ ہے کہ تم اس ہنڈی سے دست بردار ہو جاؤ۔ اور وہ اس مطلب کا اقرار نامہ لکھ دیگا۔ کہ تمہارے خلاف کسی قسم کی قانونی چارہ جوئی نہ کیجائے"

گرین وڈ نے اس معاملہ پر اس قدر سنجیدگی سے توجہ نہ دی جس کی لیڈی سیسیلیا کو امید تھی کہنے لگا "میری حسین شائستہ میرے لیئے یہ انتظام کسی طرح تسلی بخش نہیں ہوسکتا بھلا جب تک وہ جعلی ہنڈی میرے قبضہ میں ہے۔ سر رو پرٹ ہاربرو کے لیئے کیونکر ممکن ہوسکتا ہے۔ کہ وہ میرے برخلاف دیوانی کارروائی کرے؟ کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا ہے۔ اگر اس نے میرے خلاف ذرا بھی شرپسندی کی۔ تو میں اُسے پولیس کے حوالہ کردونگا"

اس شخص کی طرف سے جس کے جذبات کی وہ عرصہ تک غلام رہ چکی تھی۔ اس قدر سرد مہری کا سلوک دیکھ کر لیڈی سیسیلیا کو سخت صدمہ ہوا۔ اور وہ بولی "مسٹر گرین وڈ تم میری خاطر سے اس معاملہ کا بغیر کسی انتہائی کارروائی کے سمجھوتہ کرلو"

گرین وڈ کہنے لگا "میری جان سے پیاری سیسیلیا آخر ایک ہزار پونڈ کی رقم ایسی حقیر بھی تو نہیں ہے کہ اُسے جان بوجھ کر چھوڑ دیا جائے"

"اور اگر بالفرض میرا شوہر کسی ذریعہ سے اس ہنڈی کی رقم ادا کر دے۔ ۔ ۔"

گرین وڈ نے قطع کلام کرتے ہوئے جواب دیا "اس ہنڈی کا روپیہ وصول کرنیکا تو میرا کبھی ارادہ ہی نہ تھا۔ خیال یہ تھا کہ اُسے دھمکا کر پانچ چھ سو پونڈ علی الحساب وصول کرونگا اور بقایا رقم کے لیئے ہنڈی اپنے قبضہ میں رکھوں گا۔ یہ روپیہ اگر وہ ادا کرنا بھی چاہے تو میں وصول نہ کروں گا۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں۔ اس ہنڈی کی برکت سے میں ہمیشہ اُسے اپنے قابو میں رکھ سکتا ہوں"

لیڈی سیسیلیا نے التجا کے لہجہ میں کہا "میں پھر ایک بار کہتی ہوں میری خاطر سے تم سر روپرٹ کی تجویز مان لو۔ اور اس معاملہ کا بغیر کسی انتہائی کارروائی کے سمجھوتہ کرلو"

"پیاری سیسیلیا۔ خیر تمہاری خاطر سے میں سر روپرٹ ہاربرو کی تجویز منظور کئے لیتا ہوں۔ اُسے لازم ہے۔ ایک ایسی دستاویز پر دستخط کردے۔ جس میں لکھا ہو کہ مجھے معلوم ہوگیا" [illegible]

سیسیلیا نے فقرہ کو مکمل کرتے ہوئے کہا کہ "میری اور مسٹر جارج گرین وڈ میں [illegible]"

[illegible] "اس کے بعد اس نے طنزیہ لہجہ میں کہا" ایک ایسی دستا[illegible]

ے ...

میں نے تمہارا رقعہ پڑھا ...

آزاد حلقہ کا قائمقام ہوں ..."

لیڈی سیلیا اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اور کہنے لگی "معاف فرمایئے۔ ہم اس وقت تک کسی اور معاملہ کا ذکر نہیں کر سکتے جب تک اس رنجدہ واقعہ کا خاتمہ نہ ہو جائے"!

وہاں سے رخصت ہو کر وہ واپس اپنے شوہر کے پاس پہنچی۔ جو شش و پنج کی حالت میں گرین وڈ کے فیصلہ کا منتظر تھا۔ سیلیا نے ملاقات کے سارے حالات اُسکے روبرو بیان کئے۔ اور اُس نے رات کے وقت سونے سے پہلے وہ دستاویز تیار کر دی جس کے ذریعے سے وہ اپنی آبرو بچانا چاہتا تھا۔ یہ کاغذ اپنی بیوی کے حوالہ کرتے ہوئے سر روپرٹ نے کہا "سیلیا اب جبکہ یہ معاملہ اس طرح پر ختم ہو چکا ہے۔ میں تمہارے روبرو ایک اور تجویز پیش کرتا ہوں۔ اور مجھے یقین ہے تم اُسے ضرور منظور کر لوگی"۔

سیلیا بولی "فرمایئے کیا ہے؟"

سر روپرٹ نے کہا "اس گفتگو کے بعد جو آج شام کو میرے اور تمہارے درمیان ہوئی ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ ہم میں سے کسی کے دل میں ایک دوسرے کی کچھ بھی عزت باقی رہے۔ میں جانتا ہوں۔ تم بیوفا ہو۔ اور تم جانتی ہو۔ میں جعلساز ہوں۔ پس گو تو آیندہ کے لئے یہ انتظام کیا جا سکتا ہے کہ ہم ایک ہی مکان میں جدا جدا کمروں میں رہیں۔ بظاہر معلوم ہو۔ کہ ہم ہر قسم کی خانگی راحتوں میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ مگر حقیقت میں اپنے اپنے طریق پر زندگی گذارتے رہیں۔ نہ تم میرے معاملات میں مخل ہو۔ نہ میں تمہارے امور میں دخل دوں۔ اگر تم ... کو ... ایک داشتہ

جو انہیں شادی

... ہے۔

اس کے بعد وہ اپنے جدا جدا کمروں میں جا کر سو گئے۔ اور وہ رات انہوں نے غالباً ایسے سکھ میں بسر کی کہ مہینوں پہلے نہ کی ہوگی۔

ناظرین کو یہ بتلانا غالباً لاحاصل ہوگا کہ لیڈی سیلیا نے اپنے شوہر سے اس پراسرار خط کا مطلق ذکر نہ کیا تھا۔ جس کے لفافہ سے ایک ہزار کے بنک نوٹ برآمد ہوئے تھے۔

دوسرے دن صبح کو لیڈی سیلیا مسٹر گرین وڈ کے ہاں گئی۔ جب اُس کی سواری سپرنگ گارڈن میں پہنچی۔ تو غریب اور نادار لڑکوں اور لڑکیوں کے ہجوم سے راستہ رُکا ہوا تھا۔ جنکے ہمراہ اُن کا استاد اور استانی اور پیرش کا پادری تھا۔ لڑکیوں نے ہلکی نیلی پوشاک سادی تنکوں کی ٹوپیاں۔ سفید کالر اور رنگین لبادے پہنے ہوئے تھے۔ ان کے بازو مارے سردی کے سرخ تھے۔ اور انہوں نے ہاتھوں میں موٹے اور بھدے دستانے پہنے ہوئے تھے۔ لڑکوں کے سروں پر ٹوپیاں۔ گلے میں چھوٹے کوٹ اور گھٹنوں تک کی برجس تھی۔ ہر ایک کی چھاتی پر ٹین کا پترہ بطور نشان لگا ہوا تھا۔ ان کے چہرے خشک۔ بازو پتلے اور ٹانگیں کمزور تھیں جس سے اُن کی خستہ حالی کا اندازہ کرنا مشکل نہ تھا۔

اطالوی نوکر نے لیڈی سیلیا کو ڈرائنگ روم میں بٹھا کر عرض کیا۔ "مسٹر گرین وڈ ان خیرات خور بچوں سے فراغت پا کر ابھی حاضر ہوتے ہیں"۔

وہاں سے ہٹ کر [illegible] مکان کا دروازہ کھولا [illegible] سردی میں ٹھٹھرتے رہنے سے بچوں کی حالت خراب ہو چکی تھی۔ پادری صاحب مکان کی بیرونی سیڑھیوں کے

...نہ کی صورت میں ان کے سامنے مکان کے
...پردے پیچھے جس قسم کی خوفزدہ نگاہیں پادری صاحب کے چہرہ پر
...سے معلوم ہوتا تھا۔ وہ اسے بہت بڑا آدمی سمجھتے ہیں۔ شاید اسوقت
...رہ میں شش و پنج کی حالت میں تھے۔ کہ دنیا میں سب سے بڑا آدمی وہ پادری ہے
جو اُن کے سامنے کھڑا تھا۔ یا مسٹر گرین وڈ جو عنقریب اُنکے سامنے آنیوالا تھا۔

آخرکار جب یہ جلوس مکان کے اندر داخل ہو چکا۔ تو پادری صاحب نے بھی اندر کیطرف قدم بڑھایا۔ اُنہوں نے مالک مکان کی تعظیم کے لئے اپنی ٹوپی اتار کر ہاتھ میں لے لی۔ اور اپنا لمبا اور بھاری ڈنڈا اس زور سے ہال کے سنگ مرمری فرش پر مارا کہ ایک زوردار گونج پیدا ہوگئی جس سے بچوں کے بدن میں بجلی کی سی رو پھر گئی۔ استاد اور استانی جو اس جلوس کے ہمراہ تھے۔ اُنکے چہروں پر سنجیدگی کے آثار پیدا ہوگئے۔

اس کے چند منٹ بعد پاس کا دروازہ کھلا۔ اور مسٹر گرین وڈ نمودار ہوئے۔ پادری صاحب نے اپنا بھاری ڈنڈا پھر ایک بار زور سے ہال کے فرش پر مارا۔ اور بچوں نے جنہیں اس اشارہ کے معنی اچھی طرح سمجھائے گئے تھے۔ پورے طور سے متوجہ ہو کر تعظیم دی۔ لڑکیوں نے کرسٹی کے ذریعہ اور لڑکوں نے ٹوپیاں اتار کر سروں کو آگے بڑھا اور بائیں ٹانگ کو پیچھے کیطرف ہٹا کر۔

مسٹر گرین وڈ نے حسب معمول مسکراہٹ پیدا کر کے کہا "خوب مغلز۔ آپ اپنے چھوٹے کنبہ کو اپنے ہمراہ لے آئے ہیں؟"

مغلز نے نوجوانوں کے گروہ پر مشفقانہ نظر ڈالتے ہوئے اہمیت کا لہجہ اختیار کر کے کہا "حضور یہ بچے آپ کی بارگاہ عالی میں شکریہ کا نذرانہ پیش کرنے آئے ہیں۔ چونکہ آپ ہی کی عنایت سے انہیں شوربہ۔ کمبل اور مذہبی کتابیں ملتی ہیں۔ جن کی مدد سے اپنے بدن اور روح دونوں کو گرم اور بآرام رکھ سکتے ہیں۔"

ممبر پارلیمنٹ مسٹر گرین وڈ نے انکسار کے لہجہ میں کہا "مسٹر مغلز ان بچوں کیطرف سے مجھے دلی ہمدردی ہے۔ شکرگذاری کی یہ علامات دیکھ کر میں بہت خوش ہوا ہوں۔ میری خوشی اس وجہ سے اور بھی بڑھی ہوئی ہے کہ یہ خودبخود اور غیر متوقع طور پر آئے ہیں"۔

مسٹر گرین وڈ نے اس موقعہ پر یہ جتلانا ضروری خیال نہ کیا۔ کہ سارا سوانگ لاملوں نے

اُس کے اپنے زیر احکام رچا تھا۔ اس کے بعد سلسلہ ...
"چونکہ میں ایک روشن خیال آزاد اور اہم انتخابی حلقہ کا ...
طور پر مجھے اس نئی پود سے دلچسپی ہے۔ اور جب میں ان پیارے بچوں
پر نظر ڈالتا ہوں۔ تو خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اُس نے مجھے اس قابل بنایا کہ اس ...
کے سکولوں کی امداد کر سکوں۔ جس میں رہنے کا مجھے فخر حاصل ہے۔"

اس موقعہ پر مسٹر مفلر نے اپنا ڈنڈا ایک بار پھر اس زور سے فرش پر مارا کہ ...
لڑکیاں اور لڑکے چوکنے ہو گئے اور انہوں نے تیز لہجہ میں نعرہ بلند کیا "ہیر ہیر ...
اس کے بعد جب پھر ایک بار خاموشی ہوئی۔ تو پادری صاحب نے باضابطہ ...
اور استانی کو مسٹر گرین وڈ کے سامنے پیش کیا۔ اور کہا "حضور یہ مسٹر ٹوگیس اس پیرش ...
کے معلم بہت لایق آدمی ہیں۔ آیندہ جنوری میں انہیں اس عہدہ پر کام کرتے ...
سال گذر چکیں گے۔"

سکول ماسٹر نے کسیقدر دبی زبان میں اصلاح کی "مسٹر مفلر جنوری میں نہیں فرور...
پادری صاحب فرمانے لگے "ہاں فروری ہی میں سہی۔ اور جناب یہ مسز ٹوگیس ...
جو اپنی اعلےٰ صفات تعلیم کے لئے خاص طور پر مشہور ہیں۔ یہ لڑکیوں کی ...
اور ان کے کپڑوں کی دیکھ بھال رکھتی ہیں۔"

مسٹر گرین وڈ نے جھک کر دونوں کو سلام کیا۔ اور کہا "مسٹر ٹوگیس۔ میں
طلبا کو ایسی اچھی حالت میں دیکھ کر بہت خوش ہوا ہوں۔ مسز ٹوگیس۔ آپکی طا...
کی صحت اور صفائی بھی ہر طرح قابل تعریف ہے۔"

مسٹر ٹوگیس نے انکسار اور خوشامد کے لہجہ میں عرض کیا "حضور اگر چا...
ان لڑکوں سے تعلیم کے کسی مسئلہ پر سوال کر سکتے ہیں۔"

گرین وڈ کہنے لگا "ہاں اگر کبھی دارالعوام میں مجھے اس مسئلہ کا ذکر کرنیکا موقع ...
تو میں ضرور ان سے پوچھوں گا۔"

پیرش اسکول کا ذکر پارلیمنٹ میں ہونیکے خیال نے ہی مسٹر مفلر کے اندر اسقد...
جوش پیدا کیا۔ کہ اُنہوں نے اپنا ڈنڈا نہایت زور سے فرش پر مارا۔ بچوں نے اسے
بجانے کا اشارہ سمجھ کر پھر زور زور سے چلانا شروع کیا "ہیر ہیر۔"

"خاموش" مسٹر مفلز نے گرج کر کہا۔ اور اس حکم کو پاتے ہی ہر طرف سناٹا چھا گیا
ایک لڑکا جو مسٹر گرین وڈ کے بالکل قریب کھڑا تھا۔ اُسے مخاطب کر کے اُنھوں نے
کہا "میاں لڑکے میں تم سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ بھلا تمہارا نام کیا ہے؟"
لڑکے نے جھٹ سے جواب دیا "حضور جیمز ملبسٹر"
"جیمز ملبسٹر! خوب یہ نام کس نے رکھا تھا؟"
"میرے باپ اور ماں نے"
اتنے میں مسٹر ٹوگیس نے تیوری پر بل ڈال کر اور چلّا کر کہا "ملبسٹر تمہیں شرم آنی چاہئے"
پھر اُسے اکسانے کی نیت سے کہا "میرے دھرم پتا۔۔۔"
لڑکے نے انجیل کی ایک آیت کیطرف اشارہ سمجھ کر اُسے طوطے کیطرح رٹنا شروع کیا
آخر مسٹر ٹوگیس نے کہا "ملبسٹر میں تمہاری نالائقی سے سخت شرمندہ ہوں۔
پیچھے ہٹو اور دوسرے لڑکے کو آگے آنے دو"
قطار میں سے ایک اور لڑکا آگے بڑھا۔ لیکن مسٹر گرین وڈ کو دیکھ کر بہت شرما
گیا اور گھبرا رہا تھا۔ اور اس گھبراہٹ میں ٹوپی کو ہاتھ میں لیکر مروڑتا جاتا تھا۔
ممبر پارلیمنٹ نے خسروانہ طریق پر اُس کے سر پر پیار دیتے ہوئے کہا "میاں
لڑکے تمہارا نام کیا ہے؟"
لڑکے نے جواب دیا "جناب! ایم یا این جیسی صورت ہو"
سکول ماسٹر نے اس موقعہ پر کہا "حضور میں عرض کئے دیتا ہوں۔ کہ اس لڑکے
نے سوال وجواب کا مطالعہ حال ہی میں کیا ہے"
مسٹر گرین وڈ کہنے لگے "کچھ مضائقہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اُس نے اس قسم کا
جواب دیا۔ خیر میں اس سے ایک اور سوال پوچھتا ہوں۔ بھلا لڑکے آدم کون تھا؟"
"جناب سب سے پہلا آدمی"
"بہت خوب اور حوا کون تھی؟"
"جناب سب سے پہلی عورت"
"بہت اچھا" مسٹر گر۔۔۔
مسٹر ٹوگیس نے۔۔۔

نے حال میں ہی پڑھنا شروع کیا ہے۔"

"کچھ مضائقہ نہیں۔ لڑکے تجھے پہاڑے تو آتے ہونگے؟"

"جی ہاں۔ دو ایکم دو۔ دو دونی چار۔ دو تینا آٹھ۔ دو چوکا دس۔ دو پانچے چودہ۔۔۔"

لڑکا نہائت تیزی سے سنائے جا رہا تھا۔ کہ مسٹر ٹوگمیں نے چلا کر کہا "گارلک! شرم کی بات ہے"

اس پر ماسٹر گارلک نے نہایت دردناک طریق پر رونا شروع کر دیا۔

مسٹر گرین وڈ نے شرمندہ استاد اور پادری صاحب کو دلاسہ دینے کی غرض سے کہا "خیر لڑکا بحیثیت مجموعی بُرا نہیں۔ اسکے علاوہ اُسے انجیل بخوبی آتی ہے۔ اور یہی سب سے زیادہ ضروری ہے"

اس کے بعد ممبر پارلیمنٹ نے عمدہ مذہبی تعلیم کی خوبیوں اور نیکی کی تعریف میں ایک طویل تقریر کی۔ اور اس طرح اس نقل کا خاتمہ ہوا۔

مسٹر گرین اندر چلے گئے۔ تو پادری صاحب نے پھر ایک بار اپنا ڈنڈا فرش پر بجایا۔ لافلور نے دروازہ کھولا۔ اور جلوس باہستگی باہر کیطرف نکلنا شروع ہوا۔

اس رسم سے فارغ ہو کر جس کی کیفیت دوسرے دن کے اخبارات میں پوری تفصیل کے ساتھ شائع ہونیوالی تھی۔ مسٹر گرین وڈ جلد جلد اس کمرہ میں پہنچے۔ جہاں لیڈی سیسیلیا اُن کے انتظار میں بیٹھی تھی۔

"میری پیاری سیسیلیا" انہوں نے کمرے میں داخل ہو کر کہا "تمہیں بحالت انتظار رکھنے کیلئے ہزار بار معذرت چاہتا ہوں لیکن تم سمجھ سکتی ہو۔ میں چونکہ ایک روشن خیال اور سمجھدار انتخابی حلقہ کا قائمقام ہوں۔ اسلئے مجھ پر بعض ایسے فرائض عاید ہوتے ہیں کہ۔۔۔"

بیرونٹ کی بیوی نے ایک ایسے تیز لہجہ میں جس سے قبل ازیں مسٹر گرین وڈ کو سابقہ نہ پڑا تھا قطع کلام کرتے ہوئے کہا "بس بس ان لغویات کو چھوڑ دو۔ میں اس جگہ تمہارے ۔۔۔ کے نہایت ناگوار معاملہ طے کرنے آئی ہوں۔ یہ اقرار نامہ ہے۔ جو میرے شوہر ۔۔۔

۔۔۔ لکھدیا ہے۔ اب تم وہ ہنڈی میرے حوالہ کر دو۔۔۔

۔۔۔ معلوم ہوتا تھا وہ اس ۔۔۔

۔۔۔

چمک پیدا ہو گئی تھی۔ اس نے سادہ اور صاف ستھری پوشاک پہنی ہوئی تھی۔ گرین وڈ کی نظروں میں اس کی صورت اس سے زیادہ پیاری کبھی معلوم نہ ہوئی تھی۔

جعلی ہنڈی اس کے حوالہ کرتے ہوئے گرین وڈ نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر لبوں تک لیجانے کی کوشش کی۔ مگر اس نے اس انداز سے گویا اس حرکت سے اسکی شان میں فرق آتا ہو۔ اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ اس کی یہ حرکت ایک ایسی خاتون کے ہر طرح شایان شان تھی۔ جس نے اپنے آپ کو ناجائز عشق کی قربانگاہ پر نثار نہ کر دیا ہو۔

پھر ایک نخوت آمیز اور فاخرانہ انداز سے اس نے کہا "بس مسٹر گرین وڈ۔ میرے اور تمہارے درمیان اب ان باتوں کا خاتمہ ہو چکا۔ تم بڑے سخت بیدرد ہو کہ اس جوش کا ذرا بھی اندازہ نہ کر سکے جس سے ایک سادہ لوح عورت نے اپنے آپ کو تمہارے حوالے کر دیا تھا۔ افسوس تم نے مجھ سے جو ایک امیر کبیر کی بیٹی ہوں۔ اس طرح سلوک کیا۔ گویا میں تمہاری تنخواہ دار رنڈی تھی۔ خیر جو ہو چکا سو ہو چکا۔ میں نے تمہیں اپنے خیالات سے آگاہ کر دیا ہے۔ اور اب ہر طرح سے مطمئن ہوں "

گرین وڈ نے تبسم کرتے ہوئے جواب دیا "سیلیا میں حیران ہوں۔ مجھ سے کونسی ایسی خطا سرزد ہوئی ہے۔ کہ تم مجھے ان تلخ الفاظ کا مستحق سمجھتی ہو۔ شاید تم مجھ سے اس لئے ناراض ہو کہ میں تمہاری فضول خرچیوں کو پورا کرنیکا ذریعہ پیدا نہ کر سکا "

لیڈی سیلیا بولی "کچھ عرصہ سے تم نے میری طرف سے جو سرد مہری اختیار کر رکھی ہے۔ اس نے مجھے ایک نہایت تلخ سبق سکھا دیا ہے "

" اور باوجود اس کے میں نے تمہارے شوہر کے جرم پر پردہ ڈالنے کی آمادگی ظاہر کرتے ہوئے ہر طرح تمہاری خدمت کرنیکی کوشش کی ہے "

سیلیا نے طنزیہ لہجہ میں کہا "بیشک تم نے بڑی فیاضی سے ایک ہزار پونڈ کے فوسوے بھی اسلئے دست برداری اختیار کی ہے۔ کہ اس شخص کی بیوی کیساتھ جسے تم نے اپنے دام میں پھنسا رکھا تھا۔ تمہارے ناجائز تعلقات پر پردہ پڑ سکے۔ مسٹر گرین وڈ اس سے میری یہ مراد نہیں کہ میں اپنے شوہر کے طرز عمل کی مناسبت ثابت کرنیکی کوشش کر رہی ہوں۔ میں جانتی ہوں۔ وہ ایک بیدرد۔ بد افعال اور بے اصولا آدمی ہے۔ لیکن باوجود اسکے مسٹر گرین وڈ اس بات کا مجھے ہرگز خیال نہ تھا کہ جب

تم دونوں کو پہلو بہ پہلو کھڑا کیا جائے۔ تو تمہاری خطاؤں کی چمک اس سے تیز تر ثابت ہوگی۔ ہاں میں ایک بات اور کہنا چاہتی ہوں۔ اگر تم اب بھی وہ ہنڈی واپس کرنے سے انکار کرتے۔ تو میں اسکی قیمت ادا کرنے پر آمادہ تھی۔ معلوم ہوتا ہے۔ کسی نامعلوم دوست کو اس سودے کی خبر ہو گئی ہے۔ گو خدا ہی کو معلوم ہے۔ کہ کس طرح خبر ہوئی۔ اور اس نے کل شام میرے پاس اس قدر نقدی بھیجدی۔ جس سے میں اس قرضہ کو بیباق کر سکتی تھی۔ دیکھو۔ یہ خط ہے۔ جس کے ساتھ ایک ہزار پونڈ کا بنک نوٹ لف تھا۔ یہ چٹھی اتفاقاً میرے ہاتھ آگئی۔ اور میرے شوہر کو اس کا مطلق علم نہیں کیا تم اس خط کو پہچانتے ہو؟"

گرین وڈ نے جلد جلد خط پر نظر ڈالی۔ پھر کہنے لگا" ہاں میں اس تحریر کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ تمہارے شوہر کو غائبانہ طور پر مدد دینے والی مسز آرلنگٹن ہے"۔

"مسز آرلنگٹن" سیسیلیا نے چلاّ کر کہا" اچھا میں اب سمجھ گئی۔ اس افواہ کا کیا مطلب تھا جس کی رو سے اُسے میرے شوہر کی داشتہ کہا جاتا تھا"

مسٹر گرین وڈ نے اُس حسینہ کیطرف سے جسے خود اُس نے راہ نیکی سے ورغلایا تھا۔ یہ صاف الفاظ ۔ کہا" ہاں وہی"

سیسیلیا ۔ درجہ نفرت کے لہجہ میں کہنے لگی" اب اس بات کا فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ دونوں میں ست س معاملہ میں کس نے زیادہ فیاضی اور فراخ دلی سے کام لیا ہے۔ سر روپرٹ ہاربرو کی سابق معشوقہ نے یا اُس کی بیوی کے سابق عاشق نے؟"

گرین وڈ نے اس کا جواب نہ دیا۔ صرف اپنے ہونٹ کو طنزاً موڑ لیا۔

لیڈی سیسیلیا اپنی نشست سے اُٹھی اور سرمایہ دار کو سرد مہری سے تعظیم دیکر رخصت ہو گئی۔

یہ انجام تھا ایک دنیادار مرد فاسق اور ایک فیشنیبل لیڈی کے ناجائز عشق کا۔ ایسی ناجائز صحبت کا خاتمہ ہمیشہ جھگڑے تکرار پر ہوا کرتا ہے۔ اور وہی اس حالت میں ہوا۔

لیکن کیا ہمارے ناظرین یہ خیال کرتے ہیں کہ خودداری کے جن جذبات نے لیڈی سیسیلیا کو اپنے ناجائز عشق کے وہ تعلقات جو کچھ عرصہ سے کمزور ہوتے جا رہے تھے یکایک توڑنے پر مجبور کیا۔ وہ اس رقم کے جائز صرف میں بھی (جو مسز آرلنگٹن نے ایک خاص مطلب کے لئے بھیجی تھی) اس پر اشارۃً ... ہرگز نہیں لیڈیم،

سیسیلیا اس بارہ میں حد درجہ بے رحم تھی۔ اور ایک ہزار پونڈ کی وہ رقم جو اُس کے شوہر کی سابق معشوقہ نے از راہ فیاضی روانہ کی تھی۔ اُس نے اپنی ضروریات پر صرف کر لی
سطور بالا میں لیڈی سیسیلیا ہاربرو اور مسٹر گرین وڈ کی جو گفتگو درج کی جا چکی ہے وہ آخر الذکر کے اطلاوی نوکر نے سن لی تھی۔ اسی روز اُس نے مسز آرلنگٹن کو یہ تمام حالات سنا دیئے۔ اور اس طرح آخر الذکر کو معلوم ہو گیا۔ کہ جو رقم میں نے سر رچرڈ ہاربرو کے نام روانہ کی تھی۔ وہ راستہ میں ہی لیڈی سیسیلیا نے اڑا لی ہے۔ اور ہنڈی کا فیصلہ اس رقم کی ادائگی کے بغیر ہی ہو گیا ہے۔

دوسرا باب — سالِ نَو

یکم جنوری ۱۸۴۰ء کا دن تھا۔

زمانہ کی رو پورے استقلال کے ساتھ بہی جاتی ہے اور اس کی بدولت وحشیانہ اثرات کی خرابیاں اس طرح دور ہوتی جا رہی ہیں۔ جیسے سمندر کا طوفان ناہموار چٹانوں کے تیز کناروں کو صاف کر دیتا ہے۔

جوں جوں وقت گذرتا جاتا ہے۔ ہم زمانہ ماضی پر پردہ ڈالنے کی بے سود کوشش کرتے ہیں۔ موسم سرما آتا ہے تو چاہتے ہیں۔ کہ موسم بہار کی خوشگوار یاد ہمارے ذہن سے محو ہو جائے۔ لیکن ہماری یہ کوششیں بے سود ہوتی ہیں۔ اور ہماری یہ دعا بھی کچھ کم لاحاصل نہیں ہوتی۔ کہ بحرِ فنا کی لہریں اس وقت کی یاد کو ہمارے دلوں سے بہا کر لے جائیں۔ جب زمانہ ہم پر مہربان تھا۔ جب اس کی پیشانی سے پھول اور اُس کے بازوؤں سے ہیرے جھڑتے تھے۔

زمانہ اہرام مصر کی بلندیوں سے دنیا پر نظر ڈالتا ہے۔ اور جب وہ دنیا کے ہزارہا شہروں کو آباد اور عظیم الشان فوجوں کو مرنے مارنے پر تیار دیکھتا ہے۔ جب اُس کی نگاہیں ہر ایک سمندر کی سطح پر دول عظمےٰ کی شاندار بحری فوجوں پر پڑتی ہیں تو وہ زور سے قہقہہ لگاتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے آخر انہیں میرے ہی بس میں آنا ہے۔

وہ وقت آنیوالا ہے۔ جب خود اہرام مصر زمانہ قدیم کی [illegible]

والے فانی بچوں کی واحد یادگار ہیں۔ گر کر خاک میں مل جائیں گے۔ اور زمانہ اُن پر غالب آجائیگا۔ کیونکہ زمانہ کی طاقت مضبوط سے مضبوط عمارات کو خاک میں ملاتی اور نہایت شاندار اقوام کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتی ہے۔

سیسو سٹری قوم کی عظمت اب محض ایک خواب ہے۔ یونان اور روما کا اقتدار صدیوں سے خاک میں مل چکا۔ کارزار صلیبیہ کے بہادروں کی ہڈیاں خاک ہوکر غبار راہ بن چکیں۔ عثمانی ہلال سے عیسائیت کو کوئی خطرہ باقی نہیں رہا۔ ہسپانوی آرمیڈا سمندر میں تہ نشین ہو چکا۔ نپولین کے قایم کردہ تخت تحت الثرے میں گر گئے۔ اور اپنی فتوحات کے دور شبابی میں جن کروڑوں شخصوں کی اس نے رہبری کی تھی۔ اُن میں سے لاانتہا اس دنیا سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو چکے۔ آج اُن کے مزار کو یورپ کے ہر گوشہ میں بکھرے ہوئے ہیں۔ مگر کوئی نہیں جانتا کہاں ہیں؟

اے انقلاب زمانہ کون ہے جو تیرا مقابلہ کر سکے۔ تو خود اس خدائے بالا و برتر کی ذات ستودہ صفات کا مظہر ہے!

اے وقت اگر تو کوئی ذی حیات شے ہوتا اور قدرت نے تیرے اندر قوت خیال ودیعت کی ہوتی۔ یا تو اپنے دل میں ہمدردی کا مادہ رکھ سکتا۔ تو حیات انسانی کے اُن غموں پر جو قریب ۶۰ صدیوں سے قایم چلے آرہے ہیں، کسقدر آنسو نہ بہاتا!

سال کے بعد سال گذرا چلا جاتا ہے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ تمدن غریب مزدوروں کی حالت کو روبہ اصلاح لانیکے مشکل کام کو کسقدر سستی سے سرانجام دے رہا ہے۔ کیونکہ زمانہ قدیم کی طرح زمانہ موجودہ میں بھی لاکھوں آدمی ایک منتخب جماعت کے لئے ہی سامان راحت بہم پہنچانے کی غرض سے محنت کرتے نظر آتے ہیں۔ یہ منتخب جماعت ہی دنیا بھر کے شجر سے پھل حاصل کرنیکا حق رکھتی ہے۔

مزدوروں کے حقوق کی کوئی پروا نہیں کرتا۔ پیدایش اور دولت کے حقوق ہی افضل ہیں اور جب یہ لاکھوں آدمی تفکرات سے خم کمر ہو کر۔ لاانتہا سختیوں ہی کچلے جا کر اپنی دردناک آواز بلند کرتے ہیں تو ان کے مالک یہی ہانک لگاتے ہیں "محنت کرو۔ محنت کرو!!"

ایک غریب مزدور جس کی پیشانی محنت کے پسینہ سے عرق عرق ہو رہی ہے۔ جب اپنی فاقہ کشی ہوئی۔ اور نیم برہنہ بچوں کی طرف انگلی اٹھاکر ... مزدوری میں اضافہ

جلانے کی درخواست کرتا ہی تاکہ وہ انہیں پیٹ بھر کر کھانا کھلا اور آرام دہ کپڑے پہنا سکے
تو ہر طرف سے یہی جواب اُس کے کانوں میں پہنچتا ہے "محنت کرو۔ محنت کرو"

جب وقت کاریگر زرد رو اور پژمردہ ہو کر گھر پر جھکا ہوا دبی زبان سے درخواست کرتا
ہے۔ کہ اُس کی حقیر مزدوری میں جو وہ اس کام کے عوض حاصل کرتا ہے۔ جسکی بدولت
اُس کا آقا سونے کے محل کھڑے کر رہا ہے۔ تھوڑی زیادتی کر دی جائے۔ تو اس
دردناک التجا کا جواب یہ ملتا ہے "محنت کرو۔ محنت کرو"۔

وہ کان کن جس کی عمر کا بڑا حصہ زمین کے اندر بسر ہوتا ہے۔ جو اپنی زندگی کو خطرہ
میں ڈالکر تاریک زیر زمین راستوں میں سخت چٹانوں کو کاٹتا۔ اور ایسی حالت میں
محنت کرتا ہے۔ جو اُس کے اعضا کو مردہ بنا دیتی ہے۔ اور قبل از وقت ہی اُسے لب
گور تک پہنچا دیتی ہے۔ جب وہ ان بھیانک تہ خانوں سے آواز بلند کر کے اس امر کا
مطالبہ کرتا ہے کہ مزدوروں کے حقوق کا فیصلہ منصفانہ طریق پر کیا جائے تو اُسکی
عرضداشت کا جواب سوائے اس کے اور کچھ نہیں ملتا "محنت کرو۔ محنت کرو"۔

ہاں اُن لاکھوں آدمیوں کا جو شب و روز محنت کرنے کے باوجود روزانہ ضروریات
سے مستغنی نہیں ہو سکتے۔ فرض ہے کہ محنت کریں۔ اور اس منتخب جماعت کے لوگوں
کا حق ہے کہ نرم اور گدگدے کوچوں پر آرام سے لیٹیں۔ بحر و بر کی نعمتوں سے متمتع ہوں
اور شاندار گاڑیوں پر سوار ہو کر ایک سے دوسرے مقام کی سیر کرتے پھریں۔

یکم جنوری ۱۸۴۰ء کا دن تھا۔

ہاں سال نو کا دن جس کی یاد میں ایک فریق نادر قسم کی دعوتیں اڑاتا اور دوسرا
مصائب و آلام پر غور کر کے کڑھتا ہے۔ جو انسان اور آسمان دونوں نے اُسکے
واسطے مخصوص کر رکھے ہیں۔

یکم جنوری ۱۸۴۰ء کا دن بہت ناخوشگوار اور طوفانی تھا۔ ہوائے سرد بدن کو
چیرتی ہوئی چلتی تھی۔ اور چھاجوں پانی برس رہا تھا۔ نہایت تیز سرمائی ہوا صدر مقام
عالم کے بازاروں کی خاکروبی کر رہی تھی۔ جو غریب بے خانمان آوارہ گردوں کا محرابوں اور
دروازوں کے سایہ میں بھی پیچھا نہ چھوڑتی تھی۔ اور جس سے تنگ آ کر کلپتے ہوئے
بھکاری [illegible]

شام کا وقت تھا اور لندن کے بڑے بڑے بازاروں میں لمپوں کی روشنی بہت
ہی مدھم تھی۔ غربا کے محلوں اور گلیوں میں کم و بیش کامل تاریکی تھی۔ کیونکہ تمام کھڑکیاں
بند تھیں۔ اور جن کھڑکیوں میں دروازے نہ تھے۔ اُن کے اندر چیتھڑے ہی تان دیئے
گئے تھے۔ تاکہ ہوا سے سرد اندر نہ داخل ہونے پائے۔

ایسے ناخوشگوار حالات میں ہم اپنے ناظرین سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہمارے
ساتھ لندن کے ایک ایسے حصہ کی سیر کریں۔ جس کے وجود کا بھی اکثر روسا کو علم نہیں
اور بہت کم امرا ایسے ہیں کہ انہیں کسی کام کی غرض سے اس حصۂ شہر میں جانے کی ضرورت
پڑتی ہے۔

بھتل گرین کے مشرق کیطرف تنگ بازاروں اور کثیف گلیوں کا ایک مجموعہ ہے
جسے عرف عام میں گلوب ٹون کہتے ہیں۔ اس کے شمال میں بونرز فیلڈس واقع ہیں
جنوب میں مائل اینڈ روڈ اور مشرق میں ریجنٹس کینیل۔ اس حصہ شہر کے بیچوں بیچ ایسٹرن
کونٹیز ریلوے کی لائن گذرتی ہے۔

اس جگہ کا مقابلہ اگر صدر مقام کے بعض بدترین علاقوں مثلاً سینٹ گائلز یا
سیفرن ہل سے کیا جائے تو بھی گلوب ٹون انسانی مصائب کا ایک ہولناک گڑھا نظر
آتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ تہذیب اپنی رفتار میں اس کے پاس ہی نہیں گذری۔ اکثر
بازار ناہموار۔ کچے اور کھردرے ہیں۔ جو راہ گیر گرمیوں میں اس طرف سے گذرتا ہے اس
کی آنکھیں غبار راہ سے اندھی ہوئی جاتی ہیں۔ اور دماغ سڑی ہوئی سبزی اور نجاست
کے ڈھیروں کی بدبو سے جو جابجا نظر آتے ہیں پھٹا جاتا ہے۔ سردیوں میں اُسے گھٹنوں
تک گہری سیاہ کیچڑ اور بدبودار پانی سے گذرنا پڑتا ہے۔ گلوب ٹون کے بعض
حصوں میں اس قسم کے دلدل موجود ہیں۔ جن کی کیچڑ صد درجہ کی گرمی کے دنوں
میں بھی خشک نہیں ہوتی۔ اور اُن میں سے اس قسم کی تیز بدبو اٹھتی ہے۔ گویا سڑی
ہوئی لاشوں کی بُو ہو۔

سردیوں میں یہ حصہ شہر ایک بہت بڑی دلدلی زمین کی صورت اختیار کر لیتا
ہے۔ چونکہ نہر کے قریب اور نشیب علاقہ میں واقع ہے۔ اور یہ جگہ قدرتی طور پر مرطوب
ہے۔ اس لئے یہ علاقہ بے حد مضر صحت سمجھا گیا ہے۔ یہاں کے باشندے ان مقامی

خرابیوں کے انسداد کی خود ہی کبھی کوشش نہیں کرتے۔ معلوم ہوتا ہے۔ انہیں یہاں کی نجاست اور اپنے چیتھڑوں میں ہی لطف آتا ہے۔ شاید ان کا انتہائی افلاس اُنہیں صفائی کے اولین فرائض کیطرف سے لاپروا بنا دیتا ہے۔ شاید ان کی افسوسناک حاجتمندی اُنہیں اس قدر مایوس کر دیتی ہے۔ کہ سامانِ آسائش کی بہم رسانی کا حوصلہ نہیں ہوتا۔ بہر صورت سوائے دو ایک بازاروں کے سارا گلوب ٹون ایک ایسا علاقہ ہے۔ کہ ضرورت ہی کسی صفائی پسند سلیقہ شعار آدمی کو وہاں سکونت اختیار کرنے پر مجبور کر سکتی ہے۔

باوجود اس کے گلوب ٹون میں ایسے بازار ہیں۔ جن کے نام امیرانہ ہیں۔ ایک جگہ کا نام گراسوینر پلیس ہے۔ جس میں سے گھوڑا گاڑی بمشکل گذر سکتی ہے۔ ایک ریڈ سٹریٹ ہے۔ جس میں کسی کار پول کی گاڑی بھی داخل نہیں ہو سکتی۔ ایک پارک سٹریٹ ہے۔ جس کا نشان خصوصی چند جھاڑیاں ہیں۔ وہاں کے چیسٹر پلیس میں نہایت ادنیٰ قسم کی دوکانوں کی قطار کے سوا کچھ نہیں۔ اور ایسکس سٹریٹ اور ڈگبی سٹریٹ وہاں کے ایسے مقام ہیں۔ جن میں تین پنس فی شب کے حساب سے کمرے کرائے پر لیئے جا سکتے ہیں۔

ایسے بھیانک بازاروں کے ایسے رفیع الشان نام رکھنے کا طریقہ کسقدر عجیب ہے وائٹ چیپل کے ادنیٰ ترین حصوں میں پلیزنٹ اور گرین سٹریٹ۔ فلاور سٹریٹ۔ ڈیوک سٹریٹ اور روز لین آباد ہیں۔ بیتھنل گرین میں جہاں حد درجہ غریب لوگ آباد ہیں۔ ایک بازار کا نام سلور سٹریٹ ہے۔ اور ایک اور نہائت کثیف گلی کا نام پلیزنٹ سٹریٹ رکھا گیا ہے۔

گلوب ٹون اور اُس کے نواحات میں قبرستان بکثرت ہیں۔ شمال کیطرف ایسٹرن لنڈن کا قبرستان ہے۔ جنوب میں دو یہودیوں کے اور دو اور قبرستان واقع ہیں۔ سوائے اول الذکر کے جس کا حال میں افتتاح ہوا ہے۔ اور جہاں چند ایک جھاڑیاں بھی بوئی گئی ہیں۔ باقی قبرستانوں میں قبروں کی اتنی کثرت ہے کہ زمین پر پھاوڑہ مارو تو ضرور کسی لاش کی کھوپڑی میں ہی لگیگا۔

جب تم کیمبرج روڈ سے گذر کر بیتھنل گرین کے نئے گرجا کے پاس سے ہوتے ہوئے

گلوب ٹون میں داخل ہو۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ لندن کو کہیں پیچھے چھوڑ آئے ہو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ تم صدر مقام کی حدود سے باہر آ گئے ہو۔ یا یکایک آسمان سے کسی ایسے مقام پر آ گرے ہو۔ جس میں عجیب الخلقت لوگ آباد ہیں۔ بازاروں میں بہت کم آدمی نظر آتے ہیں۔ اور جو نظر آتے بھی ہیں۔ وہ زرد رُو۔ میلے۔ پژمردہ اور سوکھے ہوئے۔ خوشی کی آوازیں جو سنائی دیتی ہیں۔ یا تو شراب خانوں سے آتی ہیں۔ یا وہ ان میلے کچیلے لڑکوں کے گانے کی آوازیں ہوتی ہیں۔ جو نیم برہنہ کیچڑ میں کھیلتے پھرتے ہیں اس کے سوا گلوب ٹون میں ہر طرف ہر وقت خاموشی۔ تاریکی اور سناٹا چھایا رہتا ہے دوکانوں کی کھڑکیاں رہنے والوں کی عسرت اور فلاکت کا پتہ دیتی ہیں۔ قصاب کی دوکان پر نظر ڈالو۔ تو صرف ادنیٰ درجہ کے گوشت کے چند ٹکڑے اور بھیڑوں کے سر نظر آئیں گے۔ مچھلی والوں کی دوکان کی حالت اور بھی بُری ہے۔ اور اُن کے گندے سامان فروخت کی بدبو سے دماغ پھٹا جاتا ہے۔ القصہ ہر چیز جو اس حصہ شہر میں نظر آتی ہے۔ یہاں کے باشندوں کی حد درجہ مفلسی کا پتہ دیتی ہے۔

گلوب ٹون میں دو طرح کے لوگ رہتے ہیں۔ ایک جلاہے اور دوکاریگر جو بجری ہال یا نہر پر کام کر کے روزی کماتے ہیں۔ دوسرے چور۔ فاحشہ عورتیں۔ آوارہ گرد لوگ چنانچہ جب کسی چور یا گٹھ کترے کے لئے پولیس کی غیر معمولی توجہ کے باعث سینٹ گائلز کلرکن ویل۔ منٹ یا بیتھنل گرین میں رہنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ تو وہ گلوب ٹون کا کوئی پوشیدہ بالا خانہ کرایہ پر لے کر اس میں اُس وقت تک چھپا رہتا ہے۔ کہ تلاشیوں کا طوفان گذر چکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر قسم کے بدمعاش اور اوباش لوگ اس حصہ شہر کو "ہیپی ویلی" یا "وادیٔ راحت" کہنے لگ گئے ہیں۔

گلوب ٹون کے مشرقی حصہ کے ایک نہایت تنگ۔ میلے اور ادنےٰ درجہ کے بازار میں ایک مکان واقع تھا۔ جس کی حالت آس پاس کے مکانات سے بھی نہایت خستہ تھی۔ اسکی صرف دو منزلیں تھیں۔ اور اسے عجیب طریقہ پر تعمیر کیا گیا تھا۔ سامنے والے دروازہ کی دہلیز سے ایک عمودی زینہ بالاخانہ کیطرف جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ اگر کوئی شخص بازار سے مکان کے اندر داخل ہو تو اُسے کسی ڈیوڑھی یا برآمدہ میں داخل ہونے کی ضرورت نہ ہوتی تھی۔ بلکہ وہ سیدھا زینہ پر چڑھنا شروع کر دیتا تھا۔ زینہ پر

چڑھ کر ایک کھلی جگہ آتی تہی - جس میں دو نہایت چھوٹے - غلیظ اور تاریک کمروں کے دو دروازے تھے - ان دونوں کمروں کی درمیانی دیوار میں ایک دروازہ تھا لیکن ان کمروں سے نچلی منزل تک جانیکا کوئی زینہ نہ تھا - اس مطلب کے لئے گلی کے دروازہ کو گذرنا پڑتا تھا - جو بازار سے چلکر مکان کے پہلو میں جاتی تہی - اس کا نتیجہ یہ تھا کہ اس عجیب مکان کی بالائی اور نچلی منزلیں بالکل جدا جدا تھیں - نچلی منزل کی کھڑکیاں شٹرز کے ذریعہ بند تھیں - صرف اُن کے بالائی حصہ میں دل کی شکل کے سوراخ بنے ہوئے تھے - جن کے اندر سے روشنی کی چند ایک شعاعیں داخل ہوتی تھیں -

بالاخانہ کے کمروں میں نسبتاً زیادہ سامانِ آسائش موجود تھا - لیکن ہر چیز میلی اور بدنما نظر آتی تہی - سامنے والا کمرہ نشست گاہ کا کام دیتا تھا - اور پچھلا خوابگاہ کا -

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں - شام کا وقت تھا - اور سامنے کی کھڑکیوں کے آگے موٹے موٹے پردے لگے ہوئے تھے - میز پر شمع جل رہی تہی - ایک جگہ تیز آگ پر ایک کیتلی میں کوئی چیز اُبل رہی تہی - میز پر گلاس - بوتلیں - شکر - لیموں - پائپ اور تمباکو پڑا تھا - معلوم ہوتا تھا - کہ اس گھر کے رہنے والے مے نوشی کا شغل کرنے والے ہیں - باہر پانی کی بوچھاڑ بڑے زور سے کھڑکیوں پر آکر پڑتی تہی - اور گلیوں میں ہوا چیختی ہوئی گذر رہی تھی -

لیکن اس مکان کے رہنے والے کون تھے ؟ ہم اب اس بارہ میں اپنے ناظرین کو زیادہ عرصہ تک منتظر نہ رکھیں گے -

ایک آرام چوکی پر جس کا کپڑا کئی مقامات سے پھٹ چکا تھا - اور جس پر جا بجا چربی کے داغ لگے ہوئے تھے - کوئی عورت لیٹی ہوئی تہی - جس کی عمر حقیقت میں ۲۷ سال سے زیادہ نہ ہوگی - مگر عیاشی اور اوباشی کی زندگی کی بدولت اس کی شکل و صورت سے ۳۵ سال کی عمر کا اندازہ ہوتا تھا - وہ کسی زمانہ میں خوبصورت تہی - اور اُس کے خط و خال میں اب تک اس گذرے ہوئے حسن کے آثار پائے جاتے تھے لیکن آنکھوں کے نیچے گہرے نیلے حلقے پڑ چکے تھے - جو اس کی موٹی بھوؤں کے ساتھ ملکر آنکھوں کو ایک تاریک دائرہ میں بند کئے ہوئے تھے - مرجھائے ہوئے رخساروں پر غازہ ملا ہوا تھا - مگر ایسے بھدے طریق پر کہ کوئی جاہل سے جاہل شخص بھی دہوکہ نہ کھا سکتا

تھا۔ اس نے اُداس رنگ کی ہلکی ریشمی گون پہنی ہوئی تھی۔ جس کا گلا سامنے کی طرف سے بہت نیچا کٹا ہوا تھا۔ اور اس کے اندر اس کی پتلی اور خشک گردن صاف نظر آتی تھی۔ القصہ وہ بظاہر ایک ادنےٰ درجہ کی فاحشہ عورت معلوم ہوتی تھی۔ اور حقیقت میں بھی ایسی ہی تھی۔ اس کا صحیح نام مارگریٹ فلیدرس تھا۔ لیکن اس کے آشنا اختصار کی غرض سے اُسے میگ کہا کرتے تھے۔ اس کا ایک اور نام "رٹیل سینک" (کھڑکھڑانے والا سانپ) بھی پڑ گیا تھا۔ کیونکہ اُسے ریشم اور ساٹن کے کپڑے پہننے کا بہت شوق تھا۔ اور وہ چلتے وقت ان کپڑوں میں حتی الامکان زیادہ سرسراہٹ پیدا کیا کرتی تھی۔

انگیٹھی کے دوسری طرف ایک مرد بیٹھا تھا۔ جس کا چہرہ لاش کی طرح سپید نظر آتا تھا اس کی پیشانی پر اُلجھے ہوئے سیاہ بالوں کے گچھے چھائے ہوئے تھے۔ شکل و صورت نہایت مکروہ اور گھناؤنی تھی۔

عورت نے ایک بڑی سی چاندی کی گھڑی کی طرف دیکھ کر جو اُداس رنگ کے فیتہ کے ساتھ دیوار میں ایک کیل سے لٹکی ہوئی تھی کہا "ساڑھے آٹھ بج گئے"

اس کے ہمراہی نے جو دراصل مردہ فروش ہی تھا۔ کہا "ہاں۔ لیکن میگ۔ اگر انہوں نے آنے میں دیر کر دی۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم کیوں نہ ایک دو گھونٹ پی لیں۔ رات بہت سرد ہے کیتلی بھی اُبلنے لگی ہے۔ لاؤ ہم تم ابتدا کریں"

عورت نے دو گلاس اپنی طرف کھینچ کر ہر ایک کو نصف کے قریب جن (شراب) سے بھرا۔ پھر اُس میں شکر اور لیموں ملایا۔ اور چند منٹ کے عرصہ میں مردہ فروش نے کیتلی کا ابلتا ہوا عرق ان گلاسوں میں انڈیل دیا۔

رٹیل سینک نے کہا "ٹونی اب یہ مرکب خوب ہے"

"میگ کیا کہنے ہیں۔ تم دراصل ایسے تناسب کو بہت خوب سمجھتی ہو"

عورت نے کسیقدر چاپلوسی کے لہجہ میں کہا "ٹونی بھلا اور کونسا معاملہ ہے جس کی مناسبت کو میں نہ سمجھتی ہوں۔ آج کچھ دن کم ایک سال ہم دونوں کو اکٹھے رہتے ہو چکا ہے۔ کیا میں نے اس عرصہ میں تمہارے لئے ہر قسم کی آسائش کرنے کی کوشش نہیں کی؟"

مردہ فروش بولا" اور ایسا کرنا تمہارا فرض تھا - کیا میں نے تمہیں آوارہ گردی سے بچا کر ایک خود مختار عورت نہیں بنا دیا؟ کیا تم اس مکان کی مالکہ نہیں ہو؟ کیا میری ساری کمائی تمہارے ہاتھ میں نہیں آتی؟"

رٹیل سینگ نے کہا" ٹھیک سچ ہے - مگر کیا تم میری امداد کے بغیر کامیاب ہو سکتے تھے؟ جب برڈ کیج واک والے معاملہ کے بعد تمہیں اس وادی راحت میں جا کے پناہ حاصل کرنی پڑی - تو تمہیں کسی ایسے شخص کی ضرورت تھی - جس پر تم پورے طور سے بھروسہ کر سکو جو تمہارے لئے سامان ضرورت خرید لائے - مکان کی نگہداشت کرے - اور اس بات کا بھی خیال رکھے کہ کالی وردی والوں کو اس معاملہ کی بھنک نہ پڑ جائے"

مردہ فروش نے جواب دیا " پیاری! تم سچ کہتی ہو - مجھے حقیقت میں کسی ایسے شخص کی ضرورت تھی جب رات میں نے اس مکان کو بارود سے اڑایا ہے - اسی رات تمہارے پاس جا کر میں نے سارے حالات بیان کر دیئے - اور تم سے مدد کی درخواست کی تھی - تم نے میرے ہاں رہنا منظور کیا - اور میں نے اس بات کا اقرار کیا کہ تم سے بہت اچھی طرح سلوک کروں گا - کیا ہم دونوں اس سودے سے مطمئن نہیں ہیں؟"

رٹیل سینگ نے کہا" تمہیں معلوم ہے - میں بہر صورت مطمئن ہوں - مگر کبھی کبھی تم اسقدر غصہ میں بھر جاتے اور چڑچڑے بن جاتے ہو - کہ میں حیران ہوتی ہوں - کیا کروں کیا نہ کروں؟"

مردہ فروش کہنے لگا" تم جانتی ہو - ایسے موقعوں پر میں بے اختیار ہوتا ہوں - کیا میں نے اپنی بڑھی ماں اور نقیب زن کو خود اپنے ہاتھوں اپنی آنکھوں کے سامنے مرتے نہیں دیکھا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ میں نے انہیں عمداً جان سے نہیں مارا - اسوقت سوائے اس کے چارہ ہی نہ تھا - اگر میں ایسا نہ کرتا - تو ہم سب کو نیوگیٹ میں پہنچا دیا جاتا - اور وہاں سے ہمیں باہر نکلنے کے صرف دو ہی موقعے ملتے - ایک مقدمہ کی پیشی کے وقت اور دوسرے پھانسی پر لٹکائے جانے کے وقت"

رٹیل سینگ نے پوچھا" کیا وہ تمہارے خلاف کوئی ثبوت پیش کر سکتے تھے؟"

مردہ فروش بولا" ہاں - مگر تم دیکھتی نہیں ہو..." اور اس نے اپنا گلاس منہ سے لگا کر اس مرکب کا بہت سا حصہ پی لیا" کیا تم دیکھتی نہیں ہو کہ میرے جیسا جہاندیدہ

شخص اس واقعہ کے لئے تیار نہیں رہ سکتا - جو آخر کار ظہور میں آیا - اس کوٹھڑی کے پچھلے کمرہ کی ایک الماری میں میں نے بہت سا باروت بھورے رنگ کے کاغذ میں لپیٹ کر رکھا ہوا تھا - یہ الماری چمنی اور عقبی دیوار کے درمیان رکھی ہوئی تھی - اس دیوار کے اندر میں نے ایک سوراخ بنا رکھا تھا - اور اس کے راستہ ایک لمبی آہنی نالی الماری میں داخل کی ہوئی تھی - یہ نالی ۱۰-۱۲ فٹ لمبی تھی - اور اس دیوار کے ساتھ ساتھ لگی ہوئی تھی - نالی اس قسم کی تھی کہ بادی النظر میں پانی کا پایپ معلوم ہوتی تھی لیکن دراصل وہ سر بسر باروت سے بھری ہوئی تھی - اور سارے مکان کو اڑا دینے کیلئے صرف اس نالی کے سرے پر ایک جلتی ہوئی دیا سلائی داخل کرنا ضروری تھا"

"اس ایجاد کے کیا کہنے ہیں" رٹیل سینک نے کہا "کیا پولیس کے داخل ہونے سے بہت عرصہ پہلے وہ نالی مکان میں لگائی گئی تھی؟"

"ہاں ہاں مہینوں پہلے" مردہ فروش نے جواب دیا "خوش نصیبی سے نالی کے اندر پانی داخل نہ ہو سکتا تھا - ورنہ باروت میں نمی آجاتی - خیر ایک دن پولیس آگھسی میں نے پچھلے کمرہ میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا - کھڑکی میں سے کود گیا - اور نالی کے سرے پر پہنچکر اُسکا ڈھکنا اتار جھٹ سے دیا سلائی دکھا دی - بس ایک دومنٹ میں سارا مکان ہموار ہوگیا"

رٹیل سینک نے کہا "باوجود اس کے مدتوں سفیرن ہل کی بوزنگ کن کے تمہارے پرانے رفیق یہی خیال کرتے رہے کہ تم مکان کے ساتھ ہی اڑ گئے ہو"

"بیشک اُن کا یہی خیال تھا - کیونکہ تم جو اخبارات میرے پڑھنے کو لایا کرتی تھیں - اُن میں لکھا ہوتا تھا کہ یقیناً ہر شخص جو اسوقت مکان میں موجود تھا اُڑ گیا ہے"

"اور ان اخبارات میں یہ بھی تو لکھا ہوا تھا - کہ پولیس نے تمہارا اور نقب زن کا کس طرح اس مکان تک کھوج لگایا؟"

"ہاں اور اسی ذریعہ سے مجھے معلوم ہوا کہ جو شخص میرا جان لینا ثابت ہونیوالا تھا وہ رچرڈ مارکھم تھا" یہ الفاظ کہتے ہوئے مردہ فروش کے چہرہ پر غصہ کی ایسی علامات منودار ہوئیں کہ دیکھنے والوں کو یقیناً اس سے خوف آتا ہوگا۔

رٹیل سینک نے جلدی ہی اُس کا غصہ فرو کرنے کے لئے کہا "ٹونی اب تم اس واقعہ پر زیادہ نہ کڑھو - کیونکہ جب تم ایسے غصہ کی حالت میں ہوتے ہو تو خود مجھے

تم سے ڈر لگنے لگتا ہے"۔

بدمعاش مردہ فروش بولا "نہیں - اب کڑھنا بے سود ہی - مگر میں نے انتقام کا ایک ذریعہ سوچ رکھا ہے - اس پر عمل کرنے کے بعد میں مطمئن ہوں گا - میگ - تمہیں معلوم نہیں اس رات تھیٹر میں میں نے اُس کی کیسی گت بنائی تھی - دراصل یہی بدمعاش ہے - جس نے ہفتوں بلکہ مہینوں سے مجھے اس حوالات میں بند رکھا ہے - کیونکہ حقیقت میں یہ جگہ حوالات سے کسیطرح بہتر نہیں - اسی کی بدولت میرے عزیز دوست نقب زن اور میری بوڑھی ماں کی جو میری بہت خدمت کیا کرتی تھی - جان گئی - اسی کی بدولت وہ شخص میرے قابو سے نکلا جس نے جاکر محل کی دیکھ بھال کی تھی - جب میں سوچتا ہوں - کہ میری ساری تکالیف کا موجب یہی شیطان رچرڈ مارکھم ہے - تو ایسا معلوم ہوتا ہے - میں دیوانہ ہوجاؤں گا - اور واقعہ میں میں دیوانہ ہوجاتا - اگر مجھے اس کا یقین نہ ہوتا - کہ انتقام کا دن اب قریب آرہا ہے"۔

رٹیل سینگ نے چاپلوسی کے ایسے لہجہ میں جو اس سے مخصوص معلوم ہوتا تھا - کہا "اور میں نے بھی تو تمہاری کچھ کم دلجوئی نہیں کی ہے"۔

"میگ اصل بات یہ ہے کہ میرے جیسے آدمی کی دلجوئی اس وقت تک نہیں ہوسکتی - جب تک وہ پورے طور سے انتقام نہ لے لے - تم نے میری داستان زندگی بارہا سُنی ہوگی - اور تم سمجھ سکتی ہو کہ میں ایسا شخص نہیں ہوں - جو کسی سے نقصان اٹھاکر چپ رہوں - بارہا میں نے سوچا ہے کہ مارکھم سے بھی وہی سلوک کروں - جو جسٹس آف دی پیس اور بیرونٹ سے کیا تھا - یعنی اُس کے مکان کو آگ لگادوں - مگر اس صورت میں اُسے معلوم نہ ہوگا کہ یہ کام کس نے کیا - اور ممکن ہے وہ اسے کسی حادثہ سے منسوب کرے - بخلاف ازیں میرا مدعا اُسے جتلانا ہے کہ جو کچھ کیا گیا - وہ میں نے ہی کیا ہے تاکہ نقصان سے زیادہ اُسے رنج کی تکلیف ہو"۔

مارگریٹ فلیدرس بولی "کیا تم خیال کرتے ہو کہ بفر اور مول ہر طرح قابل اعتماد ہیں؟"

مردہ فروش کہنے لگا "پورے طور پر - بفر میرے خلاف کس طرح ہوسکتا ہے - جبکہ اخباروں کی تحریر کے بموجب وہ میری ہی ٹولی کا آدمی تھا - اس کے علاوہ وہ دفن کرنے والوں کی سوسائٹی کو دھوکہ دینے کے جرم میں سزایافتہ اور کلرکن ول جیل سے مفرور ہے

پھر بھلا وہ پولیس کو میرے خلاف کیونکر رپٹ دے سکتا ہے؟ اور اگر وہ مجھے اسیر کرا دے تو اُسے فایدہ بھی کیا حاصل ہوگا۔ وہ جانتا ہے کہ میں مالدار ہوں اور اُسے کافی معاوضہ دے سکتا ہوں۔ جب سے وہ کلارکن ویل سے بھاگا ہے۔ گزشتہ ۱۱ مہینے سے اس وادی رات میں بڑے مزے کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ میں نے اس کے ساتھ بھائیوں کی طرح سلوک کیا ہے۔ اور بارہا اُسے روپیہ قرض دیتا رہا ہوں"۔

ریٹل سینک نے کہا "بیشک تم ٹھیک کہتے ہو۔ میں نے صرف احتیاطاً کہا تھا"۔

مردہ فروش بولا "اب جبکہ میں پھر میدان میں آنیکا فیصلہ کر چکا ہوں۔ میں اس بغرض بہت سے کام لینے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ میں نے بہت مدت کاہلی کی زندگی بسر کی۔ اب پھر ہاتھ پاؤں ہلانے کا ارادہ ہے۔ اکیلا اگرین ویڈسمی میرے لئے ایک کافی مالدار اسامی ہے۔ میرے جیسے ماہر اور جری آدمی کی اُسے ہر وقت ضرورت رہتی ہے"۔

"اور وہ روپیہ بھی تو بادشاہوں کیطرح دیتا ہے"۔

"بیشک بادشاہوں کی طرح" مردہ فروش نے کہا "اس روز رات کے وقت صرف اُس جوان ایکٹرس کو اٹھا لانے کے اُس نے مجھے پانچ پونڈ دیئے تھے۔ میگ کمائی ایسے لوگوں سے ہی ہوتی ہے"۔

عورت نے استفہامیہ لہجہ میں کہا "اور تمہیں کسی بات کی کمی نہیں ہے؟"

مردہ فروش نے طیش میں آکر کہا "اس سے تمہیں کیا واسطہ؟" اس کے ساتھ ہی اُس نے اپنی داشتہ کیطرف حد درجہ جوش کی نظروں سے دیکھا۔

ریٹل سینک نے لاپروائی سے کہا "کچھ نہیں۔ ٹونی میں نے یہ صرف اس لئے کہا تھا کہ گو تم اب مجھ سے کوئی بات چھپاتے نہیں ہو۔ پھر بھی کچھ عرصہ سے ہر رات باہر رہتے ہو۔ اور صرف تھوڑے عرصہ کے لئے . . ."

"ڈاکنز یعنی مردہ فروش نے میز پر مکہ مار کر کہا "میگ دیکھو میں صاف صاف کہے دیتا ہوں۔ کچھ عرصہ سے تم میری دولت کے بارہ میں بہت سے سوالات پوچھ رہی ہو۔ میں اس کو ناپسند کرتا ہوں۔ اس سے خواہ مخواہ شبہ پیدا ہوتا ہے۔ لیکن بخدا اگر تم نے مجھے دھوکہ دیا تو . . ."

"ٹونی تم کیا کہتے ہو۔ کیا میں اپنی وفاداری کا ہر طرح ثبوت نہیں دے چکی ہوں؟"

بیشک وہ تنگی ہو۔ ورنہ میں چند منٹوں میں اس بات کا فیصلہ کرلیتا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے لیکن پھر تم خواہ مخواہ میرے روپیہ کی نسبت کیوں فکر کرتی ہو؟ تھوڑا بہت جتنا ہے۔ مجھ کو کافی ہے۔ اور اگر کسی وقت جب میں نیچے جاؤں۔ تم نے میرے پیچھے آنے کی کوشش کی یا جاسوسی کی تو یاد رکھو۔ تمہیں اس حرکت کے لئے متاسف ہونا پڑے گا۔"

رٹیل سینک کا چہرہ زرد ہو گیا۔ اور اُس نے پھر وہی چاپلوسی کا لہجہ اختیار کر کے کہا "میرے پیارے ٹولی خواہ مخواہ جوش میں نہ آؤ۔ میں بہرصورت تمہیں ناراض کرنا نہیں چاہتی۔ میرا مطلب پوچھنے سے صرف یہ تھا کہ اخراجات کے لئے روپیہ کی کمی کا اندیشہ تو نہیں ہے؟"

مردہ فروش بولا "تم ان فکروں میں نہ پڑو۔ جب کبھی مجھے روپیہ کی کمی ہو۔ میں اس میں زیادتی کرنے کا طریقہ بہت جلد نکال لیتا ہوں۔ آئندہ کے لئے پھر اس سوال پر بحث نہ کرنے کی نصیحت سے میں تمہیں جتلائے دیتا ہوں۔ کہ میں پسند نہیں کرتا۔ تم میری راز کی باتوں میں دخل دو۔ تم جانتی ہو۔ میں کیسا آدمی ہوں۔ اگر کسی نے مجھ سے بیوفائی یا غداری کی گو میرا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ تم ایسا کرنا چاہتی ہو۔ بلکہ میرا مدعا صرف یہ جتلانے کا ہے۔ کہ اگر کبھی کسی نے ایسا کیا۔۔۔"

"تو۔۔۔ پھر کیا ہوگا؟" رٹیل سینک نے اضطراب کے لہجہ میں پوچھا۔

"میں تو زندہ پکڑا نہ جاؤں گا" مردہ فروش کہنے لگا "اور جو مجھے پکڑنے آئینگے وہ سب ابھی راستہ چل دیں گے۔ جدھر پولیس، نقب زن اور رمی (مردہ فروش کی ماں) گئے ہیں"۔

عورت کے چہرے پر انتہا درجہ کی زردی چھا گئی۔ اور وہ بولی "ٹولی کیا تمہارا یہ مطلب ہے کہ اس مکان میں بھی ویسی ہی نالی لگی ہوئی ہے۔ جیسی۔۔۔"

مردہ فروش نے سرمہری سے کہا "میں اس بارہ میں زیادہ کہنا نہیں چاہتا۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ تم چپ رہا کرو۔ اور جو میں کہوں وہی کرو۔ اور سوائے ان باتوں کے جو میں دکھانا چاہتا ہوں۔ کسی بات کو دیکھنے کی جرأت نہ کرو۔ اس صورت میں ہمارا گذارہ بہت اچھی طرح ہوتا رہیگا۔ لیکن اگر ایسا نہ ہوا تو۔۔۔"

عین اسوقت باہر سے گلی کے دروازہ پر دستک دینے کی آواز آئی۔ رٹیل سینک نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ جب واپس آئی تو لفٹ اور اس کی بیوی مول دونوں اسکے ہمراہ تھے

تیسرا باب سازش

بفز اُن شیطان صفت آدمیوں کی فہرست میں درجہ اول رکھتا تھا۔ جو کبھی انسان کا نام بدنام کرنیکا موجب ثابت ہوئے ہیں۔ کوئی جرم ایسا نہ تھا۔ جس سے وہ ناواقف ہو۔ اس کام میں اُسے اپنی بیوی سے بھی پورے طور پر مدد ملتی تھی۔ جو ڈک فلیر کی بہن ہونے کی وجہ سے ہر طرح بفز کے حسب حال چلن رکھتی تھی۔ ڈک فلیر کی نسبت ہمارے ناظرین کو یاد ہوگا کہ وہ اس ناٹک کے ابتدائی حصہ میں ہی زندگی کے سٹیج سے علیحدہ ہوگیا تھا۔

شکل وصورت کے اعتبار سے بفز دبلا، مضبوط اور ٹھگنا تھا۔ مگر بلا کا پھرتیلا اور بتہ زور کوئی شخص اس کے چہرہ سے ہرگز اُس کے کیرکٹر کا اندازہ نہ کرسکتا تھا کیونکہ اس پر وہ کبھی کسی قسم کی علامات ظاہر ہونے دیتا تھا۔

اُس کی بیوی کی عمر ۲۵ سال کے قریب یا اپنے شوہر سے بقدر دس سال کم تھی صورت کے لحاظ سے ایسی بدنما تو نہ تھی۔ مگر بفز کے عین بخلاف اُس کے چہرہ پر اُن تمام بُرے جذبات کے آثار نمودار تھے۔ جو عورت ذات کو بدنام کرنیکا موجب ہوسکتے ہیں۔ اس خصوصیت کی بدولت اُسکا چہرہ گھناؤنا اور نفرت انگیز تھا۔

دونوں نو وارد کمرے میں داخل ہوکر آگ کے قریب بیٹھ گئے۔ بارش ابھی تک موسلا دھار ہو رہی تھی۔ اور اُن کے کپڑے پانی سے تر تھے۔ لیکن آگ کی بیرونی اور گرم مرکب شراب کی اندرونی حرارت نے اُنہیں بہت جلد خوش اور آرام بنا دیا جس کے بعد مردہ فروش نے تجویز کیا۔ کہ اب ہمیں ضروری معاملات پر توجہ دینی چاہیے چنانچہ وہ بفز سے مخاطب ہوکر بولا "جیک سب سے پہلے تم یہ بتاؤ کہ مارکھم کی کیا خبر لائے ہو؟"

بفز نے جواب دیا "وہ ضرور موقعہ پر پہنچ جائیگا"

"ضرور" مردہ فروش نے کسیقدر بے اعتباری کے لہجہ میں دہرا کر کہا "تمہیں پختہ یقین ہے؟"

بفز کہنے لگا "اسی قدر یقین ہے۔ جتنا مجھے اپنے ہاتھ میں اس گلاس کی موجودگی

کا ہو سکتا ہے۔"

"کل رات کو؟"

بفر نے قہقہہ لگا کر کہا "ہاں کل رات وہ اپنے بھائی سے ٹوگ فالی کے مقام پر ملاقات کرنے آئیگا۔"

مردہ فروش کہنے لگا "میرے دوست ساری داستان بیان کرو۔ پھر میں اپنے طور پر صحیح اندازہ کر سکونگا۔"

بفر نے کہا "جس طرح تم نے ہدایت کی تھی۔ میں آج صبح صاف ستھرا لباس پہنکر ۱۱ بجے کے قریب ٹالودے پہنچا۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ تو ایک نوکر باہر نکلا۔ جسکا چہرہ شراب کی طرح سرخ تھا۔ اور جس نے کمر کے نیچے ایک سفید رومال باندھا ہوا تھا۔ پوچھنے لگا۔ کیا کام ہے؟ میں نے کہا۔ مسٹر مارکھم سے پرائیویٹ طور پر ملنا ہے۔ وہ مجھے اندر لے گیا۔ اور ایک کمرہ میں داخل ہونیکا اشارہ کیا۔ جو لائبریری کی طرح تھا۔ اندر ایک خوش وضع آدمی کوئی کتاب پڑھ رہا تھا۔ میں نے دیکھا۔ اس کا چہرہ زرد تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا بیمار ہے۔۔۔"

مردہ فروش نے قطع کلام کر کے "میں سمجھ گیا۔ وہ ضرور اُس دن کے تھیئٹر والے معاملہ پر کڑھ رہا ہوگا۔"

"کونسے معاملہ پر"؟ بفر نے پوچھا۔

"ایک معاملہ تھا۔ خیر تم کہے جاؤ۔"

"اچھا۔ میں کمرہ میں داخل ہوا۔ تو نوکر چپ چاپ وہاں سے کھسک گیا۔ مارکھم مجھے دیکھ کر بڑی ملائمت کے لہجہ میں کہنے لگا۔ کیوں صاحب کیا بات ہے؟ میں نے جواب دیا۔ آپ ہی سے ملنا چاہتا ہوں۔ ایک ضروری بات عرض کرنا ہے۔ کہنے لگا۔ کیا معاملہ ہے؟ میں نے تمہارے مشورہ پر عمل کر کے پوچھا۔ آپ کو کچھ عرصہ سے اپنے بھائی کیطرف سے کوئی خط یا پیغام ملا ہے؟ یہ سوال کرتے وقت میں نے دل میں ارادہ کر رکھا تھا کہ اگر اس نے کہا ہاں مجھے اُس کا خط آیا تھا۔ یا اُس نے کوئی اور ایسی بات کہدی۔ جس سے معلوم ہو کہ وہ اُس کے پتہ سے واقف ہے۔ تو میں کوئی عذر پیش کر کے جھٹ واپس چلا آؤں گا۔ مگر اس کی ضرورت پیش ہی نہیں آئی۔ جب

وقت میں نے اُسکے بھائی کا نام لیا۔ وہ حیران و ششدر رہ کر میرے منہ کو تکنے لگا پھر بڑے جوش کے لہجہ میں بولا۔ میرا بھائی! وہ تو کئی سال سے عدم پتہ ہے تمہیں اُس کا کچھ علم ہے؟ میں نے کہا۔ جناب بہت کم۔ بہت ہی کم۔ صرف اتنا کہ وہ آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ اُسکی حیرت اور بھی بڑھ گئی۔ اور وہ چلا کر کہنے لگا۔ مجھ سے ملنا چاہتا ہے! تو پھر اُس کے یہاں آنے میں کونسا امر مانع ہے؟ مگر وہ ہے کہاں؟ جلد اُس کا پتہ بتاؤ۔ کہ میں اسی وقت اُس کے پاس پہنچوں۔ میں نے کہا۔ جناب بات یہ ہے۔ آپ کا بھائی ایک مصیبت میں پھنسا ہوا ہے۔ موجودہ حالات میں اُسے آپ کے پاس آنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ وہ ان دنوں لندن کے مشرقی حصہ میں ریجنٹ نہر کے قریب رہتا ہے۔ اور میری زبانی اس نے صرف اتنا پیغام بھیجا ہے۔ کہ اگر آپ کل رات دس بجے مجھ سے ملنا چاہیں۔ تو میں اس وقت لونگ فالی میں موجود ہونگا۔ مارکھم نے چلا کر کہا۔ لیکن ابھی میرے وہاں جانے میں کیا بات مزاحم ہے؟ اگر وہ کسی مشکل یا تکلیف میں مبتلا ہے۔ تو جس قدر جلد میں اُس کے پاس پہنچوں۔ بہتر ہے۔ میں نے کہا۔ جناب آپ اسقدر جوش میں نہ آئیے گا۔ مجھے اس معاملہ میں زیادہ واقفیت نہیں۔ میں تو ایک غریب سا آدمی ہوں۔ لوگوں کی پیغام رسانی کر کے روزی کماتا ہوں۔ آج صبح لونگ فالی کے قریب نہر کے کنارہ پر مجھے ایک شخص ملا تھا۔ کہنے لگا۔ پانچ شلنگ کمانا چاہتے ہو؟ میں نے کہا۔ ہاں وہ بولا۔ تم ابھی مارکھم بلیس میں جا کر مسٹر مارکھم سے ملو۔ وہ ہالووے میں رہتے ہیں۔ اُن سے کہنا میں آپکے بھائی کیطرف سے آ رہا ہوں۔ جو ان دنوں تکلیف میں پھنسا ہوا ہے۔ اور چاہتا ہے۔ کل رات ۱۰ بجے لونگ فالی کے قریب برلب نہر آپسے ملاقات کرے۔ اگر وہ تمہاری بات پر یقین نہ کریں۔ تو اطمینان کے لئے اتنی بات اور کہہ دینا کہ یہ ملاقات اُس ملاقات کی بجائے ہے۔ جو پہاڑی کی چوٹی پر اُس جگہ ہونے والی تھی۔ جہاں دو درخت قریب قریب اُگے ہوئے ہیں۔ جس وقت میں نے یہ الفاظ منہ سے نکالے۔ مارکھم کا رنگ ہی اور ہو گیا۔ وہ قہقہہ مار کر ہنسنے اور کمرہ میں ناچنے لگا۔ ساتھ ساتھ چلا رہا تھا۔ میرا بھائی۔ میرا پیارا بھائی! اب میں بہت جلد تم سے بغلگیر ہوں گا۔ اس قسم کی لغویات بکتا رہا۔ پھر اُس نے

مجھے نصف مُہر دیکر باورچی خانہ میں بھیجدیا۔ جہاں نوکروں نے شراب کھانے سے میری اس قدر تواضع کی کہ پیٹ پھٹنے لگا۔ آخر مارکھم نے اسی بڈھے نوکر کو بلوایا۔ جس نے مجھے دروازہ کھولا تھا۔ اُس کے آقا نے یقیناً اسے بھی یہ خوشخبری سنائی ہوگی کیونکہ جب وہ واپس آیا۔ تو اُس نے میرے ساتھ بہت اچھی طرح سلوک کیا۔ اور مجھ سے "ماسٹر ٹوچین" کے متعلق . . . یہ شاید اُس کے بھائی کا نام ہوگا . . . کئی سوالات پوچھتا رہا۔ میں نے جس طرح بن پڑا۔ اُسے جواب دیکر ٹالا۔ اور بصد مشکل پیچھا چھڑا کر رخصت ہوا"

مردہ فروش جس کے چہرہ پر اب ہر طرح اطمینان کے آثار ہویدا تھے۔ کہنے لگا "شاباش میرے دوست شاباش! تمہارے خیال میں اُسے ذرا بھی شبہ نہیں پیدا ہوا؟"

"مطلق نہیں"

"نہ اُس بڈھے نوکر کو؟"

"ہرگز نہیں۔ مگر تو ایک بات کہو۔ تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا۔ اُس کے بھائی کا ذکر اُس کے اندر اس قدر جوش پیدا کر دیگا؟"

مردہ فروش کہنے لگا "میں نے ایک بار پہلے بھی تمہیں بتایا تھا۔ کہ یہ شخص اب سے قریباً ۲ سال پہلے میرے ساتھ جیلخانہ نیوگیٹ میں قید رہا تھا۔ اس وقت میں نے بارہا اُسے اپنے بھائی کے متعلق ایک اور شخص آرم سٹرانگ سے گفتگو کرتے سنا۔ مارکھم اور آرم سٹرانگ کی گہری دوستی تھی۔ اور مارکھم اُس سے اپنے خاندان کے سب بھید کہدیا کرتا تھا۔ اس قسم کی باتوں کے سلسلہ میں مجھے معلوم ہوگیا کہ اُس نے اپنے بھائی سے پہاڑی کی چوٹی پر ان درختوں کے قریب ملنے کا وعدہ کیا ہوا ہے"

بفز بولا "خیر اس میں شک نہیں کہ مچھلی کانٹے میں اٹک گئی ہے کل اسکا شکار کرلیا جائیگا"

مردہ فروش نے دانت پیسکر کہا "ہاں اب وہ میری گرفت میں ہے۔ اور میں ضرور اس سے بدلہ لونگا۔ اس بارہ میں میں اپنی تجاویز ابھی تم سے بیان کرتا ہوں۔ مگر پہلے یہ کہو۔ اُس بڈھے کا کیا حال ہے۔ جسکی نگرانی تمہاری بیوی کرتی ہے؟"

بفز کی بیوی نے گفتگو میں دخل دیکر کہا "یوں کہنا چاہئے کہ کیا کر رہی تھی"

مردہ فروش اور مارگریٹ فلیڈرس دونوں نے بفر کی بیوی کی طرف نظر استعجاب اور بصورت استفہام سے دیکھا۔ مول نے ایک لمحہ بھر تامل کے بعد کہا "وہ اب مر چکا ہو!"
ٹمڈکنز یعنی مردہ فروش نے پوچھا "ابھی سے مر گیا؟"
مول بولی "میں تم سے غلط تھوڑی کہتی ہوں۔ آج صبح اسکی حالت بہت خراب نظر آتی تھی۔ اس لیئے میں نے معمول سے زیادہ اُسکی طرف توجہ دی!"
"لیکن روپے! اُس کے روپے کہاں ہیں؟" مردہ فروش نے اضطراب کے لہجہ میں پوچھا۔
بفر اپنی بیوی کیطرف اشارہ کرکے کہنے لگا "معلوم ہوتا ہے یہ سب اسکا وہم تھا"
عورت کسیقدر غصہ کے لہجہ میں بولی "دیکھو جبکہ اب تم سارا قصور میرے ہی ذمہ نہ ڈالو۔ تم جانتے ہو۔ میری طرح تمہیں بھی اُس کے مالدار ہونیکا یقین تھا۔ تھا۔ اس کے علاوہ اُس بدبخت کے حالات ہی ایسے تھے۔ کہ ہر شخص کو اُس کے مالدار بخیل ہونیکا یقین ہوسکتا تھا" پھر اُس نے اپنے شوہر کو مخاطب کرکے کہا "معاملہ بالکل صاف ہے۔ آج کم وبیش تین مہینے گذرے۔ ہم دونوں نے سمتھ سٹریٹ میں ایک مکان کرایہ پر لیا۔ ہمیں معلوم ہوا۔ اُس کی دوسری چھت پر ایک بڈھا رہتا ہے۔ اُسے وہاں رہتے ہوئے تین مہینے ہو چکے تھے۔ مگر جن لوگوں نے اُس کی عادات وسکنات کا مشاہدہ کیا۔ اُن کا خیال تھا کہ وہ ہمیشہ ایک ہی طریق پر زندگی بسر کرتا رہا ہے۔ دن بھر کبھی گھر سے باہر نہیں نکلتا اور اگر کہیں جانا ہی ہو تو غروب آفتاب کے بعد جاتا ہے۔ بظاہر کوئی کام نہیں کرتا۔ جو اُس کا ذریعۂ معاش سمجھا جائے۔ باوجود اس کے اپنا گذارہ اچھی طرح چلا رہا ہے۔ اور کسی کا مقروض نہیں۔ ہر چند کہ اس کے کپڑے نہایت معمولی اور ادنیٰ قسم کے تھے۔ تاہم اگر چاہتا۔ تو وہ اُنہیں بڑی آسانی سے بدل سکتا تھا کیونکہ ہر ہفتہ جب وہ مکان کا کرایہ ادا کرتا۔ تو ایک مہر بھنوایا کرتا تھا۔ ان تمام باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ اندازہ کرنا کچھ بھی مشکل نہ تھا۔ کہ وہ ایک مالدار بخیل ہے۔ جس کی دولت کسی نامعلوم گوشہ میں چھپی پڑی ہے۔ اور جب میں نے تم سے کہا۔ ۔ ۔"

بفرش نے جلدی سے قطع کلام کر کے کہا "مجھے معلوم ہے۔ جو کچھ تم نے کہا تھا۔ مگر ان گذری ہوئی باتوں کو دہرانے سے کیا حاصل ہے؟"

"میں یہ سب کچھ صرف یہ جتلانے کے لیے بیان کر رہی ہوں۔ کہ تم بھی میری طرح کچھ کم دھوکہ میں نہ تھے۔ لیکن تمہاری ہمیشہ کی عادت ہے۔ کہ جب کوئی کام بگڑ جائے۔ تو قصوروار مجھی کو قرار دیتے ہو۔ آج ایک مہینہ ہوا۔ جب وہ بڈھا بیمار ہوا ہے۔ تو کیا تم نے مجھ سے نہیں کہا تھا۔ مول تم اس کی خبرگیری کیا کرو۔ ممکن ہے مرتے وقت وہ اپنی دولت کا کچھ حصہ تمہارے نام چھوڑ جائے۔ اگر ایسا نہ ہوا تو کم از کم تم اس بات کا تو پتہ لگا سکو گی۔ کہ وہ اپنی دولت کہاں رکھتا ہے۔ جب داؤ لگا۔ ہم اسے آسانی اڑا لیں گے۔ یہ تمہارے اپنے الفاظ ہیں۔ اور میں تمہارے کہنے پر ہی اس کی نرس بنا گئی تھی۔ بظاہر وہ میرا بہت شکر گذار تھا اور آخر کار اُسے مجھ سے اسی قدر محبت ہو گئی تھی۔ جتنی کہ اُسے اپنی ہلاس کی ڈبیہ سے تھی۔ کیونکہ دن بھر میں وہ کئی بار ہلاس سونگھا کرتا تھا۔ اور جب کبھی وہ اداس اور افسردہ خاطر ہو تو اس سے اُسے فائدہ بھی بہت ہوتا تھا"

مردہ فروش کہنے لگا "خیر اب اس تکرار کو جانے دو۔ آپس میں جھگڑنا لا حاصل ہے مول تمہیں اس بڈھے کی موت کا اگر کچھ حال معلوم ہو۔ تو بیان کرو"

مول نے سلسلہ کلام کو جاری رکھ کر کہا "جیسا کہ میں بیان کر رہی تھی۔ آج صبح جب کہ میں ہائیوے کیطرف روانہ ہوا۔ تو بڈھے کی حالت بہت بگڑ گئی تھی۔ اور مالکہ مکان مسز سمتھ اس بات پر زور دے رہی تھی۔ کہ کسی ڈاکٹر کو بلایا جائے۔ بڈھے نے جب یہ بات سنی۔ تو اس نے بڑے زور سے سر ہلایا۔ بظاہر اُسے ڈاکٹر کی آمد کی خبر سے سخت اضطراب پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن مسز سمتھ اصرار کرتی تھی۔ اور وہ کہنے لگی کہ میرا شوہر صرف اسی لئے مر گیا تھا۔ کہ میں نے اُس کے بیمار ہونے پر ڈاکٹر کو نہیں بلوایا تھا۔ خیر سوا انکار اصرار سے آخر ڈاکٹر کو بلوایا گیا۔ اور اُس نے بڈھے کی حالت دیکھ کر کہا۔ انجام اچھا نظر نہیں آتا۔ اُس نے مجھ سے اور مسز سمتھ سے اُس کا نام پوچھا۔ اور دریافت کیا۔ کہ اس کا کوئی رشتہ دار بھی ہے یا نہیں۔ تا کہ اُسے بلوایا جا سکے۔ لیکن مسز سمتھ کہنے لگی۔ مجھے آج تک

معلوم نہیں اس کا نام کیا ہے۔ اور رشتہ داروں میں سے نہ کبھی کوئی اسے ملنے آیا نہ یہ کسی سے ملنے گیا ہے۔ ڈاکٹر نے مشورہ دیا۔ کہ اس کے پاؤں پر رائی کی پلٹس باندھی جائے۔ مگر اس سے کچھ فایدہ نہ ہوا۔ کیونکہ سہ پہر کو ساڑھے دو بجے بڈھے نے ایک آخری زور کا سانس لے کر دم توڑ دیا۔"

مردہ فروش جو اس داستان کو پوری دلچسپی سے سنتا رہا تھا۔ بولا "اچھا تو تم نے اُس کے بکسوں کی تلاشی لی؟"

مول نے غصہ سے سر ہلا کر کہا "بکسوں کی بھی ایک ہی کہی۔ مسز سمتھ کہتی ہے جب وہ اس گھر میں آکر بسا ہے۔ تو اُس کا سارا اسباب ایک نیلے سوتی رومال میں بندھا ہوا تھا۔ شاید دو قمیصیں ہیں۔ اور دو جوڑے جرابوں کے۔ وہ تو اس کی خستہ حالی کو دیکھ کر اُسے گھر میں رکھنے پر ہی آمادہ نہ تھی۔ مگر اُس نے کہا۔ میں ایک مہینہ کا کرایہ پیشگی ادا کرنے کو تیار ہوں۔ اس پر اُس کا اطمینان ہو گیا۔"

رٹیل سینک نے پوچھا "غرض یہ کہ تمہیں کچھ نہ ملا۔"

مول کہنے لگی "جو کچھ ملا۔ وہ بھی نہ ملنے کے برابر ہے۔ جس وقت اُس کا دم نکلا۔ اسی وقت ہم نے مکان کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ مگر وہاں ایک میلی قمیص۔ دو جرابوں اور ایک بوتل ہلاس کے سوا اور کیا رکھا تھا۔ باوجود اس کے مسز سمتھ کہتی رہی۔ مجھے یقین ہے۔ اس کے پاس بہت سی دولت تھی کیونکہ بیماری سے ایک دن پہلے میں نے اسے روپے گنتے سنا تھا۔ اس کے علاوہ بیماری کے دنوں میں جب کبھی اُسے کسی چیز کی ضرورت پیش آئی۔ روپیہ نکال کر دیتا رہا۔ ایسے موقعوں پر وہ مسز سمتھ کو کسی بہانہ سے کمرہ کے باہر بھیج دیتا۔ اور جب وہ واپس آتی۔ تو روپیہ بڈھے کے ہاتھ میں موجود ہوتا تھا۔ خیر میں نے اور مسز سمتھ نے اُس کے کمرہ کی اچھی طرح تلاشی لی۔ اور آخر جب کچھ نہ ملا۔ تو مسز سمتھ نے مشورہ دیا۔ کہ اس کے پلنگ کے نیچے بھی ضرور دیکھنا چاہئے۔ خیر ہم نے بمشکل اُس کی چارپائی کو ایک طرف کیا۔ کیونکہ بڈھے کی لاش کی بدولت وہ کافی بھاری ہو گئی تھی۔ وہاں بھی ایک [illegible] مسز سمتھ نے جھٹ سے

اُس میں انگلی ڈالکر ایک چکنا سا میلا رومال نکالا۔ اور اُس کے ساتھ ہی روپیہ کی کھنکھناہٹ کی آواز میرے کانوں میں پڑی۔ لیکن میں نے دیکھ لیا کہ رومال کچھ زیادہ وزن دار نہیں تھا۔ مسز سمتھ کہنے لگی۔ شکر ہے۔ تم اس بات کی گواہ ہو کہ مرنے والا کیا چھوڑ مرا ہے۔ ورنہ ممکن تھا۔ کبھی تحقیقات ہوتی۔ تو خواہ مخواہ مجھ سے بازپرس کی جاتی تب جب اس نے رومال کھولکر نقدی گنی۔ تو کل ۳۹ پونڈ نکلے "۔

"بس" مردہ فروش نے پوچھا۔

بفر کی بیوی کہنے لگی "بس اس سے ایک کوڑی زیادہ نہیں۔ میں نے مسز سمتھ سے پوچھا۔ ان کو کیا کروگی؟ کہنے لگی۔ پانچ پونڈ اس کے دفن کفن پر صرف کرونگی۔ ایک پونڈ ڈاکٹر کو دیکر کہوں گی۔ کہ وہ جنازہ کے ساتھ جائے۔ دو پونڈ تمہاری محنت کا عوض ہے۔ جب وہ مجھے دو پونڈ دے چکی۔ تو میں نے پوچھا۔ باقی رقم کا کیا کروگی؟ کیونکہ ابھی اُس کے پاس ۳۱ پونڈ اور تھے "۔

ریٹل سینگ نے پوچھا "اچھا تو پھر اُس نے کیا جواب دیا؟"

"اس نے اس بارہ میں ایک لمبی چوڑی تقریر شروع کر دی۔ کہ میں گو غریب ہوں مگر بے ایمان نہیں۔ اور کسی مردہ آدمی کا روپیہ گھر میں رکھ کر اپنے اوپر نحوست لانا نہیں چاہتی "۔

"مکار حرامزادی" مردہ فروش نے دانت پیسکر کہا۔

"ہاں تو وہ کہنے لگی۔ میں اس کے دفن سے فارغ ہوکر پادری صاحب سے پوچھوں گی کہ اس رقم کو کیا کرنا چاہیے؟"

مردہ فروش نے جھلاکر کہا "تم نے یہ کیوں نہ کہا۔ کہ آؤ ہم تم حصہ کرلیں۔ اور کسی سے اس کا ذکر ہی نہ کریں "۔

مول بولی "واہ! میں نے تو ایسا کہا تھا۔ مگر جانتے ہو۔ اُس نے کیا جواب دیا کہنے لگی۔ میرا ہمیشہ سے یہ خیال تھا کہ تم اور تمہارا شوہر شریف آدمی نہیں ہو۔ اب اس بارہ میں میرا یقین پختہ ہوگیا ہے "۔

مردہ فروش کو مایوسی ہوگئی۔ مگر اُس نے جلدی ہی بفر سے کہا "خیر ہمیں چاہئیے کہ جس طرح بن پڑے وہ ۳۱ پونڈ حاصل کریں "۔

بفر نے جواب دیا "ہاں اگر حاصل کرسکیں تو مجھے سوائے اس کے کوئی چارہ

نظر نہیں آتا۔ کہ اُس بڑھیا کا گلا کاٹ دیا جائے "۔

"نہیں نہیں" مردہ فروش نے کہا "اگر وہ یکایک غائب ہو گئی۔ تو سب کا شبہ قدرتی طور پر تم پر پڑے گا۔ اور ساری "وادی راحت" میں ایک طوفان عظیم برپا ہو جائے گا۔ اسکے بعد سپاہیوں کے لئے کچھ بھی مشکل نہ ہو گا۔ کہ وہ اس مقام کو ڈھونڈ نکالیں۔ اُسوقت ہمیں خواہ نخواہ لینے کے دینے پڑ جائیں گے "۔

بفر کہنے لگا "بھلا کل رات جب تم مارکھم کا فیصلہ کرو گے۔ تو اس سے کیا فوائد اس میں گڑبڑ پیدا نہ ہو گی ؟"

مردہ فروش بولا "مارکھم کا معاملہ اس سے جدا ہے۔ وہ یکایک ہالوے سے گم ہو جاتا ہے۔ کسی کو خبر نہیں کہاں ؟ ہالوے "وادی راحت" سے بہت دُور ہے "۔

بفر باصرار کہنے لگا "تم اس بڈھے نوکر کو نہیں جانتے۔ جسے علم ہے کہ اُس کا آقا نوٹنگ ہل میں اپنے بھائی سے ملنے گیا ہے۔ کیا وہ پولیس میں رپٹ دیکر ہمارا یہاں رہنا ناممکن نہ کر دے گا ؟"

"ہرگز نہیں" مردہ فروش نے جواب دیا "لوگ سمجھیں گے۔ مارکھم اتفاقیہ طور پر نہر میں گر کر غرق ہو گیا۔ اُس کی لاش پر کسی سختی کا نشان نہ ہو گا۔ جیبوں میں گھڑی اور نقدی بدستور موجود ہو گی۔ اب تم میرا مطلب سمجھ گئے ہو"

"میں تو تمہارا مطلب صرف اسقدر سمجھا ہوں کہ تم چاہتے ہو۔ میں بھی اس کے پیچھے نہر میں کود پڑوں۔ اور اُسے اسوقت تک دبائے رکھوں۔ کہ اُس کا دم نکل جائے۔ مگر تمہارا یہ خیال غلط ہے۔ میں جان بوجھ کر اپنی جان خطرہ میں ڈالنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ میں مطلق تیرنا نہیں جانتا "۔

مردہ فروش کسیقدر بے صبری سے کہنے لگا " تمہیں پانی میں پاؤں تک رکھنے کی ضرورت نہ پڑے گی۔ اتنا تو کرو گے۔ کہ کنارہ پر بیٹھ کر اُس کے پاؤں کو مضبوط دبائے رکھو "۔

"ہاں ہاں۔ اتنا میں آسانی سے کر سکتا ہوں" بفر نے کہا "مگر یہ میری سمجھ میں اب تک نہیں آیا کہ جبر سے کام لئے بغیر ہم اُس بڑھیا سے ۱۰ پونڈ کیونکر وصول کر سکتے ہیں ؟"

مردہ فروش میز پر کہنی ٹیک۔ اور ہاتھ پر سر رکھ کر تھوڑی دیر غور کرتا رہا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کوئی بڑا فلسفی کسی گہرے روحانی مسئلے کی اُلجھن میں پڑا ہوا ہے۔ بفرا ورددنوں عورتوں کے دل میں مردہ فروش کی ہوشیاری۔ چالاکی اور دور اندیشی کا اس درجہ یقین تھا کہ جب تک وہ اس حالت میں رہا۔ سب خاموش انتظار کرتے رہے۔ گویا وہ ڈرتے تھے۔ کہیں ان کے بولنے سے اس کے خیالات کا سلسلہ منقطع نہ ہو جائے اور وہ اس تجویز کو اچھی طرح سوچ نہ سکے۔ جو ان سب کے لئے یکساں طور پر مفید ثابت ہونیوالی تھی۔

یکایک مردہ فروش نے سر اُٹھایا۔ اور بفر کی بیوی کیطرف دیکھ کر پوچھنے لگا "تم بتا سکتی ہو کہ اس عورت نے ابھی کسی سے جنازہ کا ذکر کیا ہے یا نہیں؟"

"اُس نے کہا تھا۔ میں اسے کل دفن کراؤں گی کیونکہ آج موسم نہایت خراب ہے۔"

"بہت خوب" مردہ فروش نے چلا کر کہا "مول تم ٹوپی سر پر رکھ کر وہ بڑی سی چھتری ہاتھ میں لے لو۔ جو کونے میں رکھی ہے۔ اور جہاں میں بتاتا ہوں۔ اسی وقت جاؤ۔"

عورت نے اُٹھ کر کوٹ پہنا۔ اور ٹوپی سر پر رکھی۔ جسے کمرہ میں داخل ہو کر اُس نے اتار کر الگ رکھدیا تھا۔ اتنے میں مردہ فروش نے جلد جلد ایک رقعہ لکھا۔ اور اسے تہ کر کے اُس پر پتہ لکھ کر کہنے لگا "جسقدر جلد ہو سکے۔ گلوب لین میں ہنکیس کے ہاں جاؤ۔ جو مُردوں کے دفن کا انتظام کرتا ہے۔ اس سے مِلکر یہ رقعہ اُس کے حوالہ کر دینا۔ مگر دیکھو۔ کسی اور کو کسی حال میں بھی نہ دینا۔ گھر پر نہ ہو۔ تو اُس کی واپسی کا انتظار کرنا۔"

عورت نے رقعہ ہاتھ میں لیا۔ اور اس پُراسرار کام کی انجام دہی کے لئے بلا حجت روانہ ہو گئی۔

اس کے چلے جانے پر بفر نے پوچھا "اب کیا تجویز سوچ گئی ہے؟"

مردہ فروش کہنے لگا "دیکھتے جاؤ۔ آؤ۔ مول کی واپسی تک ایک دو گلاس پی لیں"

رٹل سینک نے انہیں لونمرکب تیار کر کے گلاسوں میں بھرا۔ اور بفر اور مردہ فروش اپنا اپنا پائپ جلا کر اطمینان سے بیٹھ گئے۔ ایک لمحہ بھر کے بعد بفر

کہنے لگا "دیکھنا کس زور کی بارش ہو رہی ہے!"

مردہ فروش بولا "اور ہوا بھی طوفان کی طرح چل رہی ہے۔ ہاں مجھے اب یاد آیا آج سال نو کا دن ہے۔ بھلا پچھلے سال نو اور آج کے دن میں کیا فرق ہے؟"

بفر نے پوچھا "تمہیں یاد ہے۔ پچھلے سال نو کے دن موسم کا کیا حال تھا؟"

مردہ فروش کہنے لگا "اچھی طرح یاد ہے۔ کیونکہ اسی دن شام کیوقت میں نے اور رغوب نقب زن نے ہالفورڈ کو محل کی دیوار پر چڑھنے میں مدد دی تھی"۔

"اور اس مہم کا نتیجہ کچھ نہ نکلا؟" بفر نے پوچھا۔

"میرے خیال میں دو میں سے ایک بات ہوئی۔ یا تو وہ کمبخت گھبرا گیا۔ یا اس نے ہمیں دھوکہ دیا۔ یہ واقعہ آجتک مجھے اچھی طرح معلوم نہیں ہو سکا لیکن ابھی مجھے اس سے نپٹنا ہے۔ کیونکہ جس وقت وہ مجھ سے ملا۔ میں اُسے بتا دونگا کہ مجھ ایسے شخص سے شرارت کرنیکا نتیجہ کیا ہوتا ہے؟"

اس کے بعد چند منٹ تک خاموشی رہی۔ اور دونوں شیطان اس طرح پائپ پینے میں مصروف رہے۔ گویا دو شریف آدمی کسی گہری غور و فکر میں ہوں۔ ریٹل سینک نے اٹھ کر آگ کو اور تیز کر دیا۔ اور اب اس کے شعلے بڑی تیزی سے چمنی کے اوپر کیطرف اٹھنے لگے۔

بفر نے اس ناگوار خاموشی کو توڑنے کے لئے کہا "میگ کوئی گیت ہی سناؤ"۔
وہ کہنے لگی "مجھے زکام ہو رہا ہے۔ گا نہیں سکتی"۔

بفر نے مردہ فروش سے مخاطب ہو کر کہا "اچھا ٹونی تم ہی اپنا کوئی واقعہ سناؤ تاکہ مول کی واپسی تک شغل قایم رہے"۔

مردہ فروش بولا "میں انہی باتوں کو بار بار سنا کر دق آ گیا ہوں۔ البتہ تم نے کبھی اپنی زندگی کے حالات بیان نہیں کئے۔ بہتر ہے آج تم ہی اپنی داستان شروع کرو"۔

بفر نے اپنا پائپ دوبارہ بھر کے کہا "میری زندگی کے واقعات نہایت مختصر ہیں لیکن جو کچھ بھی وہ ہیں۔ مجھے اُن کے بیان کرنے میں عذر نہیں"۔

اسکے بعد بفر نے کہا ... پینے ... بیان کرنے ... کیا

چوتھا باب
بفر کی سرگذشت

آپ لوگوں کو اچھی طرح معلوم ہے کہ میرا اصلی نام جان وکس ہے - گو میں اپنے دوستوں میں زیادہ تر بفر کے نام سے ہی مشہور ہوں -

گریٹ سفک سٹریٹ بارو میں میرے والدین پتھر کے کوئلہ اور آلوؤں کی دوکان کیا کرتے تھے - میں اُن کا اکلوتا بچہ تھا - اور اس لئے بڑے لاڈ پیار سے پلا - یہی وجہ تھی - کہ انہوں نے مجھے تعلیم کی مصیبتوں میں پڑنے سے حتی الوسع بچایا - کبھی کبھی اتوار کے دن وہ مجھے سنڈے سکول میں بھیجا کرتے تھے - وہیں پر میں نے تھوڑا بہت پڑھنا سیکھا -

میری عمر ۱۲ سال کی تھی - کہ والدین نے میرے ہاتھ کوئلہ اور آلو گاہکوں کے گھر بھیجنے شروع کئے - ہمارے ہاں سے رینچ کے اکثر قیدیوں کو سامان جاتا تھا - اور میرا دستور تھا کہ وہاں جاتا تو اُن لونڈوں سے جو قیدیوں کی پیغام رسانی یا انہیں باہر سے چیزیں لادینے کے لئے ادھر اُدھر چھپے پھرا کرتے تھے - دیر تک گولیاں کھیلتا رہتا - رفتہ رفتہ مجھے بازی لگانے کی عادت ہو گئی - لیکن بدقسمتی سے ہر بار ہارتا ہی رہا - ایسے موقعوں پر جو روپیہ میں گاہکوں سے لاتا وہ جوئے میں ہار جاتا تھا - گھر جا کر کئی قسم کی جھوٹی باتیں گھڑنی پڑتی تھیں - کبھی کہتا - اتنے پیسے میرے ہاتھ سے گر گئے - کبھی یہ کہدیتا کہ ایک راستہ چلتے فقیر نے مجھ سے ساری نقدی چھین لی - اور کبھی سرے سے یہی کہدیتا کہ فلاں شخص نے قیمت ادا نہیں کی - میری ان فریب کاریوں سے بسا اوقات فضیحتا ہوتا تھا - کیونکہ جن شخصوں کی نسبت میں کہتا - انہوں نے روپیہ ادا نہیں کیا - اُن کے پاس وصولی کی غرض سے میرا باپ خود جاتا تھا - وہ کہتے - ہم تو ادا کر چکے ہیں - اس پر وہ انہیں بدمعاش بدمعاملہ کہہ کر گالیاں دیتا - کچھ عرصہ بات چھپی رہی - آخر جب معاملہ روز بروز بڑھتا گیا - تو اُسے مجھ پر شک ہونے لگا - اور آخر ایک دن اُسے سب حالات کا ایسے طریق پر علم ہو گیا - کہ میرے لئے انکار کی گنجائش نہ رہی - اس وقت گو میری عمر صرف ۱۴ سال کی تھی - تاہم میں اپنے فن میں بخوبی ماہر ہو چکا تھا - میں نے اپنے باپ سے صاف

طور پر کہدیا۔ کہ یہ سب تعلیم خود تم نے مجھے دی ہے۔ کیونکہ تم ہی کہا کرتے تھے
گاہکوں کو کم تول دیا کرو۔

ہماری دکان کے سبھی باٹ نصف وزن کے تھے۔ دکھاوے کیلئے انہیں بڑا
اور پورے وزن کے باٹوں کے برابر رکھا جاتا تھا۔ مگر اندر سے پولے ہوتے تھے۔
انہیں نصف رکھنے کی وجہ یہ تھی۔ کہ جب کبھی پڑتال کرنے والا افسر آتا۔ تو ہم وہ
باٹ جو سیر کا کام دیا کرتا تھا۔ آدھ سیر کا کہہ کر دکھا دیتے تھے۔ اور آدھ سیر والے
کو پاؤ بھر کا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ کبھی ہلکے باٹ رکھنے کے جرم میں عدالت میں جانے
کی ضرورت نہیں پڑی۔ اگر یہ کمی کم وبیش ہوتی۔ تو کبھی نہ کبھی پکڑا جانا یقینی تھا۔

میرے باپ نے ہاتھ سے چلانے کی چند گاڑیاں رکھی ہوئی تھیں۔ جو
بازاری کنجڑوں کو ۸ اینس یومیہ کرایہ پر دی جاتی تھیں۔ ان سے ہر شخص ۱ شلنگ
تک روزانہ کما لیتا تھا۔ مگر بدنصیبی سے ان لوگوں کو شراب خوری کی ایسی بری
عادت ہوتی ہے۔ کہ کسی کے پاس ادھی کی بچت نہیں رہتی۔ بعض اوقات کوئی شخص
گاڑی لیکر ہی فرار ہو جاتا۔ اور پھر اس کی گرفتاری کے لئے انعام مشتہر ہوتا تھا۔ بسا
اوقات وہ پکڑا جاتا۔ اور صاحب مجسٹریٹ کی عدالت سے قید بامشقت کی
سزا پاتا۔

خیر جب میرے باپ کو میری چالاکیوں کا پتہ لگا۔ تو میں نے الٹا اسے ڈانٹنا
شروع کر دیا۔ اور کہا۔ اگر تم مجھے کچھ کہوگے۔ تو میں تمہاری سب کارروائیوں کی
خبر ہمسایہ میں کر دوں گا۔ میری دھمکی کا یہ اثر ہوا کہ مار سے بچ رہا۔ مگر اب میرے
باپ نے مجھے اس قابل نہ سمجھا کہ میں زیادہ عرصہ تک اس کے پاس رہوں۔ چنانچہ
اس نے مجھے فرائر سٹریٹ بلیک فرائرز کے ایک حلوائی کا شاگرد بنا دیا۔ جہاں
اسرار تجارت سے اور بھی پورے طور پر واقف ہو گیا۔

یہیں رہ کر مجھے معلوم ہوا۔ کہ کھانڈ کی مٹھائی میں زیادہ تر پلاسٹر آف پیرس
کی آمیزش کی جاتی ہے۔ مغز بادام کی بجائے شفتالوؤں۔ خوبانیوں وغیرہ کے مغز
استعمال کئے جاتے ہیں۔ اور کھانڈ کو سفید کرنے کے لئے چونا پھٹکڑی۔ کوئلہ۔
سوڈا۔ ایسی ٹیٹ اور حیوانی خون وغیرہ سے کام لیا جاتا ہے۔ اکثر حلوائی کھانڈ میں

آکسائڈ آف لیڈ ایک قسم کا زہر ہی ملادیتے تھے۔ ان باتوں سے کوئی سمجھدار شخص باسانی جان سکتا ہے کہ بازار کی مٹھائی بچوں کے لئے کیسی خطرناک ہوتی ہے۔ مجھے یہ کیمیائی نام شاید کبھی یاد نہ رہتے۔ لیکن مجھے ہر روز اپنے آقا کے لئے ان چیزوں کی خریداری کیواسطے دوا فروشوں کے ہاں جانا پڑتا تھا۔ اور اس طرح پر میں ان کے عجیب عجیب ناموں سے واقف ہوگیا۔

مجھے اس حلوائی کے ہاں رہتے چھ سال ہوگئے تھے۔ اور میری عمر ۱۲ سال کے قریب تھی۔ کہ والد نے انتقال کیا۔ اسوقت میری ماں نے مجھے اپنے پاس بلا لیا۔ اور دوکان کا مالی انتظام میرے سپرد ہوا۔ قماربازی کا شوق جو بچپن میں میرے اندر جڑ پکڑ چکا تھا۔ اور بھی شدت سے نمودار ہوا۔ اور میں وقتاً فوقتاً اس شوق کو پورا کرنے لگا۔ سفک سٹریٹ کا ایک قمارخانہ مشہور تھا۔ میرا گذر اکثر وہیں ہوتا۔ اور بدنصیبی سے ہر بار ہار کر ہی آتا۔ میری ماں کو جب اس معاملہ کی خبر ہوئی۔ تو اس نے مجھے باز رکھنے کی بہت کوشش کی۔ مگر لاحاصل نتیجہ یہ ہوا۔ کہ تین سال کے عرصہ میں میں نے اپنے آپ اور اپنی ماں کو بالکل تباہ و برباد کردیا۔ کرایہ مہینوں تک ادا نہ ہوا۔ تو مالک مکان نے ڈگری حاصل کرکے قرقی لے لی۔ اور میری ماں اسی غم میں دل تنگ ہو کر مری۔ چند دن آنسو بہانے کے بعد مجھے پھر کسی نئے شغل کی تلاش پیدا ہوئی۔

قمارخانہ سفک سٹریٹ کے دوستوں میں سے ایک نے میری سفارش اپنے ایک دوست سے کردی تھی۔ جو شہر میں نیلام کا کام کرتا تھا۔ میرے ذمہ بولی دینے کا کام ہوا۔ ہمارے ہاں نہایت ادنیٰ قسم کا سامان نیلام کی غرض سے جمع ہوتا تھا۔ مثلاً کند اُسترے۔ ادنیٰ درجہ کے چاقو ہاتھ لگتے ہی ٹوٹ جانے والے بلوری گلاس۔ ایسے دھات کے بنے ہوئے شمعدان جو آگ کے سامنے لائے جائیں تو پگھل کر پانی ہو جائیں۔ گھڑیاں جن کی سب سے بڑی صفت ۱۲ کی بجائے تیرہ بجانا ہوتی تھی۔ ناقص برتن۔ ایسی قینچیاں جو کاغذ کی تہہ بھی نہ کاٹ سکیں۔ ٹین کی بنی ہوئی چائے دانیاں جنہیں چاندی کی بنی ہوئی ظاہر کیا جاتا تھا وعلیٰ ہذا القیاس۔ ہم چار شخص بولی دینے کا کام کرتے تھے۔ اور جب کبھی مال سستا فروخت ہوتا نظر آتا۔ تو آپس میں بولی دیکر اُسے گراں کرلیتے تھے اگر کوئی احمق مال خرید کر دوسرے دن واپس لوٹانے آتا۔ تو اول تو ہم اُسے باتوں میں اڑانے کی کوشش کرتے تھے۔ ورنہ ہم میں سے ایک شخص کسی بہانہ سے اُس سے

الجھ پڑتا تھا۔ اور باقی یہ کہدیتے کہ یہ گاہک فساد پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اُسے حوالہ پولیس
کر دیتے تھے۔

آقا کا سلوک ہم سے بہت اچھا تھا۔ اور جس روز ہماری کوشش سے اُس کا
مال زیادہ بک جاتا۔ وہ ہمیں کچھ انعام بھی دیا کرتا تھا۔

ایکدن کا ذکر ہے کہ شام کے وقت میرا ساتھی شیشہ کے چند گلاسوں کی بولی دے
رہا تھا۔ چونکہ قیمت جلد جلد بڑھتی نظر آتی تھی۔ اس لئے میں اُسے بڑھانے میں حصہ
لے رہا تھا۔ یکایک مجھے ایک عمر رسیدہ شخص کی جیب میں پاکٹ بک کے کونے کی جھلک
نظر آئی۔ یہ شخص گلاسوں کی خریداری میں بولی دے رہا تھا۔ اور میرے آگے کھڑا تھا۔
اِدھر اُدھر نظر ڈالی تو معلوم ہوا سب لوگ گلاسوں کے سودے پر متوجہ ہیں۔ میں نے
چپکے سے پاکٹ بک اڑا لی۔ یہ پہلی چوری تھی۔ جو میں نے کی۔ اور میں قسم سے ایمانا
کہتا ہوں کہ ایکبار اُسے اڑا چکنے کے بعد میری سب سے بڑی خواہش یہ تھی۔ کہ کسیطرح
دوبارہ اُسے اُس کی جیب میں پہنچا دوں۔ مگر ڈر تھا کہ اگر کسی نے دیکھ لیا۔ تو لینے کے
دینے پڑ جائیں گے۔ اس لئے وہ پاکٹ بک میری جیب ہی میں رہی۔ اور میں تھوڑی
دیر کے لئے اِدھر اُدھر ٹل گیا۔

شام کو فارغ ہو کر سیدھا چیک لین کے ایک شراب خانہ میں پہنچا۔ جو مضافات متصلہ
فیلڈ میں واقع تھا۔ حسن اتفاق سے شراب خانہ کا ایک کمرہ خالی تھا۔ میں نے بے صبری
سے پاکٹ بک کھولکر دیکھنا شروع کیا۔ معلوم ہوا۔ اس میں بنک آف انگلینڈ کے
... پونڈ کے نوٹ اور تین ہزار کی ہنڈیاں ہیں۔ ان کے علاوہ پاکٹ بک میں کئی
رنج کے کاغذات تھے۔ جن سے معلوم ہوا کہ شخص مذکور علاقہ ہانٹس کا ایک مالدار زمیندار
تھا۔ میں نے نوٹ رکھ لئے اور ہنڈیاں اور خطوط پاکٹ بک سمیت ایک لفافہ میں
بند کر کے ڈاک کے ذریعہ سے اس کے پتہ پر واپس بھیج دیئے۔ اب فکر ان نوٹوں کے
چلانے کی تھی۔ کیونکہ اندیشہ تھا۔ اگر اس نے بنک میں ان کی اطلاع دے دی ہے
تو ایسا نہ ہو کوئی گرفت پیش آئے۔ غرض لفافہ ڈالکر میں پھر اپنی جگہ پر آ بیٹھا۔ اور سوچنے
لگا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہئے۔

میرے سامنے برانڈی کا ایک گلاس رکھا تھا اور میں اس میں سے ا...

گو نٹ پتیا۔ اور معاملہ پر غور کر رہا تھا۔ کہ اتنے میں ایک اور شخص آ کر میز پر میرے سامنے بیٹھ گیا۔ اُس نے بھی کوئی شراب طلب کی۔ اور اس اثنا میں مجھ سے گفتگو شروع کر دی۔ باتوں باتوں میں معلوم ہوا کہ ہم دونوں ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ میں نے سارا حال اُس کے روبرو بیان کیا۔ اور وہ کہنے لگا۔ میں تمہیں ایک جگہ لے چلتا ہوں۔ وہاں تم آسانی ان نوٹوں کو بھنوا سکو گے۔

شرابخانہ سے نکلکر ہم دونوں فیلڈ لین کیطرف روانہ ہوئے۔ وہاں وہ ایک مچھلی فروش کی دُوکان میں داخل ہوا۔ جہاں نمکین اور السبی ہوئی مچھلیاں۔ کیکڑے وغیرہ رکھے تھے۔ ایک میلی کچیلی لڑکی دوکان کی نگرانی کر رہی تھی۔ اس سے اس نے پوچھا اسرائیل موسئے گھر پر ہے؟ لڑکی نے کہا۔ ہاں اس پر وہ مجھے ایک تنگ و تاریک زینے کے راستہ بالاخانہ پر لے گیا۔ جہاں کمرہ کے وسط میں ایک بڈھا یہودی بیٹھا تھا۔ اُس کا چہرہ سفید اور موٹے بالوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ اور سامنے میز پر بیشمار کاغذات بکھرے ہوئے تھے۔ میرے رہبر نے میرے آنے کی وجہ بیان کی۔ اور بڈھے یہودی نے اس بارہ میں بہت سے سوالات پوچھے۔ کہ یہ نوٹ تمہارے پاس کہاں سے اور کس طرح آئے؟ میرا ساتھی کہنے لگا۔ یہاں سارا معاملہ راست راست بیان کردو۔ بہانہ سازی کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ بڈھے یہودی نے ساری داستان سنکر ۸۰۰ پونڈ کے نوٹوں کے بدلے ۶۰۰ پونڈ کے طلائی سکے دینے چاہے اُس نے کہا۔ میں انہیں پیرس۔ ایمسٹرڈم۔ ہمبرگ وغیرہ میں اپنے ایجنٹوں کی معرفت چلواؤں گا۔ اس لئے اس سے زیادہ نہیں دے سکتا۔ میں نے ۶۰۰ پونڈ ہی غنیمت سمجھے۔ اور نقدی سنبھال کر اپنے دوست کے ہمراہ جو دراصل ڈک فلیر ہی تھا۔ واپس چلا آیا۔

اس کی امداد اور قیمتی مشورہ کے عوض میں نے اُسے اس رقم میں سے ایک معقول حصہ دیا۔ اور اُس نے مجھے نصیحت کی کہ جب تک معاملہ دب نہ جائے۔ تم الگ تھلگ ہی رہو۔ اُس نے رائے دی کہ تم کیسل سٹریٹ سیفرن ہل میں میرے مکان پر رہا کرو۔ چنانچہ میں اس کے ساتھ اس کے گھر چلا گیا۔ اور وہیں اول مرتبہ میری اُس کی بہن میری سے ملاقات ہوئی۔

شام کے وقت ڈک معاملہ کا رنگ ڈھنگ دیکھنے بازار گیا۔ اور جب واپس آیا۔ تو اس کے ہاتھ میں ایک اشتہار تھا۔ جس میں نہ صرف چوری کی کیفیت بلکہ میرا صحیح حلیہ بھی درج تھا۔ ڈک نے کہا۔ چونکہ میں خود مشتبہ ہوں۔ اس لئے تمہارا اب زیادہ مدت تک یہاں ٹھہرنا اچھا نہیں۔ چک لین میں ایک گھر اور ہے۔ میں تمہیں اس کا پتہ دیتا ہوں۔ وہاں چلے جاؤ۔ چنانچہ اُس نے مجھے اُس پرانے مکان کا پتہ دیا جس سے تم بھی ناواقف نہیں ہو۔ اور اس خوفناک قید خانہ میں میں ۱۵ دن چھپا رہا۔ میری دو وقت مجھے کھانا دے جاتی۔ اور اس معاملہ کے متعلق اگر کوئی نئی بات معلوم ہو۔ تو وہ بھی بتا جاتی تھی۔ اُس نے کہا۔ اخبارات میں خبر چھپ گئی ہے کہ پڑھے کو ہنڈیاں اور کاغذات ڈاک کے ذریعہ واپس مل گئے۔ اور اب وہ اس معاملہ کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتا۔ آخر ایک دن ڈک خود آیا۔ اور کہنے لگا۔ اب تم یہاں سے نکل سکتے ہو۔ لیکن پھر بھی احتیاطاً چند ہفتے پولیس سے بچے رہو تو اچھا ہے۔ میں نے کہا۔ چلو۔ ہم۔ تم دیہات کو نکل چلیں۔ اُس نے رضامندی ظاہر کی۔ اور ہم دونوں میری سمیت لندن سے روانہ ہو گئے۔

کنٹربری پہنچکر ہم نے ہرن بے روڈ پر بارکوں کے قریب ایک مکان کرایہ پر لیا ڈک اور میں اردگرد کے گاؤں میں کمائی کرنے نکل جاتے۔ اور کچھ کما بھی لاتے تھے مگر ہمارے اخراجات آمدنی سے بہت زیادہ تھے۔ یہی وجہ تھی کہ میرا سرمایہ دن بدن کم ہوتا جا رہا تھا۔ ساتھ ہی میری قماربازی کی عادت عود کر آئی۔ اور روپیہ جلد جلد اڑنے لگا۔ آٹھ ماہ سے زاید عرصہ مفصلات میں [illegible] کر پھر لندن کو واپس ہونے کا خیال آیا۔ میری اس تجویز کے خلاف تھی۔ اور چاہتی تھی۔ کہ کچھ عرصہ اور یہیں بسر بسر کیا جائے۔ خیر ہم نے اُس کی رہائش کا وہیں انتظام کر دیا۔ اور دونوں لندن پہنچکر سیمرن ہل کی بورڈنگ کیمپ میں رہنے لگے۔ اور یہیں ڈک نے میری ملاقات بل بولٹر سے کرائی۔ چونکہ اب ہمارے پاس سرمایہ کم رہ گیا تھا۔ اس لئے فکر پیدا ہوئی۔ کہ روزی کا کوئی ذریعہ تلاش کیا جائے۔

ایک دن میں نے اخبار ٹائمز میں ایک اشتہار دیکھا کہ سٹرینڈ کے ایک مالدار جوہری کو نوکر کی ضرورت ہے۔ ڈک فلبر کہنے لگا۔ اگر تم نوکری کرنا چاہو تو میں

نارٹن فالگیٹ کے ایک مالدار بزاز کی سفارش دلا سکتا ہوں - جو ہماری ٹولی کا مال خرید اکرتا ہے - اور یقیناً اس ذراسی خدمت سے اسکو انکار نہ ہوگا - غرض یہ کہ ڈک کی وساطت اور اس بزاز کی سفارش سے مجھے وہ جگہ مل گئی -

چند ہفتے وہاں رہنے کے بعد جب مجھے تمام مقامی حالات کا علم ہوگیا - تو ایک روز شام کو میں چپکے سے اپنے دوستوں سے جاملا - اور وہ رات اس کام کے لئے جو ہم نے سوچ رکھا تھا - موزوں قرار دیکر واپس اپنے آقا کے مکان پر آگیا -

رات کے ۱۲ بجے ہونگے - کہ میں خوابگاہ سے نکلا - اور ایک مخفی کنجی کی مدد سے دوکان کے اندر داخل ہوا - بڑی آہستگی سے دروازہ کھولکر میں نے ڈک فلیپر اور بل بولٹر کو اندر داخل کیا - ہم تینوں نے مل کر قیمتی سامان کی گٹھڑیاں باندھنی شروع کیں - ابھی اس کام سے فراغت نہ ہوئی تھی - کہ یکایک "آگ" "آگ" کی آوازیں سنائی دینے لگیں - اور اس کے ساتھ ہی کسی نے سامنے دروازہ پر زور سے دستک دی - ایک لمحہ بھر کے لئے تو ہم حیران و ششدر ہو کر یہ سوچتے رہے کہ اب کیا کرنا چاہئے ؟ مگر جب زینہ سے چند شخصوں کے اترنے کی آوازیں سنائی دیں تو پھر ہمیں جانیں بچانے کی فکر پیدا ہوئی - اور ہم سارا مال وہیں چھوڑ کر سامنے کا دروازہ کھولکر بھاگ نکلے - "آگ" "آگ" کی آوازوں کی بجائے اب "چور" "چور" کی آوازیں سنائی دیتی تھیں - اور کئی آدمی ہمارے تعاقب میں ہو لئے تھے - ہم نے وحشی جانوروں کی طرح اندھا دھند دوڑنا شروع کیا - ولنگٹن سٹریٹ سے گذر کر اس نیت سے پل واٹرلو کیطرف ہو لئے - کہ کسی طرح ٹیمز کو عبور کر کے بارو کی پُرپیچ گلیوں میں چھپ جائیں - تعاقب کرنے والے بھی ہر لحظہ قریب تر آتے جا رہے تھے - یکایک مجھے خیال آیا - کہ پل کے ستونوں کا کنارہ چوڑا ہے - جان کی پروانہ کر کے میں بے تحاشا ایک ستون پر کود پڑا - اور ممکن تھا - حالت اضطراب میں دریا میں ہی گر جاتا - مگر میرا ہاتھ گیس کی ایک نالی پر پڑ گیا - جسے میں نے بڑی مضبوطی سے تھامے رکھا - میں ابھی اس ستون پر کھڑا ہوا ہی تھا - کہ کسی کے تھوڑے فاصلہ پر دریا میں کودنے کی آواز سنائی دی - اسکے ساتھ ہی پل پر سے آوازیں آنے لگیں "کمبخت دریا میں کود گیا" "اب وہ زندہ نہ بچے گا" چند شخص کہتے سنائی دیئے -

"تینوں بدبخت کہیں غائب ہوگئے" "حیرت ہے کہ باقی وہ کہاں گئے؟" ان آوازوں سے کم از کم اس بارہ میں میرا اطمینان ہوگیا۔ کہ میری طرح میرے ساتھیوں میں سے کوئی بھی تعاقب کرنیوالوں کے ہاتھ نہیں آیا۔

گھنٹہ بھر میں اس خوفناک حالت میں دریا کے قریب ستون پر کھڑا رہا۔ نیچے ٹیمز کا گدلا پانی بھنور پیدا کرتا ہوا بہ رہا تھا۔ اس ایک گھنٹہ میں میری یہ حالت ہوگئی۔ کہ کئی بار دریا میں گرنے لگا تھا۔ آخر بمشکل اوسان بحال کئے۔ اور یہ معلوم کرکے کہ اب پل پر ہر طرح سناٹا ہے۔ اپنی کمین گاہ سے نکلا۔ سڑے کیطرف جاکر میں مختلف چکر کاٹتا ہوا ایک لین میں پہنچا۔ اور تم میری حالت کا اندازہ کرسکتے ہو۔ جب میں نے دیکھا کہ کمرہ میں بل بولٹر پہلے سے موجود ہے۔ اسوقت مجھے معلوم ہوا کہ دریا میں کودنے والا ڈک فلیر تھا۔ اور وہ یقیناً غرق ہوگیا ہوگا۔ بولٹر سے معلوم ہوا۔ کہ وہ تھک کر پل کے ایک حجرہ کی تاریکی میں چھپ گیا تھا۔ اور جب تعاقب کرنے والے آگے نکل گئے۔ تو اُلٹا سٹرینڈ کیطرف چلا گیا تھا۔

جوہری کے ہاں سے ناکام واپس آنیکا تو غم تھا ہی۔ ڈک فلیر کی موت کے خیال نے اور بھی پژمردہ کردیا۔ لیکن ہمیں اس کی موت پر افسوس کرتے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا۔ کہ کمرہ کا دروازہ کھلا۔ اور ڈک فلیر پانی میں شرابور اندر داخل ہوا۔ اس وقت سردی اور تکان سے اُس کا یہ حال تھا۔ کہ اگر میں زبردستی کچھ برانڈی اسکے حلق میں داخل نہ کرتا۔ تو وہ یقیناً چند منٹ میں مرجاتا۔

پھر جب اُسے ہوش آیا۔ تو ہم نے اُسے گرم پانی میں غسل کروایا۔ کپڑے بدلوائے۔ اور پھر اُس کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ وہ دریا میں تیر کر کمرشل روڈ کے ایک گھاٹ تک پہنچ گیا تھا۔ اور وہاں سے سیدھا مکان کو آرہا ہے۔

وہ رات ہم نے اُسی پرانے مکان میں بسر کی۔ صبح کو ڈک فلیر نے بوزنگ کین میں جاکر ایک اخبار خریدا۔ اور اُس سے ہمیں معلوم ہوا۔ کہ جوہری کے کمرہ کے پردوں کو کس طرح آگ لگ گئی تھی۔ جس سے وہ شور و غل پیدا ہوا۔ جو ہماری ناکامیابی کا موجب ثابت ہوا۔ اخبار مذکور سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جوہری کا شبہ مجھ پر ہے اور اُس نے میری گرفتاری کیلئے انعام بھی مشتہر کر رکھا ہے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ مجھے چند ہفتے پھر اُس خود اختیاری حوالات میں بسر کرنے پڑے اور ڈک فلیر اور بل بولٹر چونکہ ہر قسم کے شبہات سے بالا تھے۔ اس لئے وہ مزے سے باہر پھرتے رہے۔ وہ جگہ مجھے ایک قبرستان کی طرح بھیانک معلوم ہوتی تھی لیکن بولٹر اور فلیر کی ملاقاتوں کی بدولت وقت گذر جاتا تھا۔ آخر کار چند ہفتوں کے بعد میں اس مکان سے نکلا۔ اور ڈک کے ہمراہ کنٹربری کو روانہ ہوا۔

وہاں پہنچکر ہمیں ایک نہایت ناگوار بات معلوم ہوئی۔ جو یہ تھی کہ میری حاملہ ہو چکی ہے۔ ڈک کو اس کے بھاگ جانے کی۔ اور مجھے اُس سے عاشق کی حیثیت میں اس خبر سے سخت صدمہ ہوا۔ ڈک تو غصہ سے بے قابو ہوا جاتا تھا۔ گو میری آخر تک ہر قسم کے الزامات سے انکار ہی کرتی رہی۔ لیکن اس کی حالت ہر طرح کی پردہ پوشی سے بالاتر تھی۔ اور انجام کار اُسے تسلیم کرنا پڑا کہ رجمنٹ متعینہ کنٹربری کے سارجنٹ نے مجھے ورغلایا ہے۔ جس وقت ہم لندن کو آئے تھے۔ اس سے پہلے دونوں کا ناجائز تعلق قایم ہو چکا تھا۔ اور میری اس امید پر وہاں ٹھہر گئی تھی۔ کہ سارجنٹ مذکور مجھ سے شادی کرلیگا۔ لیکن کچھ عرصہ سے سارجنٹ نے اس سے سرد مہری کا سلوک شروع کر دیا تھا۔ اور اب میری اُس سے بدلہ لینے کی خواہاں تھی۔ ڈک نے اور میں نے قسم لی۔ کہ ہم اس سے بدلہ لیکر چھوڑیں گے۔ میری کی زبانی معلوم ہوا کہ سارجنٹ کو مچھلی کے شکار کا بہت شوق ہے۔ اور وہ ہر روز دریا کے سٹور میں جو بارکوں کے قریب بہتا تھا۔ بنسی لگانے جاتا ہے۔

دوسرے روز صبح کے وقت جب میں اور ڈک دریا کی طرف گئے تو دیکھا سارجنٹ بیٹھا مچھلیاں پکڑ رہا ہے۔ میری نے اُس کا حلیہ ہم سے بیان کر دیا تھا۔ جی تو چاہتا تھا کہ اسے یہیں مار کر دریا میں بہا دیں۔ مگر پاس ایک پن چکی تھی۔ ڈر تھا کوئی دیکھ نہ لے۔ خیر طوعاً و کرہاً واپس آ گئے۔ اور مشورہ کرنے لگے کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟ فیصلہ اس پر ہوا کہ میری اُس سے دریا کے کنارے ایک آخری ملاقات کرے۔ چنانچہ اُس نے ایک رقعہ بدیں مضمون اُس کے نام بھیجا۔ کہ میں اب کنٹربری سے جا رہی ہوں۔ اور ایک بار تم سے آخری ملاقات کیا چاہتی ہوں۔ اُس نے درخواست کی کہ ۹ اور ۱۰ بجے کے درمیان مجھ سے پن چکی

کے قریب دریا پر ملو۔ سارجنٹ نے سازش سے لاعلمی کی حالت میں اقرار کر لیا۔ وقت معینہ پر میری دریا کی طرف روانہ ہوئی۔ اور ڈک اور میں پیچھے پیچھے ہو لئے رات تاریک تھی۔ اور ہولے ہولے سہرشتم چل رہی تھی۔ پل کے قریب پہنچکر ہم نے دیکھا کہ دو شخص پن چکی کے بڑے پہیہ کے قریب جو بڑی تیزی سے چل رہا تھا۔ پوری سرگرمی سے گفتگو کر رہے ہیں۔ زیادہ قریب پہنچے تو معلوم ہوا۔ کہ میری اور سارجنٹ دونوں کھڑے ہیں۔ ہم دونوں پل کی طرف ہو لئے۔ وسط میں پہنچکر ڈک آگے بڑھا۔ اور سارجنٹ کے پاس جاکر کہنے لگا۔ یہ میری بہن ہے۔ کیا تم اس سے انصاف کا سلوک کرنا چاہتے ہو یا نہیں؟ میری کہنے لگی۔ نہیں وہ ابھی مجھ سے کہہ چکا ہے۔ کہ تمہیں میری طرف سے اب کسی طرح کی امید نہ رکھنی چاہیئے۔

ڈک فلیر چلاکر کہنے لگا۔ بس تو میں بھی اور کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ اور اس کے ساتھ ہی ہم دونوں سارجنٹ پر ٹوٹ پڑے۔ ڈک فلیر نے اُس کا منہ دبا لیا۔ اور پھر باوجود اُس بدنصیب کی سخت جدوجہد کے ہم دونوں نے اسے اُٹھا کر دریا میں پھینک دیا۔ وہ پن چکی کے پہیہ پر گرا۔ اور دریا کی گرج اور چکی کی گڑگڑاہٹ میں اس کی آخری چیخیں کسی کو سنائی نہ دیں۔ جب اُس کی ہڈیاں چکنا چور ہو گئیں۔ اور اُس کی لاش پانی کے بہاؤ میں آگے نکل گئی۔ تو میں نے کہا میری اب تمہارا بدلہ پورا ہوا۔ اُس نے اظہار شکر گذاری کے طور پر میرا ہاتھ دبایا۔ مگر زبان سے ایک لفظ نہ کہا۔ اسی طرح خاموشی کی حالت میں ہم گھر کو واپس آ گئے۔

روڈ کے ایک

دوسرے دن سارجنٹ کی لاش جو چکی میں کچلے جانے کی وجہ سے بھیانک صورت اختیار کر چکی تھی۔ پل سے ایک میل کے فاصلہ پر چند جھاڑیوں میں اٹکی ہوئی پائی گئی۔ پولیس نے اسے اُٹھوا کر بارکوں میں پہنچایا۔ تحقیقات ہوئی۔ اور آخر یہ فیصلہ صادر کیا گیا کہ متوفی اتفاقیہ طور پر غرق ہوا ہے۔ ڈاکٹر نے اس امر کی شہادت دی کہ لاش پن چکی کے پہیہ میں کچلی گئی ہے۔ اس لئے قتل کا شبہ تک کسی کے دل میں پیدا نہ ہوا۔ خیال یہ تھا کہ کسی طرح سارجنٹ پل کی دیوار

پر سے نیچے دریا میں گر پڑا۔ اور پن چکی کے پہیہ میں کچل کر مر گیا۔
اس فتوے کے صادر ہونیکے بعد فوراً ہی ہم کنٹربری سے لندن کو چلے آئے چند مہینوں کے عرصہ میں میری کے ایک مردہ بچہ پیدا ہوا۔ اس کے تھوڑے ہی دن بعد میں نے اس سے شادی کی تجویز کی۔ اور اس سے کہا کہ اگر تم رضا مند ہو تو میں تمہارے سابق سیاہ کو نظر انداز کر دونگا۔ وہ میری تجویز سے بہت خوش ہوئی۔ اور ڈک نے بھی کسی قسم کا اعتراض نہ کیا۔ لیکن شادی سے پہلے یہ مصیبت پیش آئی۔ کہ ایک روز بازار سٹرینڈ میں میرا سامنا اسی جوہری سے ہو گیا جس کے ہاں میں نوکر رہ چکا تھا۔ اور اس نے مجھے حوالات میں ڈلوا دیا۔ جن دنوں میں نیوگیٹ کی حوالات میں تھا۔ مجھے شب و روز یہ اندیشہ لگا رہتا تھا۔ کہ کہیں وہ بڈھا زمیندار بھی جس کے نوٹ میں نے نیلام کے موقعہ پر اڑائے تھے۔ میرے خلاف کارروائی نہ کرے۔ مگر یہ سب اندیشے بے بنیاد ثابت ہوئے۔

خیر جوں توں کر کے میرے خلاف مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی۔ جب میں گرفتار ہوا تو ایک پیسہ پلّے نہ تھا۔ اس لیے میرے لئے سرکاری طور پر ہی ایک وکیل مہیا کر دیا گیا۔ جس نے مجھے مشورہ دیا۔ کہ تم اپنے آپ کو قصور وار ظاہر کرو گے تو سزا میں رعایت ہو جائے گی۔ میں نے اس کے کہنے پر عمل کیا جج صاحب نے ایک طویل لیکچر کے بعد جس میں مجھے طرح طرح کی ہدایات کی گئی تھیں۔ سات سال قید کی سزا کا حکم سنایا۔ جو بعد میں اپیل پر صرف دو سال رہ گئی۔

جیل میں میں نے سوچنا شروع کیا کہ اس میعاد کے خاتمہ پر مجھے اپنی عادات کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے۔ لیکن سب سے بڑا سوال روزی کمانے کا تھا جس کا سوائے چوری کے اور کوئی ذریعہ نظر نہ آتا تھا۔ میں جانتا تھا۔ کہ جیلخانہ سے نکلتے وقت میرے پاس پھوٹی کوڑی نہ ہو گی۔ اور دنیا میں میرا کوئی یار و مددگار بھی نظر نہ آتا تھا۔ جو اس وقت آڑے آتا۔ چنانچہ جب پادری صاحب نے جیلخانہ میں مجھے نیکی کی زندگی بسر کرنے کی تلقین کی۔ تو میں نے ان سے بھی یہی سوال کیا۔ کہ حضرت آپ وہ ذریعہ بتائیے۔ جس سے میں روزی کما سکوں۔ یقین مانئے۔ اس صورت میں میں کبھی گناہ کی زندگی بسر نہ کروں گا۔ اس کا

جواب اُنہوں نے ایسا دیا۔ جو محض ٹالنے والا تھا۔ اور وہ جواب دے بھی کیا سکتے تھے۔ بالفرض انہی کو نوکر۔ سائیس یا بوٹ پالش کی ضرورت ہوتی۔ تو کیا وہ مجھے نوکر رکھنے پر آمادہ ہوتے؟ اگر اُن کے دوست کو کسی پہرہ والا کی ضرورت ہوتی۔ تو کیا وہ اس سے میری سفارش کر سکتے تھے؟ ہرگز نہیں۔ اگر نیوگیٹ کے داروغہ جیل کو جھاڑو دینے والے کی بھی ضرورت ہوتی۔ تو کیا پادری صاحب اس کام کے لئے میری سفارش کرتے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ پھر جب یہ لوگ عملاً ثابت کرتے ہیں۔ کہ ہم کبھی تم پر بھروسہ نہیں کر سکتے۔ تو اس وعظ و تلقین سے کہ تم اپنی اصلاح کی کوشش کرو۔ کیا حاصل ہے؟ یہ تنخواہ دار واعظ کیا مفید کام سرانجام دے سکتے ہیں۔ جبکہ وہ محض ایک شخص کو بدنام جان کر اُسے ہمیشہ کے لئے بُرا تصور کرتے ہیں۔ نیکی کی تلقین کرنا سہل ہے۔ مگر نیکی بھی پیٹ رکھتی ہے۔ اُسے کھانے کو چاہیئے۔ کیا وہ چاہتے ہیں کہ لوگ نیکی کی زندگی بسر کرتے ہوئے بھوکوں مر جائیں؟ یہ ایک ناممکن العمل وعظ ہے۔ جو اس قسم کے لوگ جرائم پیشہ لوگوں کے روبرو کہا کرتے ہیں۔ نیکی خودکشی کا نام نہیں ہے۔ پس حالات مجبور کرتے ہیں۔ کہ ہم نیکی کے دشوار گذار راستہ کی بجائے بدی کے سہل راستہ کو اختیار کریں۔

جن دنوں میں جیل میں تھا۔ تو بارہا میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اگر سرکاری طور پر کوئی ورکشاپ قایم ہو۔ جس میں جیل کے رہا شدہ مجرموں کو کام دیا جا سکے۔ تو اُنہیں دوبارہ جرائم کی زندگی اختیار کرنے پر مجبور نہ ہونا پڑے۔ میں نے ان خیالات کا ذکر پادری صاحب سے کیا۔ انہوں نے حسب معمول اس بارہ میں نیم سیاسی۔ نیم مذہبی دلائل کا پُل باندھ دیا۔ اور میرے سوال کا براہ راست کچھ جواب نہ دیا۔

خیر اس قسم کے حالات اور تفکرات میں نیوگیٹ کے جیلخانہ میں میرے دو سال بسر ہوئے۔ اور جس روز میں رہا ہُوا تو اولڈبیلی کے لیمپ کے کھمبہ کے سہارے کھڑا ہو کر دیر تک سوچتا رہا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیئے؟ کھانا کھانیکا وقت قریب تھا۔ اور جیب میں ایک پیسہ تک موجود نہ تھا جس وقت

میں نے اپنی حالتِ زار کو دیکھا - اور اس بات کو محسوس کیا - کہ مجھے دوبارہ اپنا قدیم طریقہ اختیار کرنے پر مجبور ہونا پڑے گا - تو میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہنے لگے - وہ میرے حقیقی رنج وغم کے گرم آنسو تھے - جو نہ میں نے اس سے پہلے کبھی بہائے تھے - اور نہ امید ہے کہ پھر کبھی بہاؤں گا -

یکایک میرے دلمیں خیال پیدا ہوا کہ کیوں نہ ورک ہوس میں جاکر کام کروں - اس خیال سے میری قدرے تسکین ہوئی - اور میں ملیک فرائرز کیطرف ہولیا - اس کے گھنٹہ بھر بعد میں ضروری سند حاصل کر کے ورک ہوس کے دروازہ پر پہنچ گیا -

اُس وقت ٹھیک ۱۲ بجے تھے - پورٹر مجھے ایک کمرہ میں لے گیا - جہاں ورک ہوس کے منتظم نے میرا نام - عمر وغیرہ لکھ لی - پھر اُس نے مجھے غسل خانہ میں بھیجا - سفید لٹن کا سوٹ اور بھاری بھاری بوٹ پہننے کو دیئے - اس لباس میں اور جیلخانہ کے لباس میں بہت کم فرق تھا جسکی وجہ شاید یہ ہو - کہ ایک مجرم اور غریب میں حقیقت میں بہت کم فرق سمجھا جاتا ہے - میرے پرانے کپڑوں کو بنڈل کی صورت میں باندھ کر گودام میں رکھوا دیا گیا - اور اُن پر میرے نام کا لیبل لگوا دیا - تاکہ جب میں وہاں سے جانے لگوں تو وہ مجھے واپس مل جائیں -

کام اور خوراک کے لحاظ سے یہ جگہ جیلخانہ سے بدتر تھی - کام زیادہ اور سخت کرنا پڑتا تھا - اور خوراک بہت کم اور ادنے درجہ کی ملتی تھی - عورتوں کو مردوں سے بھی کم کھانے کو ملتا تھا - اور کھانے کی تقسیم کے وقت وہ جھگڑا اور فساد پیدا ہوتا - کہ کوئی بھلامانس اُسے دیکھنا گوارا نہیں کر سکتا -

شام کے وقت ہم لوگ جمع ہو کر ایک دوسرے کو اپنی گذشتہ زندگی کے واقعات سنایا کرتے تھے - اور اپنے ہمراہیوں کی سرگذشت سے مجھے معلوم ہوا کہ اُن میں سے بہتوں نے میری طرح اچھے دن دیکھے ہیں - ایک شخص جو بظاہر شریف معلوم ہوتا تھا کسی زمانہ میں شاعر رہ چکا تھا - اور گو اُس کی سابق نظمیں عشق ومحبت کے متعلق تھیں - مگر ورک ہوس میں آنے کے بعد اُس نے وہاں کے افسوسناک حالات پر ہی طبع آزمائی شروع کر دی تھی - اُس کی ایک نظم جو وہ ہمیں اکثر سنایا کرتا تھا - نہایت دردناک تھی - اور اس میں ایک غریب عورت کے غم والم کا نقشہ کھینچا گیا تھا - جو کے

اپنے خاوند کے بیمار اور بستر مرگ پر پڑے ہونے کی خبر نہ سنگ محسوس ہوا۔ کیونکہ ورک ہوس میں دو نہایت قریبی رشتہ داروں کو بھی ایک دوسرے سے ملنے نہیں دیا جاتا۔ خاوند بیوی۔ بہن بھائی یہاں تک کہ ماں بیٹے کو بھی ایک دوسرے سے الگ کر دیا جاتا ہے۔

جبراً اور قہراً میں نے ورک ہوس میں ڈیڑھ ماہ کا عرصہ بسر کیا۔ مجھے قیدیوں کی طرح مشقت کرنی پڑتی تھی۔ مگر کھانے کو اس سے بدتر ملتا تھا۔ ناچار میں نے ایک دن اپنے پرانے کپڑے مانگے اور قدیم جائے رہایش کی طرف روانہ ہوا۔ شام کو سیفرن ہل کی بورنگ کین میں میں نے ڈک فلیر کے ساتھ مل کر خوب پیٹ بھر کھانا کھایا۔ اور اسی رات ہم نے شہر میں ایک گھڑی ساز کے ہاں نقب لگائی۔ وہاں سے ۷ پونڈ نقد اور چند جیب گھڑیاں ملیں۔ جنہیں ہم نے فیلڈ لین والے یہودی کے ہاتھ ۴ گنی کو بیچ ڈالا۔ اس کے بعد میں ڈک فلیر کے ساتھ ہی رہنے لگا۔ اور چند ہفتوں کے بعد اس کی بہن میری سے شادی کر لی۔ اس کے چھ یا آٹھ مہینے بعد غریب ڈک مارا گیا اور۔۔۔

پانچواں باب　　تہ خانہ کا راز

بفر کی سرگذشت اس کی بیوی کی واپسی کے باعث پوری نہ ہو سکی۔ چونکہ بُردہ فروش نے آخرالذکر کو چلتے وقت اپنی چھتری دے دی تھی۔ مگر شدت باراں سے اس کے کپڑے بالکل تر تھے۔ اسے انگیٹھی کے قریب بیٹھنے کو جگہ دی گئی۔ اور جب وہ خارجی طور پر آگ کی حرارت سے اور داخلی طور پر اُبلتی ہوئی جن شراب کا ایک گلاس پی کر گرم ہو گئی۔ تو اس نے اس کام کا حال جس کی سرانجام دہی کے لئے بُردہ فروش نے اسے باہر بھیجا تھا بیان کرنا شروع کیا۔

کہنے لگی "میں تمہارے کہنے کے مطابق گلوب لین گئی لیکن راستہ میں مجھے جتنی تکلیف ہوئی ہے اسے میرا ہی جی جانتا ہے۔ بارش موسلادھار ہو رہی ہے۔ اور جھکڑ اس زور کا چل رہا ہے کہ گویا کنارہ کی عمارتوں کو ٹیمز میں گرا دے گا۔ گنٹنر کے گھر تک پہنچتے ہوئے میں بالکل بھیگ گئی۔ بدقسمتی سے میں کھنیا گھر پر نہ ملا۔ اس کی بیوی

کہنے لگی۔ تم ذرا ٹھہرو۔ ابھی آیا چاہتا ہے۔ میں نے بھی جانا۔ کام ضروری ہے۔ اس لئے رُک گئی۔ اس حالت میں ایک گھنٹہ گذر گیا۔ میں بیٹھے بیٹھے اکتا گئی۔ آدھ گھنٹہ اور بیٹھی۔ آخر اُٹھ کر آنے لگی تھی کہ ہنکیس آ پہنچا۔"

مردہ فروش جو اس تمہید کو کسی قدر بے صبری کے ساتھ سن رہا تھا۔ کہنے لگا "اور وہ خط تم نے اُس کے حوالہ کر دیا؟"

"ہاں وہ تمہارا رقعہ میں نے اُسے دیدیا۔ اُس نے ایک بھدی سی عینک چڑھا کر جس کا ایک ایک شیشہ شراب کے گلاس کے پیندے سے چھوٹا نہ تھا۔ اُسے پڑھا پڑھ کر کہنے لگا۔ میں خود کل اُن سے ملوں گا۔"

مردہ فروش کا اطمینان ہو گیا۔ کہنے لگا "بہت خوب!"

اتنے میں رٹیل سینک نے جسے تا حال سارے معاملہ کی پورے طور پر خبر نہ تھی پوچھا "ٹولی اب تمہارا ارادہ کیا کرنے کا ہے؟"

مردہ فروش اس سوال سے جھلا گیا۔ غضبناک ہو کر کہنے لگا "تم اس معاملہ میں دخل نہ دو۔ کل سارا حال معلوم ہو جائیگا۔"

بفر کی بیوی نے کہا "لیکن میری داستان ابھی ختم نہیں ہوئی۔ جس وقت میں کفنئے کی دوکان سے نکلی۔ مجھے وہ ڈاکٹر ملا جس نے مسز سمتھ کے کرایہ دار بڈھے کا علاج کیا تھا۔ اُس نے مجھے ایک محراب کے سایہ میں بلا کر پوچھا۔ تمہیں معلوم ہے۔ اُس بڈھے کو کب دفن کرنے کا ارادہ ہے۔ میں نے اس بارہ میں لاعلمی ظاہر کی۔ اُس نے چند سکنڈ تامل کیا۔ اور واپس جانے لگا تھا کہ لوٹ کر پھر کہنے لگا۔ تمہارے شوہر سے مجھے کچھ کام ہے۔ اگر وہ اُسے پورا کر دے۔ تو میں دس پونڈ دونگا۔ مجھے معلوم نہیں۔ وہ اس سے واقف بھی ہے یا نہیں ۔۔۔"

بفر نے قطع کلام کر کے کہا "وہ مجھے جانتا ہے۔ ایک دن میرا کلہاڑی سے ہاتھ کٹ گیا تھا۔ اور میں اُس سے پٹی بندھوانے گیا تھا۔"

مول کہنے لگی "بیشک میں بھول گئی تھی۔ خیر میں نے کہا۔ کہ میرا شوہر ایسا آدمی نہیں جو دس پونڈ کے عوض کسی کام سے انکار کرے گا۔ لیکن اس پر بھی اُس کا پورے طور سے اطمینان نہ ہوا۔ بہت کچھ سوچ سوچ کر کہنے لگا۔ میں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اُس

بڈھے کو عارضہ کیا تھا؟ میں اُس کی لاش چیر کر دیکھنا چاہتا ہوں۔ اُس کے کسی رشتہ دار کو اعتراض تو نہ ہو گا؟ میں نے اس کا ذکر مسز سمتھ سے کیا تھا۔ مگر اُس نے اس معاملہ پر توجہ ہی نہ دی۔ میں نے ڈاکٹر سے کہا کہ بڈھے کا دوست رشتہ دار تو کوئی تھا نہیں لیکن اگر تم نے اس کی لاش کو ضرور ہی چیرنا ہو تو یہ کچھ بڑی بات نہیں ہے۔ جب اُسے دفن کر دیا جا چکے۔ تو لاش کو اکھڑوا کر دیکھ لینا۔ میری اس تجویز سے وہ بظاہر خوش ہو گیا۔ اور کہنے لگا۔ بیشک بیشک میرا اپنا بھی یہی ارادہ تھا۔ کیا تمہارا شوہر اس کام کو سرانجام دے سکے گا؟ کسی زمانہ میں میں ایک شخص انیتھنی ٹمڈ کنز سے واقف تھا۔۔۔"

مردہ فروش اپنا نام سنکر چونکنا ہو گیا۔ اور بولا "اچھا تو وہ مجھ سے واقف ہے؟ کیا وہ تو نہیں ہے جو میتھنل گرین روڈ کی نکڑ سے پرے کیمبرج روڈ پر رہتا ہے؟"

بفر کی بیوی نے کہا "وہی! وہی!"

"ہاں تو پھر کیا ہوا؟"

"بس وہ اتنی کہہ کر چلا گیا کہ تم نے اپنے شوہر کو میرے پاس ضرور بھیجنا"۔

مردہ فروش بفر سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "جیک۔ یہ ایک اور کام نکل آیا۔ مگر تم اسے میرے ذمہ ڈالو۔ میں اس سے خود نپٹ لونگا۔ کل رات جب میں تم سے ملوں گا۔ تو وہ تجویز جو میں نے بڈھے کا روپیہ اڑانے کے متعلق سوچی ہے۔ بیان کروں گا۔ اور ڈاکٹر سے بھی میری جو گفتگو ہو گی۔ وہ تمہیں بتا دوں گا۔ مگر اتنا یاد رکھنا۔ کل رات ۹ بجے اُس جگہ ضرور پہنچ جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ مارکھم کو ہمارا زیادہ دیر تک انتظار کرنا پڑے"۔

مردہ فروش نے ایک ہلکا شیطانی قہقہہ لگایا۔ اور اُس کے چہرہ نے بھیانک صورت اختیار کر لی۔ جس سے یہ معلوم کرنا کچھ مشکل نہ تھا۔ کہ وہ اپنے دل میں کیسی کیسی امیدیں اور ارادے رکھتا ہے۔

اس کے بعد بفر اور اُس کی بیوی رخصت ہوئے۔ اُن کے چلے جانے پر مردہ فروش کہنے لگا "میگ۔ بارہ بجنے کو آئے ہیں۔ تم چل کر چارپائی پر لیٹو۔ میں ابھی چند منٹ میں واپس آتا ہوں۔۔۔"

رٹل سینک نے مصری کے لہجہ میں کہا "ٹونی کیا بات ہے۔ اب کچھ دنوں

سے تم ہر روز اس وقت کہیں جاتے ہو؟"

مردہ فروش نے خوفناک صورت بنا کر کہا "دیکھو۔ میں تم سے بار بار کہہ چکا ہوں۔ کہ میرے معاملات میں دخل نہ دیا کرو۔ تم اپنے کام سے کام رکھو۔ میرے کاموں سے واسطہ رکھو گی۔ تو ۔ ۔ ۔"

رٹیل سینک نے حد درجہ چاپلوسی کے لہجہ میں کہا "اچھا اچھا ٹولی! تم خواہ مخواہ اس قدر ناراض نہ ہو میں اب تم سے کبھی اس معاملہ کی نسبت نہ پوچھوں گی۔ اسوقت بھی یہ فقرہ میری زبان سے سرسری نکل گیا۔ کیونکہ میں دیکھتی ہوں۔ تین ہفتہ سے تم بارش اور آندھی کی بھی پروا نہ کرکے اسوقت کہیں جاتے ہو ۔ ۔ ۔"

مردہ فروش نے اُسی تندی کے لہجہ میں کہا "تم میرے معاملات میں کان اور آنکھیں بند رکھا کرو۔ بس اسی طرح ہم دونوں کی نبھ سکتی ہے"

رٹیل سینک چپ ہو رہی اور شمعدان اٹھا کر ساتھ کے کمرہ میں چلی گئی۔ اُس کے جانے پر مردہ فروش نے تھوڑی سی شراب ایک گلاس میں ڈالی۔ اور اسے ایک ہی گھونٹ میں پی کر ٹوپی سر پر رکھ کر کمرہ سے باہر نکل گیا۔ زینہ سے اتر کر وہ سامنے دروازہ تک پہنچا۔ اور وہاں سے نکل کر سڑک پر آ گیا۔

دروازہ کو مقفل کیئے بغیر بند کرکے وہ ساتھ والی تنگ و تاریک گلی میں داخل ہوا اُس کے پیچھے پیچھے سایہ کیطرح رٹیل سینک تھی!

عورت ذات کی صفت ہے کہ اُسے جس کام سے باز رکھا جائے۔ اس کے پیچھے ضرور پڑتی ہے۔ مردہ فروش کی دھمکیوں کے باوجود رٹیل سینک نے اس مرتبہ معاملہ کی تہ تک پہنچنے کا ارادہ کر لیا تھا۔

جس وقت اُس نے مردہ فروش کو گلی کیطرف مڑتے دیکھا۔ تو اپنے دل میں کہنے لگی "میرا اندیشہ سے یہ خیال تھا کہ وہ اس وقت اس گلی میں ہی جاتا ہے۔ آج مجھے پورے طور سے معلوم ہو جائے گا۔ کہ وہ مجھے نچلی منزل کے کمروں میں جانے سے کیوں روکتا ہے؟"

مردہ فروش نے اس تنگ گلی کا نصف حصہ طے کرکے جیب سے ایک چابی نکالی اور اُس کی مدد سے وہ دروازہ کھولا۔ جو اس عجیب و غریب ساخت کے مکان کی نچلی

منزل میں داخل ہونے کا راستہ تھا۔

اسے اندر داخل ہوتے دیکھ کر رٹیل سینک جلد جلد قدم اٹھاتی دروازہ تک پہنچ گئی کواڑ بند تھے۔ اُس نے اپنا کان بے صبری سے کنجی کے سوراخ کے ساتھ لگایا۔ لیکن پختہ فرش پر مردہ فروش کے قدموں کی چاپ کے سوا اور کوئی آواز اس کے کانوں میں نہ آئی۔ اس کے چند منٹ بعد ایسا معلوم ہوا۔ گویا اندر کسی نے دیوار پر دیا سلائی رگڑسی ہو۔ اس نے کان ہٹا کر آنکھ لگائی۔ تو اندر اب روشنی نظر آتی تھی۔

ہر قسم کے خطرات کو نظر انداز کر کے رٹیل سینک نے اپنے استعجاب کو رفع کرنے کی غرض سے بڑی آہستگی سے چٹخنی اٹھائی۔ اور دروازہ کو ایک فٹ بھر کے قریب کھول لیا۔ اسکے بعد سینکڑوں طرح کے خیالات دل میں لئے ہوئے اُس نے اول مرتبہ باہر کھڑے کھڑے اپنا سر اس حصہ مکان میں داخل کیا۔ جس کے متعلق سودا تک کرنے کی مُردہ فروش کیطرف سے نہایت سخت ممانعت تھی۔ اسے ایک چھوٹے سے راستہ کے انتہا پر دو کمرے نظر آئے۔ سامنے والے کا دروازہ بند اور پچھلے کا کھلا تھا۔ اس نے آخر الذکر کی طرف بڑے غور سے دیکھنا شروع کیا۔

کمرہ میں شمع کے سامنے مردہ فروش باہر کی طرف پیٹھ کئے کھڑا تھا۔ رٹیل سینک کو گو اس کا چہرہ نظر نہ آتا تھا۔ مگر شمع کی روشنی میں وہ اس کی تمام حرکات کو بخوبی دیکھ سکتی تھی۔

مُردہ فروش نے پہلے اپنے گرد ایک سیاہ لبادہ لپیٹ لیا۔ اس کے بعد منہ پر بھی سیاہ نقاب ڈالی۔ پھر اُس نے کباٹ کو کھول کر اُس میں سے بعض چیزیں نکالیں۔ جن کی صحیح نوعیت رٹیل سینک کو معلوم نہ ہو سکی۔ کیونکہ جیسا ہم بیان کر چکے ہیں۔ مردہ فروش کی اُسکی طرف پیٹھ تھی۔ یہ چیزیں اس نے ایک ٹوکرے میں رکھ لیں جو اس کے قدموں کے قریب پڑا تھا۔ اس کے بعد ٹوکرے کو ہاتھ میں لٹکا کر وہ اس تیزی سے پیچھے کی طرف گھوما کہ اگر رٹیل سینک کی بجائے کوئی اور ہوتا تو مارے دہشت کے وہیں گر جاتا۔

خود رٹیل سینک بھی اس کی بھیانک صورت دیکھ کر سر سے پاؤں تک کانپ تو گئی مگر اُس نے اوسان بحال رکھ کر جھٹ اپنا سر باہر نکال لیا۔ مردہ فروش چونکہ روشنی میں کھڑا تھا۔ اس لئے وہ اس کی یہ حرکت نہ دیکھ سکا۔ رٹیل سینک کا ارادہ پہلے تو فوراً

ہی پلٹ کر اپنے گھر میں پہنچ جانیکا تھا۔ لیکن حیرت واستعجاب نے اُسے وہیں کھڑا رکھا وہ حیران تھی کہ اس عجیب بھیس۔ سیاہ لبادے اور کالی نقاب کا مطلب کیا ہے؟ مردہ فروش نے کونسی چیزیں ٹوکرے میں ڈالی ہیں۔ اور وہ اب کہاں جارہا ہے؟

اپنا سر باہر نکالتے وقت اُس نے احتیاطاً دروازہ بند کر دیا تھا۔ لیکن بے صبری نے اسے چین نہ لینے دی۔ دو منٹ تاریکی میں چپ چاپ کھڑے رہنے کے بعد اُس نے پھر ایک بار دروازہ کھولنے کی جرأت کی۔ لیکن اندر اب ہر طرف تاریکی تھی۔ شمع گل کر دی گئی تھی۔ اور مردہ فروش کہیں نظر نہ آتا تھا۔

باوجود اس کے مکان میں پورے طور پر سناٹا نہ تھا۔ کسی کے قدموں کی چاپ برابر کانوں میں پڑ رہی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کوئی پتھر کے زینہ پر سے نیچے اتر رہا ہے۔ دل نے کہا۔ مردہ فروش ہی ہے۔ پاؤں کی چاپ رفتہ رفتہ مدھم ہوتی گئی۔ حتٰے کہ ہوا کی سرسراہٹ میں جو ابھی تک بڑی تیزی سے چل رہی تھی۔ آواز بالکل سنائی نہ دیتی تھی۔ مارگریٹ کو کوئی نامعلوم خطرہ محسوس ہونے لگا۔ جو شاید اس وجہ سے تھا۔ کہ وہ خود ایک شیطان کے بس میں تھی۔ جس کی سفاکیوں کے وسائل اسکے ارادہ سے کم لامحدود نہ تھے۔

یکایک اُسے ایک چیخ۔ نہایت بھیانک چیخ سنائی دی۔ جس کی آواز زمین کے نیچے سے آکر مکان کے ہر ایک حصہ میں گونج اٹھی۔ وہ چیخ ایسی دردناک تھی۔ کہ رٹیل سینگ جیسی سخت دل اور بے رحم عورت کا زہرہ بھی آب آب ہوگیا۔

چیخ تو دوبارہ سنائی نہ دی۔ لیکن اُس کی گونج چیختی ہوئی ہوا میں ملکر بہت دیر تک رٹیل سینگ کے کانوں میں نہایت خوفناک اور بھیانک اثرات پیدا کرتی رہی۔ اس کے بعد ایسا معلوم ہوا گویا کوئی دبی زبان میں بڑی سختی سے کچھ کہہ رہا ہے۔ یہ آواز بتدریج بلند ہوتی گئی۔ اور آخر کار اُس نے پہچان لیا۔ کہ یہ مردہ فروش کی شیطانی آواز ہی کا لہجہ ہے۔

خوف کا احساس جواب تک استعجاب کی بدولت مغلوب تھا۔ انجام کار غالب آنے لگا۔ اور سیاہ لبادے۔ سیاہ نقاب۔ پر اسرار ٹوکرے۔ دردناک چیخ اور دھمکی آمیز آواز ان سب باتوں کی یاد نے رٹیل سینگ کے بدن میں کپکپی پیدا کر دی۔ دروازہ

بند کر کے وہ بڑی تیزی سے مکان کے سامنے کی طرف آگئی۔ اور عمودی زینہ کے راستہ بالاخانہ میں جا پہنچی۔

اب کپڑے اتار کر چارپائی پر لیٹ جانا صرف چند منٹ کا کام تھا۔ لیکن جو نظارہ وہ دیکھ آئی تھی۔ اور جو آوازیں اُس نے گذشتہ چند منٹ کے عرصہ میں سُنی تھیں۔ اُن کی یاد نے اس کے بدن میں رعشہ سا پیدا کر دیا تھا۔ واہمہ کا اس قدر غلبہ ہوا کہ اُسے کمرہ میں ہر طرف کسی خوفناک نقاب پوش صورت کے دکھائی دینے کا اندیشہ لگا ہوا تھا۔

واپسی کے پاؤ گھنٹہ بعد مردہ فروش بھی آگیا۔ میز پر شمع جل رہی تھی۔ دروازہ کھلا تو رٹیل سینک نے اُس کی روشنی میں ڈرتے ڈرتے اسکی طرف یہ دیکھنے کیلئے نظر ڈالی کہ وہ اسی سیاہ لباس میں ملبوس ہے؟ وہ کئی قسم کے جرائم کی عادی تھی۔ مگر صرف ایسے جرائم کی جن کا ارتکاب رُو در رُو ہو۔ مردہ فروش کی پراسرار شخصیت اُس کی پُراسرار خصلت اور اُس کی پراسرار کارروائیوں۔ نے اُسے بے حد خوف زدہ کر دیا تھا۔

اس خیال سے کہ کہیں مردہ فروش میرے اضطراب کو دیکھ کر کسی طرح کا شک نہ کرنے لگے۔ اُس نے اپنے آپ کو سویا ہوا ظاہر کیا۔ اور آخر کار جب بہت دیر کروٹیں لیتے رہنے کے بعد اُس کی آنکھ لگی۔ تو خواب میں بھی اُسے اسی قسم کی خوفناک صورتیں دکھائی دیتی رہیں۔ جنہوں نے سیاہ نقاب اور سیاہ لباس پہنے ہوئے تھے۔ اور جن کی آنکھیں نقابوں کے اندر سے خوفناک تیزی سے چمک رہی تھیں۔

چھٹا باب　　بیوہ عورت

دوسرے دن جب صبح نمودار ہوئی تو سردی کی شدت بدستور تھی۔ ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ اور رات برف بھی گر چکی تھی۔ آسمان پر بادل طوفان خیز سمندر کی طرح اُمنڈے ہوئے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سورج ہمیشہ کے لئے دُنیا سے

رخصت ہو چکا ہے - اس حالت میں اگر کوئی جاہل سوال کرتا - کہ یہ اگلی - دھندلی روشنی جس کی مدد سے لوگ کاروبار کر رہے ہیں - کہاں سے آئی ہے تو کچھ تعجب نہ ہوتا -

صدر مقام عالم کے مشرقی حصہ کی حالت نہایت افسوسناک اور افسردگی پیدا کرنیوالی تھی - دُبلی پتلی عورتیں پتلے اور چھوٹے چھوٹے شال اوڑھے پانی میں بھیگتی صبح کے کھانیکا سامان خریدتی پھرتی تھیں - شاید ان میں بہت ایسی تھیں - جو صبح کی خوراک حاصل کرنے کیلئے کوئی چیز گرو رکھنے گھر سے نکلی تھیں - نیم گرسنہ مرد جن بدنصیبوں کو کبھی پیٹ بھر کھانا نصیب نہیں ہوا - لیکن جن کو دن بھر گھوڑوں کی طرح کام کرنا پڑتا ہے - ہاں وہ تباہ حال لوگ جو اپنی افسردگی کو دور کرنے کے لئے شراب خانوں کیطرف دوڑتے اور پھر تنگ خیال برائے نام مصلحان کی ملامتوں کا نشانہ بنتے ہیں - قسمت کے رانده درگاہ لوگ جنہیں خوشحالی کا نظارہ خواب میں بھی دیکھنا نصیب نہیں ہوا - بے یار و مددگار آدمی جنہیں بیماری میں سوائے ہسپتال اور محتاجی میں سوائے ورک ہوس کے کہیں پناہ نہیں ملتی - بدقسمت - بدنصیب اور بدبخت انسان جو شب و روز اُس دن کو برا بھلا کہا کرتے ہیں - جب انھوں نے جوش شباب میں اندھے ہو کر شادی کی - اور اس شادی سے بچے پیدا ہوئے - جن کی پرورش اس خلاکت و افلاس میں اُن کے لئے وبالِ جان بنی - یہ لوگ سردی میں ٹھٹھرتے - بارش میں بھیگتے ریل نہر یا گھاٹ کیطرف اپنے اپنے کاموں پر جا رہے تھے -

۸ بجے کا وقت تھا - کہ ایک شخص کالے رنگ کا میلا سوٹ پہنے - گلے میں سفید بدنما گلوبند باندھے گلوب ٹون کے مشرقی حصہ کے ایک بازار میں جسے سمارٹ سٹریٹ کہتے ہیں - آہستہ آہستہ چلتا دکھائی دیا -

حقیقت میں اس کی عمر کوئی ۶۰ برس کے قریب ہوگی - لیکن چونکہ وہ سر اور ڈاڑھی کے بالوں میں خضاب کرتا تھا - اس لئے بظاہر ۵۰ سال کے لگ بھگ نظر آتا تھا - بشرہ سے سنجیدگی اور ایک قسم کی اہمیت نمایاں تھی - اور گو اب بارش پھر موسلا دھار شروع ہو چکی تھی - تاہم اُس نے اس سے بچنے کے لئے اپنی مقررہ چال نہ چھوڑی - اس کے سر پر ایک شکستہ حال ٹوپی تھی - جسے بچانے کے لئے اُس نے ایک پرانی سی چھتری کھول رکھی تھی - لیکن مینہ کا پانی چھتری کے کپڑے

سی چھن کر ٹوپی پر گرتا اور وہاں سے دو دھاروں کی صورت اختیار کر کے اُسکے سنجیدہ چہرہ پر بہ رہا تھا۔

سمارٹ سٹریٹ کے وسط میں پہنچکر وہ رک گیا۔ اور گھروں کے نمبروں کو بغور دیکھنے لگا۔ آخرکار اُس نے ایک کے دروازہ پر دستک دی۔

ایک عمر رسیدہ سفید پوش عورت نے دروازہ کھولا۔ سیاہ پوش نے اس سے پوچھا "کیا مسز سمتھ یہیں رہتی ہیں؟"

بیوہ عورت نے جواب دیا "میرا ہی نام سمتھ ہے"۔

اجنبی یہ جواب سنکر دروازہ کے اندر داخل ہو گیا۔ اور کہنے لگا "میڈم میں آپ سے تھوڑی دیر کے لئے گفتگو کرنا چاہتا ہوں"۔

مسز سمتھ اُسے اپنے ہمراہ بیٹھک میں لے گئی اور پھر پوچھا "آپ کس کام کیلئے آئے ہیں؟"

اجنبی نے کہا "میری آمد کا تعلق میرے پیشہ سے ہے"۔ پھر اُس نے کمرہ میں ایک افسوسناک نگاہ ڈالکر اور جیب سے ایک میلا رومال نکال کر کہا "افسوس میڈم میرے خیال میں آپ کے ہاں کسی شخص کی موت واقع ہوئی ہے"۔

مسز سمتھ اجنبی کیطرف سے اسقدر اظہار رنج و افسوس دیکھ کر کچھ حیرت زدہ ہو گئی تھی۔ اُس نے خیال کیا کہ یہ متوفی کا کوئی رشتہ دار ہوگا۔ کہنے لگی "ہاں میرے ایک کرایہ دار کا انتقال ہو گیا ہے"۔

اجنبی نے بڑی افسردگی سے سر ہلا کر اور آنکھوں کو اوپر کیطرف اٹھا کر کہا۔ "میڈم ہم سب فانی ہیں۔ کوئی کتنا ہی امیر یا غریب ہو۔ انجام سب کا ایک ہوگا اور ہر شخص کو آخر قبر میں ہی دائمی سکونت ملیگی"۔

بیوہ کے دل پر اجنبی کے ان الفاظ نے بہت اثر کیا۔ اُسے مسٹر سمتھ کی موت یاد آگئی اور اُس نے اپنی کمربند کا ایک سرا آنکھوں سے لگا کر کہا "بیشک آپ درست کہتے ہیں"۔

اجنبی کی افسردگی اس سے بظاہر اور بڑھ گئی۔ اُس نے اس انداز سے اپنا رومال چہرے پر رکھا۔ گویا بہنے والے آنسوؤں کو روکنا چاہتا ہے۔ پھر کہنے لگا "جی ہاں یہ سب کچھ بالکل درست ہے لیکن ہمیں امید کرنی چاہیئے کہ آپ کا کرایہ دار ایک بہتر سرزمین میں پہنچ چکا ہے جہاں اسے کسیطرح کی فکر نہ ہوگی اور ... اور نہ اُسے کرایہ ادا کرنے کا بار پڑیگا"۔

مسز سمتھ حیران تھی کہ اجنبی اپنی شخصیت کب تک چھپائے رکھیگا۔ بہر صورت اسے کہا "ہاں ہمیں ایسی ہی امید کرنی چاہیئے۔ لیکن کیا میں آپ سے پوچھ سکتی ہوں کہ ..."

اجنبی نے فقرہ مکمل ہونے سے پہلے ہی اس زور سے سر ہلایا کہ بارش کی بہت سی نمی کمرہ کے اسباب پر جا گری۔ پھر کہنے لگا "میڈم آپ جو چاہیں پوچھ سکتی ہیں۔ کیونکہ میں نہ صرف آپکے نام بلکہ آپکی نیکدلی۔ عزت اور عابدانہ طبیعت سے بھی واقف ہوں۔ مجھے پورا یقین ہے کہ آپکا سلوک اس غریب مرنیوالے سے" یہ فقرہ کہتے ہوئے اجنبی نے پھر افسردگی سے سر ہلایا "ویسا ہی اچھا تھا جس کی امید کسی پابند مذہب عیسائی سے ہو سکتی ہے"

مسز سمتھ نے خیال کیا کہ یہ شخص شاید اُس فرقہ کا کوئی پادری ہوگا۔ جس سے متوفی کا تعلق تھا۔ لیکن قبل اس کے کہ وہ اس بارہ میں اپنے خیالات ظاہر کرتی۔ اجنبی نے پھر ایک پند آمیز تقریر شروع کردی اور کہنے لگا "میڈم اس گھر میں اسوقت تک موت کی نشانی موجود ہونے کی وجہ سے خود ہمیں عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ اور ہمیں جاننا چاہیئے کہ ہر شخص کی زندگی کس قدر مستعار اور نقش بر آب ہے۔ ہمیں اس سے سبق حاصل کرکے زیادہ عابد اور پابند مذہب بننا چاہیئے۔ لیکن میڈم" اجنبی نے بڑے غم واندوہ کے لہجہ میں کہا "ہمیں ابھی متوفی کی لاش کے متعلق بعض ضروری حوائج پورے کرنے ہیں۔ جن کی سرانجام دہی اس طرح پر ہو سکتی ہے کہ اُس کی لاش کو مناسب احترام کیساتھ سپرد خاک کیا جائے"

مسز سمتھ نے کہا "اس بارہ میں مجھے آپ سے اتفاق رائے ہے۔ میرے خیال میں آپ متوفی کی آخری رسوم کی نگرانی کرنے آئے ہیں۔ اس صورت میں مَیں آپکی بے حد ممنونِ احسان ہوں۔ کیونکہ مجھ ایسی اکیلی عورت کے لئے یہ کام کچھ سہل نہ تھا"

اجنبی نے بڑی سنجیدگی کے لہجہ میں کہا "میڈم میرے دل میں مرنیوالے کا پورا احترام ہے۔ اور میں اس کام کو خود اپنے ذمہ لیتا ہوں" اس کے بعد اُس نے اپنی نشست سے اُٹھ کر کہا "ہاں اب میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے اُس کمرہ میں لے چلیئے۔ جہاں متوفی کی لاش پڑی ہے"

مسز سمتھ اس خیال سے کہ اجنبی کا متوفی سے کوئی ایسا رشتہ ہوگا جس کی رو سے وہ اپنے آپ کو اس درخواست کا حقدار سمجھتا ہے۔ اور رخصت ہونے سے پہلے

وہ مجھے اس رشتہ کی نوعیت سے ضرور واقف کر دے گا۔ اسلئے اُس کمرہ میں لے گئی۔ جہاں بڈھے کی لاش بستر پر پڑی تھی۔

لاش پر ایک سفید چادر ڈالی ہوئی تھی۔ اس میں شک نہیں کہ مسز سمتھ ایک غریب عورت تھی۔ مگر اُس کے گھر میں ہر ایک چیز صاف ستھری نظر آتی تھی۔

اجنبی نے بستر کے قریب جاکر بڑی سنجیدگی سے لاش سے چادر ہٹائی۔ اور اس کے بعد کہنے لگا "میڈم آپ نے اس یادگار فنا کا احترام پورے طور سے مدنظر رکھا ہے۔ افسوس غرور کے اس خاکی پتلے کا کیسا عبرت ناک انجام ہے"۔

اتنا کہہ کر اجنبی نے جیب سے ایک دو فٹہ نکالا۔ اور یہ کہتا ہوا لاش کو ناپنے لگا "میڈم اس نیکی کا اجر آپ کو ضرور ملیگا"۔

اجنبی کو لاش ناپتے دیکھ کر بھی بیوہ عورت نہ سمجھ سکی کہ اسکا مرنیوالے سے کیا تعلق ہے۔ آخر اُس سے رہا نہ گیا۔ کہنے لگی "کیا یہ شخص آپ کا دوست تھا؟"

اجنبی نے جواب دیا "کیا ہم سب بھائی اور دوست نہیں ہیں؟ ہم سب عیسائی ایک دوسرے کے بھائی ہیں اور دوست ہیں۔ ہمیں ایسا ہی بننے کی کوشش کرنی چاہیئے"۔

"لیکن کیا میں پوچھ سکتی ہوں . . ."

"میڈم آپ جو چاہیں پوچھ سکتی ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں۔ آپ جو چاہیں۔ مجھ سے پوچھیں۔ مرنیوالے سے آپ نے جو نیکیاں کی ہیں۔ میں اُن سے بیحد متاثر ہوا ہوں۔ اور چونکہ میرا پیشہ مجھے مجبور کرتا ہے کہ . . ."

زیادہ ٹال مٹول پسند نہ کر کے مسز سمتھ نے پوچھا "جناب آپ کا پیشہ کیا ہے؟"

اجنبی نے اور بھی زور سے سر ہلا کر کہا "میڈم میں کفنیا ہوں"۔

"کفنیا!" بیوہ نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اول مرتبہ اُس پر واضح ہوا کہ اُس کے لاش ناپنے کا کیا مطلب تھا۔

"جی ہاں کفنیا اور سامانِ دفن بہم پہنچانیوالا۔ میڈم میرا کام ہمیشہ کم خرچ بالانشین ہوا کرتا ہے"۔

مسز سمتھ نے کسیقدر مایوس ہو کر کہا "میں سمجھی تھی۔ تم کوئی پادری ہو"۔

"نیکدل خاتون آپ کی نیکیاں مجھے ممنونِ احسان کر رہی ہیں" کفنیے نے حسب معمول

چاپلوسی کے لہجہ میں کہا "لیکن یہ دیکھئے۔ میرے پتہ کا کارڈ موجود ہے۔ ایڈورڈ بنکس گلوب لین میں آپکے مرحوم شوہر سے پورے طور پر واقف تھا۔ اکثر ہم گرجے میں ملکر دعا پڑھا کرتے اور شراب خانہ میں ایک ہی بوتل سے جام پیا کرتے تھے"

یہ الفاظ کہتے ہوئے کفنئے نے پھر اپنا سر بڑے افسوسناک انداز سے ہلایا۔ اور رومال نکالکر آنکھوں سے لگا لیا۔ بیوہ عورت نے بھی اپنے رُبند کے سرے سے آنکھوں کو ڈھکلیا۔ مسٹر بنکس نے یہ معلوم کرکے کہ تیر نشانہ پر بیٹھا ہے۔ پھر سلسلہ تقریر شروع کیا۔ کہنے لگا "میڈم مجھ سے بڑھکر آپ کے عزیز شوہر سے کسی کی دوستی نہ تھی۔ بلند مرتبہ بیوی صاحب میں غریب طامس سمتھ کی پرستش کرتا تھا..."

بیوہ عورت نے اصلاح کے لہجہ میں کہا "اُسکا نام طامس نہیں متھیو سمتھ تھا"

کفنئے نے اضطراب کے لہجہ میں کہا "جی ہاں میں بھولا متھیو سمتھ ہی نام تھا۔ بیچارہ بڑا نیک آدمی تھا۔ افسوس! اب ہم اُسے پھر اس دنیا میں دیکھ سکینگے" اتنا کہکر مسٹر بنکس نے دو چار سرد آہیں بھریں

بیوہ عورت نے آنکھیں پونچھتے ہوئے جواب دیا "حیرت ہے کہ باوجود اس گہری دوستی کے انہوں نے کبھی تمہارا ذکر مجھ سے نہیں کیا"

کفنیا بولا "میڈم ہماری دوستی بڑی مضبوط تھی۔ ایسی مضبوط کہ اُسے فضول گفتگو کا ذریعہ نہ بنایا جاسکتا تھا۔ لیکن اب جبکہ میں اپنی شخصیت آپ پر ظاہر کرچکا ہوں۔ آپ اس متوفی کرایہ دار کے دفن کا ناگوار کام میرے حوالہ کردیں تو بہتر ہوگا"

بیوہ عورت نے ایک لمحہ تامل کیا۔ پھر کہنے لگی "بہت اچھا۔ آپ چونکہ اس کام کا تجربہ رکھتے ہیں۔ اور میں آپکے حسن اخلاق کی قائل ہوں بہتر یہی ہوگا کہ..."

"بس بس آپ زیادہ کچھ نہ فرمائیے" مسٹر بنکس نے کہا "میں اس کام کو بالکل تھوڑے داموں پر مناسب طریقہ سے سرانجام دے سکونگا۔ آپ اب اس کا بار میرے ہی ذمہ ڈال دیجئے۔ میں پادری صاحب کا انتظام بھی خود ہی کرونگا۔ اور لاش کو گلوب لین کے کسی قبرستان میں دفن کردیا جائے گا"

بیوہ نے پوچھا "آپ کسی نیک دل۔ عابد اور پابند مذہب پادری سے واقف ہیں؟"

"جی ہاں وہ بڑا حلیم۔ صوفی منش اور پارسا آدمی ہے"

مسز سمتھ نے کہا "میں آپ سے ایک خاص عنایت کی خواستگار ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ یا تو آپ کے

پادری صاحب تھوڑی دیر آکر مجھ سے مل جائیں۔ یا آپ مجھے انکا پتہ دیں۔ میں خود اُن سے مل لونگی ؟"

کفننے نے خوشامد کے لہجہ میں کہا "میڈم آپ اطمینان رکھیں۔ میں اُن پادری صاحب کو آپ ہی کی خدمت میں بھیجدوں گا۔ ہمیشہ مرد خواتین کیخدمت میں حاضر ہوا کرتے ہیں"

بعد کہنے مسز سمتھ اس آخری فقرہ سے خوش ہوگئی۔ چنانچہ اس کمرہ سے نکل کر وہ مسٹر بنکیں

غرور کے اثر میں لیگئی۔ اور وہاں اُسے سردی دور کرنے کے لئے تھوڑی سی شراب پیش کی۔

اتنا کہہ کر اس نے اس مہمان نوازی کا شکریہ ادا کیا۔ جس کے بعد دفن کے اخراجات

کا معاملہ پانچ پونڈ پر ختم ہوگیا۔ اور کفنیا وہاں سے رخصت ہوا۔ اب مسز سمتھ کو

اس بڈھے کے کفن دفن کے متعلق پورا اطمینان ہوگیا تھا۔

بیوہ کے گھر سے نکل بنکیس اُس ڈاکٹر کے ہاں گیا۔ جس نے بڈھے کی تیمار داری کی ہے

اور وہاں سے فارغ ہوکر اُس نے سارا معاملہ من وعن اپنے دوست ڈاکٹر بیام وہ فروش سے بیان کر دیا۔

ساتواں باب پادری صاحب

بنکس کے چلے جانے پر مسز سمتھ نے اس ملاقات کے نتایج پر غور کرنا شروع کیا۔ وہ اپنے دل میں کہنے لگی "یقیناً یہ بھی کوئی عجیب ہی شخص ہے۔ حیرت ہے، کہ یہ میرے شوہر سے اس قدر واقف ہے۔ اور میں اس کے نام تک سے آشنا نہیں۔ ممکن ہے۔ جیسا اس شخص نے بیان کیا ہے۔ میتھیو کو واقعہ میں شراب پینے کی عادت ہو۔ اور اس بات کو چھپانے کے لئے اُس نے مجھ سے کبھی اس شخص کا ذکر نہ کیا ہو۔ بہرصورت بنکس کی نیک نیتی میں شبہ نہیں ہے۔ جس شخص سے وہ کبھی واقف نہیں تھا۔ اُس کی لاش پر ہی اُس نے اسقدر رنج ظاہر کیا ہے۔ گویا وہ اُس کا کوئی نزدیکی رشتہ دار ہے۔ درحقیقت بنکس ایک نہایت ہی شریف اور نیک دل انسان معلوم ہوتا ہے" پھر اُس نے اپنے دل میں کہا: "گو میں آجتک یہی سنتی رہی ہوں کہ کفننے آدمی بالکل نہیں ہوتا۔ اور اسی لئے

قصابوں کو جیوری میں شریک نہیں کرتے۔ لیکن میری رائے میں کفنیوں کو قصابوں کے برابر درجہ دینا اُن کی توہین ہے۔ اگر اس پیشہ کے سب لوگ مینکس جیسے ہی ہوتے ہیں۔ تو وہ بہت اچھے واعظ ثابت ہو سکتے ہیں۔ بینکس بڑا نیک۔ پاک اور عابد آدمی ہے۔ اور اُس نے جس پادری کو بھیجنے کا وعدہ کیا ہے۔ وہ بھی یقیناً کوئی بڑا پارسا ہوگا۔ اور میں سب بات اُس کے کہنے کے مطابق ہی کرونگی۔"

باہر کسی نے دروازہ پر دستک دی۔ مسز سمتھ نے دروازہ کھولا تو بفر کی بیوی اندر داخل ہوئی اور کہنے لگی "کہو مسز سمتھ کیا حال ہے؟ سنا ہے۔ آپکے ہاں کوئی صاحب اسکے ہوئے تھے؟"

"ہاں مسٹر بینکس کفنیا آیا تھا۔"

بینکس کا نام سُنکر بفر کی بیوی مردہ فروش کی خفیہ تجویز کو کسیقدر سمجھ گئی۔ پھر کہنے لگی "مسٹر بینکس بڑا شریف آدمی ہے۔"

"کیا تم اس سے واقف ہو؟"

"جی ہاں۔ میں اس سے بہت اچھی طرح واقف ہوں۔ اُسی نے میرے دادا نانی۔ والد اور میری لنگڑی چچی کو دفن کیا تھا۔ اور ہمیشہ واجبی خرچ ہی لیتا رہا ہے۔"

مول نے یہ سب باتیں محض مسز سمتھ کو بنانے کے لئے کہدیں۔ ورنہ حقیقت میں ایک دن پہلے تک وہ بینکس کے نام سے بھی ناآشنا تھی۔

مسز سمتھ کا اس سے اطمینان ہوگیا۔ اور وہ کہنے لگی "میں خود بھی سمجھتی تھی۔ کہ یہ شخص بڑا عابد اور پارسا ہے۔"

"میرے خیال میں آپنے اس سے لاش کے دفن کی نسبت فیصلہ کر لیا ہو؟"

"ہاں کر لیا ہے۔ اور اب اس کیطرف سے ایک پادری صاحب آنیوالے ہیں۔"

ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی۔ کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اور بفر کی بیوی خود کھولنے گئی۔ دروازہ کھولتے ہی اُس کی زبان سے حیرت کا کلمہ نکلنے کو تھا کہ نووارد نے ہونٹوں پر اُنگلی رکھ کر اُسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ بفر کی بیوی نے کچھ ایسی علامت کی۔ گویا وہ مطلب سمجھ گئی ہے۔ اور پھر اُس نے آنیوالے کی ملاقات مسز سمتھ سے کرائی۔ جس کے بعد خود وہاں سے رخصت ہوگئی۔

نوواردنے ایک ماتمی سوٹ اور سفید گلوبند پہنا ہوا تھا۔ قد کا ٹھگنا اور زرد رو لیکن اُس کی آنکھیں کوئلوں کی طرح دھکتی تھیں۔ بھوؤں کے بال گھنے اور اُس کے سر کے بالکل سیاہ تھے۔

مول کے چلے جانے پر اس نے کہا "میڈم میں اس تصدیعہ کے لئے معافی چاہتا ہوں۔ میرے دوست مسٹر منکس نے ..."

بیوہ نے فقرہ ختم ہونے سے پہلے ہی کہا "میں آپ کو خوش آمدید کہتی ہوں۔ پادری صاحب تشریف رکھئے گا"

نووارد نے بڑی مسکین صورت بنا کر کہا "میں خداوند خدا کا ایک ادنیٰ غلام ہوں میرے دوست مسٹر منکس نے آپ کی بہت تعریف کی تھی۔ میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ شاید میری خدمات کسی لائق ثابت ہو سکیں"

بیوہ نے اپنی کرسی آگے سرکا کر دبی زبان میں کہا "پادری صاحب میں ایک خاص معاملہ میں آپ سے مشورہ چاہتی ہوں"

نووارد نے کہا "آپ شوق سے پوچھئے۔ میرا فرض ہے کہ آپکو نیک مشورہ دوں"

"یہ آپ کی عنایت ہے۔ امر دریافت طلب یہ ہے کہ کل صبح میرے مکان میں ایک عمر رسیدہ کرایہ دار مر گیا ہے۔ اُس کے ۴۰۰۰ پونڈ بچے پڑے ہیں۔ میرا حساب وہ غریب پائی پائی تک چکا گیا ہے۔ کسی کو اُس کے نام یا اسکی کسی دوست یا رشتہ دار کا پتہ معلوم نہیں۔ میں جاننا چاہتی ہوں کہ اُس باقی ماندہ روپیہ کا کیا کیا جائے؟"

پادری صاحب نے فرمایا "مسز سمتھ تم کوئی بڑی ہی دیانتدار عورت ہو۔ اور اس معاملہ میں تمہارا طرز عمل نہایت مناسب اور قابل تعریف ہے۔ بہت لوگ ایسے ہیں جو اس قسم کے حالات میں روپیہ خود ہی رکھ لیتے"

مسز سمتھ نے خوش ہو کر کہا "آپ یہ سنکر حیران ہونگے کہ وہ عورت جو میرے گھر میں رہتی ہے مجھے یہی مشورہ دے رہی تھی۔ لیکن میں ایسی سادہ لوح نہیں ہوں۔ کہ دوسروں کی باتوں میں آکر اپنی عاقبت خراب کروں۔ مُردہ کے مال سے کبھی کسی نے نفع نہیں اٹھایا۔ مسز ڈکس نے مجھے مشورہ دیا تھا۔ کہ آؤ ہم تم دونوں اس روپیہ کو آپس میں بانٹ لیں۔ لیکن اُس کی یہ تجویز سنکر مجھ کم غیرت زدہ یہ ہوئی تھی۔ پادری

صاحب آپ سے تو بات کیا چھپ سکتی ہے۔ در اصل مجھے اپنے ان کرایہ داروں کا چلن کچھ اچھا نظر نہیں آتا۔ گو مجھے ان سے کرایہ ہمیشہ وقت پر ہی وصول ہوتا رہا ہے مرد کو میں ہمیشہ بیکار دیکھتی ہوں۔ مگر اس کے باوجود دونوں بڑی فارغ البالی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ صبح شام شراب بھی پیتے ہیں۔ کھانا بھی اچھا کھاتے ہیں۔ میری تو سمجھ میں نہیں آتا۔ راز کیا ہے؟ مرد رات کو بہت دیر تک گھر سے باہر رہتا ہے اور عورت بھی جب شراب پی لیتی ہے۔ تو اس کی زبان بے لگام ہو جاتی ہے۔ لیکن جیسا میں کہہ چکی ہوں۔ وہ کرایہ وقت پر ادا کر دیتے ہیں۔ اور اسلئے میں چپ رہتی ہوں"

"آپ بہت اچھا کرتی ہیں۔ ان کا نام آپ نے وکس لیا ہے نا؟

"جی ہاں وکس"

"خیر میری ان سے جان پہچان تو نہیں لیکن مجھے ان کی نسبت جو کچھ حالات معلوم ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ مرد کو ۱۰ پونڈ سالانہ سرکاری وظیفہ ملتا ہے۔ آدمی عزت دار ہیں۔ ہاں ذرا صحبت پسند ہیں۔ دوستوں میں بیٹھ کر بہت وقت گذارتے ہیں"

"خیر صاحب آپ جیسا نیک دل شخص اُن کی تعریف کرے۔ تو مجھ غریب بیوہ کو تردد کی جرأت کیسے ہو سکتی ہے؟ مجھے ان سے کرایہ وقت پر مل جاتا ہے۔ اور اس سے زیادہ میں کسی جھگڑے میں پڑنا پسند نہیں کرتی۔ لیکن ہاں گفتگو یہ ہے۔ کہ میرے ہاں جو بڈھا کرایہ دار رہا کرتا تھا۔ وہ مر گیا ہے۔ اور اس کی کچھ نقدی میرے پاس جمع ہے۔ کوئی اسکا رشتہ دار نہیں جسے دیدی جائے۔ پھر اب اس بارہ میں مجھے کیا کرنا چاہیے؟"

"کلیسا کا قانون تو صرف دو باتوں کی اجازت دیتا ہے۔ یا تو روپیہ سرکاری خزانہ میں داخل کر دیا جائے۔ یا اُسے مردہ کے ساتھ دفن کر دیں"

"بھلا اگر میں اُسے خزانہ میں داخل کرنا چاہوں؟"

"کرا دیجئے۔ اسکے بعد اگر متوفی کا کوئی رشتہ دار نمودار ہوا۔ اور اس نے اپنے آپ کو روپیہ کا حقدار ظاہر کیا۔ تو وہ روپیہ اُسے مل نہ سکیگا"

"اگر بعد میں کوئی رشتہ دار اس روپیہ کا طلبگار ہوا تو؟"

"روپیہ تو اُسے مل جائیگا۔ لیکن ایک پونڈ کی وصولی کیلئے دو پونڈ اور خرچ کرنے پڑینگے"

بیوہ عورت گھبرا کر کہنے لگی "اس صورت میں تو بہتر یہی ہوگا۔ کہ روپیہ متوفی کے

تابوت میں رکھ دیا جائے۔"

پادری صاحب نے فرمایا۔" بیشک اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں۔ مسز سمتھ! زندگی میں روپیہ سے دست بردار ہو کر تم عاقبت میں اپنے لئے ایک نادر خزانہ تیار کر رہی ہو۔"

"جی یہ آپ کی عنایت ہے جو ایسا کہتے ہیں۔ میں آپ ہی کے کہنے پر چلونگی۔ اور روپیہ مرنیوالے کے تابوت میں رکھدوں گی۔"

پادری صاحب نے موثر لہجہ میں کہا" اور سوائے مسٹر ہنکیس کے اس کا ذکر بھی کسی سے نہ کیجیئے گا۔"

بیوہ نے بڑی آہستگی کے لہجہ میں پوچھا" آپ کے خیال میں ایسا کرنے سے شاید متوفی کی قبر کی بے حرمتی کیجائیگی؟ پادری صاحب آپ کی رائے میں اب بھی ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو مُردوں کی قبریں کھودتے ہیں؟"

پادری صاحب قہقہہ لگا کر کہنے لگے" نہیں نہیں! سوسائٹی اب ایسے لوگوں کے وجود سے پاک ہو گئی ہے۔"

"تو پھر یہ جراح لوگ لاشیں کہاں سے حاصل کرتے ہیں؟"

"جیلخانوں۔ اسپتالوں۔ ورک ہوس وغیرہ سے۔"

"اچھا تو کیا اُن لوگوں کی لاشیں بھی جراحوں کے حوالہ کر دی جاتی ہیں۔ جو ورک ہوس میں مرتے ہیں؟"

ہاں مگر جراح اُنھیں بہت کم پسند کرتے ہیں۔ کیونکہ اُن کے بدن میں سوائے پوست اور استخوان کے اور کچھ نہیں ہوتا۔"

بیوہ کی آنکھوں سے آنسو کا ایک قطرہ بہ نکلا۔ اسکو پونچھتے ہوئے اس نے کہا "خدا ہر شخص کو آفات سے بچائے۔ لیکن یہ کسقدر افسوسناک امر ہے کہ ایک شخص کو عمر بھر ٹیکس ادا کرنیکے بعد اپنی زندگی کا خاتمہ کسی ورک ہوس میں کرنا پڑے اور مرکر بھی اُس کی لاش کو چین نصیب نہو۔"

پادری صاحب نے فرمایا" میڈم زمانہ کی حالت عجب پلٹا کھا رہی ہے۔ لیکن جو لوگ نیکی کو اپنا شعار رکھتے ہیں۔ وہ خدا کے خاص بندے سمجھے جاتے ہیں۔ خداوند انہیں آپ محفوظ رکھتا ہے۔"

اتنا کہکر وہ رخصت ہونے کی غرض سے اُٹھے۔ بیوہ اُنہیں دروازہ تک چھوڑنے کی غرض سے ساتھ گئی۔ اور کہنے لگی میں امید کرتی ہوں۔ مسٹر جنکس نے آپ سے کہدیا ہوگا کہ متوفی کا جنازہ آپ ہی پڑھایئے گا۔

پادری صاحب نے اس کا جواب اثبات میں دیا۔ اور پھر وہاں سے چلے آئے۔ ان کی باتوں سے مسز سمتھ کے دل پر سے ایک بہت بڑا بوجھ اٹھ گیا۔ اور اب اس نے متوفی کے روپیہ کے متعلق پادری صاحب کی ہدایات پر لفظ بہ لفظ عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

اس اثنا میں رٹیل سینک اُس پر اسرار مکان میں تنہا رہ گئی تھی۔ جس میں وہ شب گذشتہ کو خون منجمد کرنیوالے بعض نظارے دیکھ چکی تھی۔

مسٹر جنکس کی آمد کے بعد جب مردہ فروش گھر سے نکلا۔ تو اُس نے اپنا معمولی لباس اتارکر سیاہ سوٹ پہن لیا تھا۔ اور جلدی میں اُن چیزوں کو جو اُس کے پرانے کوٹ کی جیبوں میں تھیں۔ نئے لباس میں منتقل کرنا بھی بھول گیا تھا۔ مردہ فروش کے گھر سے نکلتے ہی رٹیل سینک نے اُس کے کپڑوں کی تلاشی لینا شروع کر دیا۔

ایک جیب میں کچھ میلے کاغذ اور بعض پرانی چھٹیاں تھیں۔ اُنہیں اُس نے اسی حالت میں پڑا رہنے دیا۔ میلے سے بٹوے میں تین چار مہریں تھیں۔ اُن کو بھی نہ چھیڑا اُسے سب سے زیادہ تلاش کنجیوں کے گچھے کی تھی۔ اس کو حاصل کر کے وہ جھٹ مکان سے نیچے اُتری۔ اور تنگ گلی کیطرف جاکر نچلی منزل کا دروازہ ان کنجیوں کی مدد سے کھولنا چاہا۔ آخر ایک کنجی ٹھیک بیٹھی اور قفل کھل گیا۔

جس وقت رٹیل سینک نے مکان کے اندر قدم رکھا۔ اور احتیاطاً باہر کا دروازہ بند کر دیا۔ تو اُس کا دل بڑے زور سے دھڑک رہا تھا۔ سب سے پہلے اس نے سامنے کمرہ میں نظر ڈالی۔ اُس دھندلی روشنی میں جو روشندان کے ذریعہ اُس کے اندر داخل ہو رہی تھی۔ اُسے جابجا اسی قسم کے اوزار نظر آئے۔ جن سے مردہ فروش کام لیا کرتا تھا۔ یعنی اس قسم کی آہنی سلاخیں جن کی مدد سے قبر کی گہرائی معلوم کی جاتی ہے۔ خار بانس جن سے لاشوں کو گڑھے میں سے کھینچا جاتا ہے۔ آرے پھاوڑے۔ کدالیں۔ رسیاں۔ چابیوں کے گچھے وغیرہ۔

یہاں سے ہٹ کر رٹیل سینک دوسرے کمرے میں داخل ہوئی۔ جو نسبتاً تنگ بُمدار اور نہائت خراب حالت میں تھا۔ دیواروں میں لونی لگی ہوئی تھی۔ پلستر کئی جگہ سے جھڑ چکا تھا۔ عام حالت ظاہر کرتی تھی۔ کہ اس میں کسی کو آباد ہوئے برسوں گذر گئے ہیں۔

کمرہ کے وسط میں صرف ایک میز۔ ایک کرسی اور کونے میں ایک کباٹ رکھا تھا میز پر وہ نقاب اور کرسی پر وہی لبادہ پڑا تھا۔ جس میں ملبوس ہو کر مردہ فروش شب گذشتہ کو کسی نامعلوم کام کی سر انجام دہی کو روانہ ہوا تھا۔ ٹوکرہ جس میں اُس وقت اُس نے بعض آلات رکھے تھے۔ اور جو اس قسم کا تھا جس میں نوکر بازار سے سبزی لاتے ہیں۔ فرش پر پڑا تھا۔ یہ سب چیزیں بند روشندان کی دھندلی روشنی میں نظر آرہی تھیں۔

کباٹ کا دروازہ بند تھا۔ لیکن رٹیل سینک نے اُن چابیوں میں سے جو اُس کے پاس تھیں۔ ایک کی مدد سے اُسے کھول لیا۔ مگر اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ جب اُس نے دیکھا کہ وہ بالکل خالی تھا۔

ادھر سے مایوس ہو کر اب وہ اُس خفیہ راستہ کو تلاش کرنے لگی۔ جس سے گذر کر مردہ فروش کسی نامعلوم سمت میں چلا گیا تھا۔ اُسے یقین تھا کہ وہ زینہ سے اُتر کر کسی تہ خانہ میں داخل ہوا تھا۔ اور جو ہولناک چیخ اُس نے شب گذشتہ کو سنی تھی۔ وہ کسی زیادہ گہرے مقام سے آئی تھی۔

مگر باوجود ہر قسم کی کوشش کے وہ اس بھید کو معلوم کرنے سے قاصر رہی۔ ساتھ ہی اندیشہ لگا ہوا تھا۔ کہیں مردہ فروش جلد لوٹ کر نہ آجائے۔ اس لئے آخرکار وہ با دلِ مایوس اس حصہ مکان سے نکلی۔ اور باہر والے دروازہ کو باحتیاط مقفل کر کے بالائی منزل پر پہنچ گئی۔ پھر اُس نے چابیوں کا گچھا بدستور مردہ فروش کے کوٹ کی جیب میں رکھدیا۔

اس کے بہت دیر بعد مردہ فروش باہر سے واپس آیا تو اُس نے اسے گھر کے کام میں مصروف پایا۔ اور کسی علامت سے بھی جو کچھ اُس کی غیر حاضری میں ہو چکا تھا اُس کا اسے شبہ تک پیدا نہ ہوا۔

مردہ فروش نے سیاہ کوٹ اتار کر رکھدیا۔ اور اپنا اصلی لباس پہنتے ہوئے کہنے لگا " اس کام سے تو نپٹ لیا۔ میں نے پادری صاحب کا پارٹ بہت اچھی طرح ادا کیا ہے۔ اور یقین ہے کہ اب وہ بیوقوف بڑھیا ضرور اُس روپیہ کو لاش کے تابوت میں ہی رکھدے گی۔ اب مجھے چچیرڈ کو خط لکھنا ہے۔ اُسے تم نے خود ڈاک میں ڈالنا۔ پھر شام تک میں فارغ ہوں۔ ہاں شام کو رچرڈ مارکھم سے بھگتنا ہے "۔

یہ آخری فقرہ کہتے ہوئے مردہ فروش نے نہائت بھیانک صورت اختیار کر لی۔

آٹھواں باب

اُمید و بیم

واقعات کا سلسلہ ملانے کے لئے ہم اپنے ناظرین کو مارکھم ملیس کی طرف لے چلتے ہیں۔

جس وقت رچرڈ نے بفر کی زبانی اپنے کتب خانہ میں اپنے عدم پتہ بھائی کے متعلق یہ خبر سنی۔ کہ وہ اس سے ملنے کے لئے بیقرار ہے۔ تو اس کے اضطراب کا ٹھکانہ نہ رہا۔ بفر کو باورچی خانہ میں بھیجکر وہ خود اُس بیٹھک میں گیا۔ جہاں ایلن اور مسٹر منرو بیٹھے تھے۔

رچرڈ کو زمانہ گذشتہ کے آلام و تفکرات قطعاً فراموش ہو چکے تھے۔ اور تھیٹر کا ناگوار واقعہ بھی اب اُسے یاد نہ رہا تھا۔ بحالیکہ وہ ایک ایسا واقعہ تھا۔ جس نے نہ صرف اُس کی اپنی عزت و آبرو پر پانی پھیر دیا۔ بلکہ ایلن کو بھی اس کی بدولت اس طرز معاش کو خیرباد کہنا پڑا۔ جس میں اُس نے اس قدر شہرت حاصل کر لی تھی۔ اب اُس کے دل میں صرف ایک خیال موجزن تھا۔ یعنی اپنے بھائی سے ملنے کا۔ اُسے دیکھنے اور ایک بار بغلگیر ہونے کی امید باقی سب معاملات کو پس انداز کرنے پر مجبور کر رہی تھی۔

اُس کے زرد رخساروں پر سرخی کی جھلک پیدا ہو چکی تھی۔ اور اُس کی آنکھیں تیز روشنی سے چمک رہی تھیں۔ اُس کمرہ میں جہاں ایلن اور اُس کا باپ بیٹھے

تھے۔ بے تحاشا داخل ہوتے ہوئے رچرڈ نے کہا " یوجین ... میرا بھائی واپس آگیا ہے "

ایلین کے چہرہ پر زردی چھا گئی۔ اور وہ گھبرا کر کہنے لگی " تمہارا بھائی "

مسٹر منرو نے گہری دلچسپی کے لہجہ میں پوچھا " یوجین ؟ "

خوشی اور اشتیاق نے رچرڈ کی آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔ اُس نے نہیں دیکھا۔ کہ میرے الفاظ کا ایلین پر کیا اثر ہوا ہے۔ اور وہ اس قدر سناٹے میں آگئی ہے۔ کہ کسی ایسے شخص کی طرح جس کے بدن میں رعشہ ہو۔ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتی۔ اپنی دھن میں غرق اور نشہ شوق میں مخمور ہو کر اُس نے کہا " یوجین لندن میں ہے۔ ہاں ... یوجین ... لندن میں ہے۔ ابھی ایک شخص اُس کی طرف سے پیغام لایا تھا میں کل شام اپنے عزیز بھائی سے ملونگا "

" کل شام " مسٹر منرو نے پوچھا " بھلا آج ہی کیوں نہیں ؟ "

" افسوس! میرا بھائی کسی مشکل میں پھنسا ہوا ہے اور اپنے آبائی مکان میں آنے سے شرماتا ہے۔ مجھے معلوم نہیں۔ وہ کن مشکلات میں مبتلا ہے۔ بہر صورت اسے میری امداد کی ضرورت ہے "

مسٹر منرو نے اور بھی حیرت زدہ ہو کر پوچھا " آپ اُس سے کہاں ملینگے ؟ "

" لندن کے انتہائی مشرقی حصہ میں نہر کے کنارہ ٹوگ فالی کے قریب "

" کس وقت ؟ "

" کل رات دس بجے "

ایلین اب بہت کچھ سنبھل چکی تھی۔ اُس نے پوچھا " تم اُس شخص کو جانتے ہو۔ جو پیغام لایا ہے۔ یا وہ تمہارے بھائی کا کوئی دستخطی رقعہ لے کر آیا تھا ؟ "

" نہیں میں اُس شخص سے تو واقف نہیں ہوں۔ نہ وہ کوئی خط لایا ہے۔ لیکن تم سمجھ سکتی ہو کہ کسی کو مجھے اس طرح دھوکہ دینے سے کیا حاصل ہے ؟ "

ایلین نے پُر زور لہجہ میں کہا " مجھے پورا یقین ہے کہ تم سراسر دھوکہ ہے "

شبہ کی اس خفیف سی جھلک نے مارکھم کی امیدوں پر ہلکا سا سایہ ڈالنا چاہا تھا لیکن اُس نے جلدی ہی اضطراب کے لہجہ میں کہا " نہیں نہیں ... ایسا ہونا غیر ممکن

ہے"۔ باوجود اس کے اُس نے کسی نامعلوم وجہ سے بزور گھنٹی بجائی۔ ویننگٹن فوراً حاضر ہو گیا۔ رچرڈ نے اُس سے مخاطب ہو کر کہا "جس شخص کو میں نے ابھی نیچے بھیجا ہے۔ وہ کہتا تھا کہ آپ کا بھائی ان دنوں لندن میں ہے"۔

عمر رسیدہ نوکر پر اس فقرہ نے اسقدر اثر کیا۔ کہ وہ اپنی ماتحتی کی حالت کو بھول کر خوشی سے ناچنے لگا اور بولا "آپ کیا کہتے ہیں؟ ماسٹر یوجین لندن میں!"

"ہاں اور تم یہ سنکر اور بھی خوش ہو گے۔ کہ کل اُس نے مجھ سے شہر کے ایک ویران حصہ میں ملنے کا وعدہ بھی کیا ہے۔ چونکہ یہ بات کسیقدر مشتبہ اور عجیب ہے ... کم از کم مسٹر منرو کا یہ خیال ہے کہ ..."

ایلین نے اُسی پُر زور لہجہ میں دوبارہ کہا "رچرڈ کم از کم میں اس بارہ میں خیال ہی نہیں بلکہ یقین رکھتی ہوں"۔

مارکھم نے ان لفظوں کی پروا نہ کرتے ہوئے کہا "بہر صورت ویننگٹن تم ابھی باورچیخانہ میں جا کر اُس شخص سے گفتگو کرو۔ اور پھر مجھے اپنی رائے سے اطلاع دینا"۔

ملازم اشارہ پا کر چلا گیا۔ اور مارکھم بڑے اضطراب سے کمرہ میں ٹہلنے لگا چند منٹ کے بعد اُس نے کہا "میری سمجھ میں نہیں آتا۔ ایسا کون ہو گا۔ جو مجھے اس معاملہ میں کسی قسم کا دھوکہ دینے کی کوشش کرے۔ اور پھر اس میں کسی کا کیا فائدہ ہو؟ علاوہ ازیں اُس شخص نے پہاڑی پر ہم دونوں بھائیوں کے جدا ہونے کے واقعہ کا حوالہ دیا تھا۔ یہ واقعہ اُس نے اپنے بیان کی تصدیق میں پیش کیا تھا۔ اور اس سے مجھے ذرا بھی شبہ نہیں رہا کہ وہ یوجین کا بھیجا ہوا آیا تھا"۔

ایلین بولی "اس واقعہ سے بہت لوگ واقف ہیں۔ پہاڑی کے دو درختوں کے قریب ۱۰ر جولائی ۱۸۴۳ء کی ملاقات کے واقعہ سے نواحی علاقہ کا ایک شخص بھی ناواقف نہیں!"

مارکھم کہنے لگا "بیشک تم سچ کہتی ہو۔ اس واقعہ کا ذکر بجائے خود کچھ اہمیت نہیں رکھتا۔ لیکن ممکن ہے۔ میرے بھائی نے صرف اتنا اشارہ ہی کافی سمجھا ہو۔ ممکن ہے۔ یوجین بے خبر ہو کہ دنیا میں بے شمار دغا بازوں کی مکاریوں نے لوگوں کو بہت کچھ شکی بنا دیا ہے"۔

ایلین نے کسیقدر اصرار کیا "بے شک یوجین ہی اپنے کسی طریق ... اسی

قدر واقف ہے جس قدر کہ تم ہو - اور میرا خیال ہے کہ اگر وہ کسی اجنبی کی معرفت اس قسم کا پیغام بھیجتا - تو اُس کی تصدیق کے لئے کوئی اور یقینی نشانی ضرور روانہ کرتا۔"

مارکھم کہنے لگا "ایلین تم بڑی سمجھدار عورت ہو - لیکن بخدا یہ دل جو ہر قسم کی آفات وصدمات سے زخمی ہو چکا ہے - اس خوشگوار امید کو جو چند منٹ پہلے اس کے اندر پیدا ہوئی تھی - اس آسانی سے ہاتھ سے دینا نہیں چاہتا۔"

ایلین نے جواب دیا "میں جو کچھ کہتی ہوں - اس میں سراسر تمہارا فایدہ پیش نظر ہے - مجھے پورا یقین ہے - کہ اگر تمہارا بھائی اس شخص کے ہاتھ پیغام روانہ کرتا تو وہ زبانی نہیں بلکہ تحریری ہوتا۔"

رچرڈ نے پوچھا "مسٹر منرو - آپ اس بارہ میں کیا کہتے ہیں ؟"

بڈھے نے جواب دیا "میری حالت اس وقت دو کشتیوں کے ملاح کی سی ہے حیران ہوں کہ آپ کی حوصلہ افزائی کروں یا ایلین کے دلائل پر زور دوں"

اتنے میں ڈنگشن دوبارہ کمرہ میں داخل ہوا - اور کہنے لگا "جناب وہ آدمی تو اب چلا گیا - مگر اُس کی باتوں سے مجھے یقین ہو چکا ہے - کہ اس معاملہ میں دغا کو کسیطرح کا دخل نہیں"۔

"تم نے اُس سے اچھی طرح سوالات پوچھے ؟"

"جی ہاں - بہت اچھی طرح سے - اگر اُس کے بیان میں ذرا بھی جھوٹ ہوتا - تو میں بہت جلد معلوم کر لیتا"۔

"اس نے تمہارے سوالوں کا جواب دیانتداری سے دیا ؟"

"جی ہاں - پوری دیانتداری سے - میرے خیال میں وہ کوئی شریف ، سادگی پسند اور نیک طینت شخص ہے"۔

رچرڈ نے کہا "تب فیصلہ اس پر ہے کہ میں ضرور جائے معینہ پر پہنچوں - کون کہہ سکتا ہے کہ میرا غریب بھائی کس آفت میں مبتلا ہے ؟ کسے معلوم ہے کہ اُس نے اس قسم کی پراسرار ملاقات کا فیصلہ کس لئے کیا ہے - یہ میری سعادت سے بعید ہوگا کہ میں فرض میں شبہ کو حائل ہونے دوں - اگر اس وقت میری ذراسی غفلت سے یوجین کو کوئی سانحہ پیش آیا - تو میں اپنے آپکو کس قدر بدنصیب اور ملعون سمجھوں گا - لیکن

نہیں۔ بیں وہ موقعہ ہی پیش آنے نہ دونگا۔ بیں کل شام کو وقت مقررہ پر ضرور اُس جگہ پہنچ جاؤنگا۔ پھر جو ہوگا۔ دیکھا جائیگا"۔

وٹنگٹن یہ حالت دیکھ کر واپس چلا گیا۔ اور اُس کے چلے جانے پر ایلین نے پھر ایک بار رچرڈ کو اس کے ارادہ سے باز رکھنے کی کوشش شروع کی۔

اُس نے بڑی سنجیدگی کے لہجہ میں ایسے طریق پر گویا جو کچھ کہہ رہی ہے۔ اُس کی نسبت اُسے یقین کامل حاصل ہے۔ کہا "رچرڈ خدا کے لئے اپنی جان خطرہ میں نہ ڈالو ذرا غور کرو کہ آدھی رات کے وقت تمہارا تن تنہا اس خطرناک مقام پر جانا کیا معنی رکھتا ہے۔ یاد رکھو کہ یہ کام اندیشہ سے خالی نہیں۔ دشمن تمہاری گھات میں لگے ہوئے ہیں۔ برڈکیج واک کا واقعہ جس میں تم بال بال بچے تھے۔ غالباً ابھی تک بھولا نہ ہوگا ذرا سوچو کہ وہی ایک موقعہ ایسا نہ تھا۔ جس میں تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کی گئی تھی"۔

مارکھم کہنے لگا "ایلن میں تمہارا مطلب سمجھ گیا۔ اور اس توجہ کے لئے جو تم میرے معاملات پر دے رہی ہو۔ میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ لیکن یقین جانو کم از کم اس معاملہ میں مردہ فروش کا ہاتھ نہیں ہے۔ میرا دل کہہ رہا ہے کہ معاملہ بالکل سیدھا اور صاف ہے"۔

مارکھم نے یہ الفاظ ایسے پیرایہ میں کہے تھے کہ اُن کے بعد کسی بحث یا تفہیم کی گنجائش باقی نہ رہی تھی۔ ناچار ایلن اپنی کرسی پر لیٹ گئی۔ اُس کا دماغ صدہا قسم کے تفکرات کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ آخرکار وہ اُسی حالت میں اُٹھ کر اپنے کمرہ میں چلی گئی۔ اور کسیقدر بلند آواز میں اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہنے لگی "میں کس طرح رچرڈ مارکھم کو اُس کی غلطی سے آگاہ کروں؟ ڈرتی ہوں۔ کہیں پھر دشمن اُس پر وار نہ کرے۔ مجھے اندیشہ ہے۔ اس معاملہ میں اُسے کوئی جانی خطرہ پیش نہ آئے۔ افسوس کہ اس زمانہ تہذیب میں بھی کس قدر سازشیں۔ کس قدر عیاریاں اور کس قدر بدمعاشیاں ہو رہی ہیں۔ مگر سب سے اہم سوال اُسے خبردار کرنے کا ہے۔ میں کیونکر اُسے اس غلطی سے آگاہ کروں؟ افسوس کہ یہ کام ناممکن نظر آتا ہے۔ سوا اس صورت کے کہ . . ."

اس نے کچھ سوچا۔ مگر جلد ہی بے صبری سے سر ہلا کر کہنے لگی "نہیں یہ سراسر دیوانگی ہوگی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی سوال یہ ہے کہ کیا کیا جائے؟ وہ اندھا دھند ایک صریح خطرہ میں گر رہا ہے۔ اور میرا دل گواہی دیتا ہے۔ کہ اس سارے معاملہ کی تہ میں وہی شیطان بصورت انسان ہے۔ جس کے وار سے وہ ایک بار حسن اتفاق سے بچ گیا تھا۔ اور جس نے تھیٹر میں اُس سے انتقام لینے کا عہد کیا تھا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اس کی سازش کا دائرہ کس قدر وسیع ہے؟ کوئی تعجب نہیں کہ اس پر اسرار ملاقات کا نتیجہ قتل ہو۔ کس کا قتل؟" یہ فقرہ کہتے ہوئے ایلین کے بدن میں ایک طرح کی کپکپی سی پیدا ہو گئی "میرے محسن کا۔ اس فیاض بخش نوجوان کا جس نے اس وقت مجھے پناہ دی۔ جب ساری دنیا مجھ سے دور بھاگ کھڑی ہوئی تھی۔ نہیں۔ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ میں جو کچھ جانتی ہوں۔ وہ اُس کے آگے ظاہر تو نہیں کر سکتی۔ مگر اُس کی جان بچانے کے لیے کچھ نہ کچھ ضرور کر سکتی ہوں۔"

باوجود ان ناخوشگوار تفکرات کے ایک ہلکی سی مسکراہٹ اُس کے لبوں پر نمودار ہوئی۔ اس لیے کہ ایک عجیب و غریب خیال اُس کے دماغ میں پیدا ہو چکا تھا اس نے زیادہ تامل کے بغیر قلم ہاتھ میں لیکر چند سطور لکھیں۔ لفافہ پر مہر لگائی۔ اور پھر گھنٹی بجائی۔ چند منٹ کے عرصہ میں میرین کمرہ میں داخل ہوئی۔

ایلین نے کہا "میری وفادار سہیلی۔ میں تمہاری نیکی کی ایک اور آزمائش کیا چاہتی ہوں۔ مگر سر دست مجھ سے یہ نہ پوچھنا۔ کہ جو کچھ میں تم سے کہوں۔ اس سے مدعا کیا ہے۔ اس کی حقیقت ایک دو روز میں خود بخود تمہیں معلوم ہو جائیگی۔"

میرین کہنے لگی "آپ بلا تامل حکم دیجئے۔ میں ہر ایک کام کے لیے بشوق سے آمادہ ہوں۔"

ایلین نے کہا "شام کو کسی بہانہ سے دو تین گھنٹہ کے لیے باہر چلے جانا۔ اُس وقت سب سے پہلے تو تم نے مسٹر گرین وڈ کے گھر جانا . . . "

"گرین وڈ کے گھر؟" میرین نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا۔

"ہاں۔ مگر تمہیں گرین وڈ سے کوئی کام نہیں۔ جہاں تک ہو سکے۔ اُس سے اس معاملہ کا ذکر بھی نہ کرنا۔ اور یہ رقعہ جو میں تمہیں دیتی ہوں۔ اس کے مطابق

نوکر فلیپو کو دے دیتا۔ تم نے شاید فلیپو کو کبھی دیکھا نہیں۔ کیونکہ وہ مسٹر گرین وڈ کے ہاں انہی دنوں ملازم ہوا ہے۔ لیکن امید ہے کہ تم اُسے بآسانی شناخت کر لوگی لانبے قد کا سانولا سا جوان ہے۔ بال سیاہ اور گھونگر والے ہیں۔ اُس کی انگریزی گفتگو میں زوردار غیر ملکی لہجہ پایا جاتا ہے"۔

میری نے کہا" بس اس قدر حلیہ کافی ہے۔ میں اسے شناخت کرلوں گی"۔

ایلین کہنے لگی "یہ رقعہ اُس کے اور صرف اسی کے حوالہ کرنا۔ دیکھنا کوئی غلطی نہ ہو۔ اگر اتفاقاً مسٹر گرین وڈ مل جائے۔ تو اُسے یہ کہدینا کہ مس سنڈرو کیطرف سے یہ اطلاع دینے آئی ہوں کہ آپ کا بچہ بہت اچھی حالت میں ہے۔ میرے خیال میں یہ ایک معقول عذر ہوگا۔ اگر کوئی اور بات پیش آئے۔ تو اُسے میں تمہاری دور اندیشی پر چھوڑتی ہوں۔ لیکن میں پھر تاکید کرتی ہوں۔ کہ جس طرح ہوسکے۔ فلیپو سے ضرور ملنا"۔

میری نے جوابدیا" میں آپکے احکام کی پورے طور پر تعمیل کرنیکی کوشش کرونگی"۔

ایلین نے اطمینان دلانے کے لئے کہا" میری جب تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ میں نے کس کام میں تم سے مدد حاصل کی ہے۔ تو تم یقیناً اس بات سے خوش ہوگی۔ کہ تم نے اس میں حصہ لیا"۔

میری کہنے لگی" آپ اطمینان رکھئے۔ مجھے آپ کی دوراندیشی پر کامل اعتماد ہے۔ آپ نے ان دنوں میں بچہ کو دیکھا ہے"؟

ایلین نے جواب دیا" ہاں میں نے اُسے کل دیکھا تھا۔ میں مسٹر ونٹ ورتھ کے مکان پر گئی تو دیکھا تھا۔ کہ ان کی بیوی ننھے رچرڈ کو دودھ پلا رہی تھی۔ میں نے اسے گود میں لیکر پیار کیا۔ مگر افسوس کہ وہ میری گود میں آکر رونے لگ گیا۔ بیشک وہ مجھے نہیں پہچانتا۔ وہ غریب کسی اور کو اپنی ماں سمجھیگا۔ میری اسوقت اس خیال نے میرے دل پر برچھی کا کام کیا"۔

میری نے دلاسہ دیتے ہوئے کہا" مس! آپ اداس نہ ہوں۔ اب بہت جلد اچھے دن آنیوالے ہیں"۔

ایلین زوردار لہجہ میں کہنے لگی" میری اچھے یا برے دنوں کی پروا نہیں۔ مگر یہ

رکھو۔ وہ دن کبھی نہ آئیگا۔ جب میں اس بچہ کو دنیا کے روبرو اپنا ظاہر کروں۔ اور اس کے باپ کا نام آزادی سے نہ لے سکوں۔"

نواں باب زنانہ ہمت

کسی زمانہ میں ہولی ویل سٹریٹ پرانے پارچات کی دوکانوں اور فحش کتابوں اور تصویروں کی فروخت کیلئے مشہور تھا۔ مگراب حالت بہت کچھ روبہ اصلاح ہو چکی ہے۔ اکثر دوکانیں معزز تاجروں کے قبضہ میں آگئی ہیں۔ جو دوچار دوکاندار فحش سامان فروخت کرنیوالے ابتک باقی ہیں۔ وہ بھی ان کی نمائش کی جرأت نہیں کرسکتے۔

شام کے ساڑھے سات کا وقت تھا۔ کہ ایلین منرو سادی پوشاک پہنے ایک لمبا سا لبادہ لپیٹے ہولی ویل سٹریٹ میں داخل ہوئی۔ اُس کا چہرہ زرد تھا۔ مگر اس پر استقلال اور مستعدی کے آثار نمودار تھے۔

وہ بازار کے مغربی سرے سے چلکر مشرق کیطرف قدم اٹھائی اور پُرانے پارچات کی دوکانوں کیطرف بغور دیکھتی گئی۔ آخرکار وہ ایک دوکان کے آگے ٹھہری جس کی مالکہ کوئی سُرخ بالوں والی یہودن تھی۔ سامنے کسی قسم کے مردانہ کپڑے لٹک رہے تھے۔ ایلین رک گئی۔ اور بظاہر متامل نظر آنے لگی۔ یہودن نے گفتگو چھیڑنے کی غرض سے پوچھا " میڈم آپ کچھ بیچنا چاہتی ہیں یا خریدنا؟"

ایلین نے اسکا کچھ جواب نہ دیا۔ اور حوصلہ کرکے دوکان میں داخل ہوگئی۔ پھر کہنے لگی " میں اپنے لیئے پورا مردانہ لباس خریدا چاہتی ہوں۔ بہت جلد نکال دو۔ قیمت کا مضائقہ نہیں۔"

یہودن کو یہ آخری فقرہ بہت پسند آیا۔ اُس نے الماری کھول کر بیسیوں کوٹ واسکٹیں اور پتلونیں ایلین کے آگے بچھادیں۔ وہ خود اس قدر مضطرب تھی۔ کہ اُن میں سے کسی کا انتخاب نہ کرسکی۔ کہنے لگی " تم خود ہی کوئی اچھا سا لباس چن دو۔ اور میں اُسے کسی الگ کمرہ میں پہن کر دیکھونگی۔"

یہودن نے ایک سوٹ اپنے پسند کا ایلین کے سپرد کیا۔ وہ اُسے لے کر

یہودن کے ساتھ بالائی منزل پر چلی گئی۔ ان کپڑوں کو پہنتے ہوئے ایلن نے کہا۔

"اب تم مجھے ایک مردانہ ٹوپی اور بوٹ لادو۔ میں پورا مردانہ بھیس بدلنا چاہتی ہوں کیونکہ ایک جگہ سوانگ میں شریک ہونا ہے"۔

یہودن نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ کیونکہ اُسے کسی کے پرائیوٹ معاملات سے چنداں سروکار نہ تھا۔ اُس نے باقی دونوں چیزیں بھی مہیا کردیں۔ اور آپ نیچے چلی آئی۔

ایلن نے بڑی احتیاط سے بھیس بدلا۔ اور چند منٹ کے عرصہ میں وہ حسینہ ایک جوانِ رعنا بن گئی۔ اُس کے نازک پاؤں اور خوشنما ٹخنے اب بھاری بوٹ میں بند ہوگئے۔ وہ ٹانگیں جو بوقت رقص ایک حیرت خیز نظارہ پیش کرتی تھیں۔ مردانہ پتلون کی قید میں آچکی تھیں۔ اُس شاندار سینہ کو ایک بھدی سی قمیص اور پرانی ریشمی واسکٹ نے چھپالیا تھا۔ ہنس راج کی ایسی لمبی گردن اور سنگ مرمر جیسا سفید گلا ایک کالر اور سیاہ گلوبند میں لپٹا ہوا تھا۔ اور ایک کھلے فراخ کوٹ نے اس بے عیب سڈول بدن کو چھپالیا تھا۔ جس کی ہر ایک ادا پر سیکڑوں جانیں نثار ہوتی تھیں۔ ایلن نے بالوں کو بھی ایسے طریق پر باندھ لیا۔ کہ رات کی تاریکی میں کسی کو بمشکل اُس کے عورت ہونیکا علم ہوسکتا تھا۔

ان حوائج سے فارغ ہوکر وہ پھر نیچے دوکان میں اُتر آئی۔ یہودن شاید ایسی تبدیلیوں کی عادی تھی۔ اُس نے نہ تو کوئی غیر مناسب سوال پوچھا۔ اور نہ ایلن کی طرف متجسسانہ نگاہوں سے دیکھا۔ البتہ کپڑوں کی قیمت معقول مانگی۔ جو ایلن نے بلاتامل ادا کردی۔ اور چلتے وقت کہہ گئی کہ "میں اپنی زنانہ پوشاک کل دوکان سے منگوالوں گی"۔

جس وقت مس منرو دوکان سے نکلی۔ تو پاس کے گھڑیال نے ۸ بجائے تھے رات کا وقت۔ تنہائی۔ تبدیل ہیئت اور آنے والے کام کی مشکلات یہ سب باتیں بہت کچھ حوصلہ پست کرنیوالی تھیں۔ مگر مس منرو میں استقلال اور خودضبطی کا جوہر بدرجہ اتم موجود تھا۔ اور یہی جوہر اس وقت اس کے ہر ہر قدم میں نمودار ہورہا تھا۔ کیا مجال کہ چال میں تامل یا چہرہ پر اضطراب کی کوئی علامت ہو۔ وہ لوگوں کے ہجوم

میں شامل ہوکر ایک معمولی آدمی کی طرح شہر کے مشرقی حصہ کی طرف روانہ ہوئی۔
موسم سرد اور مرطوب تھا۔ لیکن بارش جو ایک دن پہلے بڑے زور سے ہوتی رہی تھی۔ شاید اب اپنا زور ختم کر چکی تھی۔ باوجود اس کے بازاروں میں ہوائے سرد بڑی تیزی سے چل رہی تھی۔ چھوٹے چھوٹے غریب بچے اور مفلس عورتیں نیم برہنہ اور نیم گرسنہ سردی میں کانپتی مکانوں کی زیریں سیڑھیوں یا محرابوں کے نیچے بیٹھی تھیں۔
ایلین بڑی تیزی سے قدم اٹھاتی چلی گئی۔ بشپس گیٹ سٹریٹ سے گذر کر وہ ایسٹرن کونٹی ریلوے کے آخری اسٹیشن کے قریب پہنچ گئی۔ اور وہاں رک کر اُس نے بڑے غور سے اِدھر اُدھر دیکھنا شروع کیا۔
چند منٹ کے عرصہ میں ایک لانبے قد کا جوان بہت بڑے لبادے میں لپٹا ہوا اُس طرف کو آیا۔ جہاں ایلین کھڑی تھی۔ اُسے دیکھ کر ایلین نے کہا "فلپو تم ہو؟"
مسٹر گرین ووڈ کے اطالوی نوکر نے کہا "ہاں مس میں آپ کے احکام کے مطابق حاضر ہوں۔ میں نے کل آپ کی خادمہ سے وعدہ کیا تھا کہ میں ساڑھے آٹھ بجے اس جگہ پہنچ جاؤں گا۔ چنانچہ میں وقت معینہ پر حاضر ہو گیا ہوں"۔
ایلین کہنے لگی "میں تمہاری بدرجہ غایت ممنونِ احسان ہوں۔ اس سے پہلے ایک موقعہ پر تم نے مجھ سے جو فیاضانہ سلوک کیا تھا۔ اُس سے حوصلہ پاکر مجھے تمہیں دوبارہ تکلیف دینے کی جرأت ہوئی ہے۔ میں نے تمہیں اُس خط میں مطلع کر دیا تھا کہ مجھے مردانہ لباس میں دیکھ کر متحیر نہ ہونا۔ اور یہ بھی لکھا تھا کہ اپنے ساتھ پستول لے آنا۔ کیا تم نے اس بارہ میں بھی میری خواہش پوری کی ہے؟"
فلپو نے کہا "مجھے یقین تھا کہ آپ بہر صورت مجھ سے کسی ناواجب کام میں مدد نہ لیں گی۔ اس لئے میں نے اس بارہ میں بھی آپ کے احکام کی بجا آوری کی ہے۔ میں نے اُس وقت جب اس سے پہلے آپ کی خدمت میں حاضر ہونیکا موقعہ ملا تھا آپ سے کہا تھا۔ کہ میں انگلستان میں ایک ایسی خاتون کی طرف سے آیا ہوا ہوں۔ جو شاہی رتبہ رکھتی ہیں۔ ان حالات میں آپ مجھ سے ہر قسم کی امداد جو میرے اصول کے خلاف اور میرے مشن کے برعکس نہ ہو۔ بخوشی حاصل کرسکتی ہیں"۔

ایلین نے سنجیدگی کے لہجہ میں کہا "آج رات تم ایک شخص کی اہم خدمات سرانجام دینے کا موجب ثابت ہوگے۔ اس کے خلاف ایک بہت بڑی سازش کی گئی ہے۔ مگر معلوم نہیں۔ اس کا مدعا اُس کی جان لینا ہے یا کچھ اور۔ خود وہ شخص اندھا دھند سازشیوں کے دام میں آچکا ہے۔ آج رات ۱۰ بجے اُس نے برلب نہر ٹوگ فالی کے قریب ایک شخص سے ملنا ہے۔ ہمیں اب وہیں چلنا چاہیئے۔ اس جگہ ہم تھوڑے فاصلہ سے تمام واقعات کو دیکھتے رہیں گے۔ اور اگر ضرورت ہوئی تو اس کی امداد بھی بآسانی کرسکیں گے"

نوکر نے کہا "میری رائے میں اس سے آسان طریق یہ ہوگا کہ اُس شخص کو خطرہ سے آگاہ کر دیا جائے"

ایلین کہنے لگی "میں ایسا کرچکی ہوں۔ مگر اُسے یقین نہیں آتا۔ کہ اُسے دھوکہ دیا جارہا ہے"

"دوسرا سہل طریق یہ ہے کہ پولیس سے امداد حاصل کرلی جائے"

"نہیں فلپو نہیں" اس صورت میں دریافت اور تحقیقات ہونی ضروری ہیں جس سے بعض ایسی باتیں ظاہر ہوجائیں گی۔ جن کا پوشیدہ رہنا ہی اچھا ہے"

اطالوی نوکر نے کہا "مس ہنرو جس کام کو آپ اختیار کرنے لگی ہیں۔ وہ ایسا پُراسرار ہے کہ مجھے اس میں حصہ لیتے ہوئے تامل پیدا ہوتا ہے"

اس قسم کی گفتگو کرتے وہ چرچ سٹریٹ سے گذر کر میتھفل گرین روڈ میں پہنچ گئے تھے یہاں پہنچکر ایلین نے بمنت کہا "از برائے خدا اب زیادہ تامل نہ کرو۔ اور میرے ساتھ آؤ۔ اسوقت میں تمہارے سوائے کسی اور کی مدد حاصل نہیں کرسکتی۔ اگر تم میرے عجیب طرز عمل کے متعلق پوری کیفیت معلوم کرنے پر ہی اصرار کرتے ہو تو مجبوری ہے میں تمہیں اس سے بھی آگاہ کردونگی۔ اور باوجود اس کے تم نے میرا ساتھ دینے سے انکار کیا۔ تو خیر میں سوائے اس کے اور کیا کہہ سکتی ہوں۔ کہ تم میرے ساتھ چلو یا نہ چلو۔ میں بہرصورت اس کام کی سرانجام دہی کے بغیر چین نہ لونگی۔ اس لیئے فلپو اگر تم نے واپس چلے جانے کا مصمم ارادہ کر بھی لیا ہے۔ تو خدا را یہ ہتھیار جو تم ساتھ لائے ہو مجھے ضرور دیتے جانا"

نوکر نے چند لمحہ تک اسکا کچھ جواب نہ دیا۔ اور چپ چاپ ایلین کے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ آخرکار اُس نے کہا "مس ہنرو میں مان لیتا ہوں کہ تمہارا ارادہ ہر طرح قابل تعریف ہے۔ مگر سوال یہ ہے۔ کیا تمہارا اس کام کو اختیار کرنا مناسب تھا؟"

ایلین بے صبری کے ساتھ کہنے لگی "سنو آج رات مجھے جس شخص کی جان بچانا ہے۔ وہ رچرڈ مارکھم ہے۔ وہی فیاض منش نوجوان جس نے میرے باپ کی خدمات ایک سعادت مند بیٹے کیطرح اور میری خدمت ایک راست شعار بھائی کی طرح سرانجام دی ہے۔"

فلپو نے کہا "میں نے گرین وڈ کی زبانی اُن کا نام بارہا سنا ہے۔"

ایلین بولی "مجھے اس بات کا یقین ہے کہ آج رات نہر کے کنارہ اُس کی ملاقات اپنے بھائی سے ہوگی۔ جو کئی سال سے اُس سے جُدا ہو چکا ہے۔ بعض وجوہ سے مجھے اس بات کا پختہ یقین ہو چکا ہے۔ کہ یہ در اصل رچرڈ مارکھم کے دشمنوں کی ایک سازش ہے۔ مگو میں اُن وجوہ کو اُس کے روبرو بیان کرنے کی جرأت نہیں کر سکتی"۔ پھر اُس نے کانپتے ہوئے کہا "نہیں نہیں ایسا کرنا غیر ممکن تھا"۔

فلپو کے دل پر ایلین کی گفتگو کا گہرا اثر ہوا۔ اس کے خیالات اب خود بخود ایلین کے شجاعانہ منصوبوں سے متاثر ہونے لگے تھے۔ اُس نے اطمینان بخش لہجہ میں کہا "بس بس اب زیادہ تفصیل میں نہ جائیے۔ میں آپ کے راز میں دخل دینا نہیں چاہتا"۔

ایلین کا حوصلہ بڑھ گیا۔ کہنے لگی "ان وجوہ کو پوشیدہ رکھنے کی نیت سے ہی میں نے پولیس سے مدد حاصل نہیں کی۔ اس سلسلہ میں میں اتنا عرض کر دینا بھی ضروری سمجھتی ہوں۔ کہ اگر آیندہ واقعات میں تمہارا مسٹر مارکھم سے براہ راست واسطہ پڑے تو تم نے ہر طرح اپنی شخصیت مسٹر گرین وڈ سے اپنے تعلقات اور میرا ساتھ دینے کے متعلق اپنی وجوہ کو پوشیدہ رکھنا۔ دیکھنا۔ گرین وڈ کا نام کسی بھی حالت میں مارکھم کے روبرو نہ لینا۔ اگر کسی معاملہ میں کسی قسم کی تشریح ضروری ہو۔ تو اس کام کو مجھ پر چھوڑ دینا۔ اور جو کچھ میں کہوں۔ اُس کی تردید نہ کرنا۔ یہ سب پردہ داری میں بعض خاص باتوں کے لئے کر رہی ہوں۔ اور وہ باتیں ایسی ہیں۔ کہ جب تم

اُن کی حقیقت سے خبردار ہو گے تو خود اس رازداری کو قابل تحسین قرار دو گے بتاؤ اب بھی تمہارا اطمینان ہوا یا نہیں؟"

فلپو نے کہا "بس میرا اطمینان ہو گیا۔ اب میری خدمات آپ کے حوالہ ہیں۔ میں نہ تو کوئی اور سوال پوچھونگا۔ اور نہ مجھے آپ کے ساتھ چلنے میں کسی طرح کا تامل ہوگا۔"

ایلین نے اُس کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہنے لگی "بس اب مجھے صرف ایک بات تم سے اور کہنا ہے"۔

"فرمائیے"۔

"یہ کہ ایک پستول میرے حوالہ کر دو"۔

"لیکن مس منرو ۔۔۔"

"ازبرائے خدا اس درخواست کو رد نہ کرو۔ میں بزدل نہیں ہوں۔ اور پستول چلانا میں نے تھیٹر میں سیکھا تھا"

نوکر نے لاچار ایک بھرا ہوا پستول اُس کے حوالہ کر دیا۔ اُسے اس نے اپنے کوٹ کے اندر سینہ کے قریب چھپا لیا۔ اب اسکا دل فخر اور طمانیت کے ساتھ بزور دھڑک رہا تھا۔ اس کے بعد دونوں تیزی سے قدم اٹھاتے کلوب ٹون کیطرف ہوئے۔

دسواں باب ملاقات اور اُس کا نتیجہ

ایلین اور مسٹر منرو کی نمائش کے باوجود رچرڈ مارکھم کے دل میں اس محبت کے باعث جو اُسے اپنے بھائی سے تھی۔ اس بارہ میں اب ذرا سا شبہ بھی باقی نہ رہا تھا کہ نہر کے کنارہ ضرور میری ملاقات یوجین سے ہوگی۔ بخلاف ازیں اُس کے دل میں عجیب و غریب امیدیں اور طرح طرح کے خیالات پیدا ہو رہے تھے۔ چنانچہ جس وقت وہ ڈوگ نالی کیطرف جا رہا تھا۔ اُس نے اپنے دل میں سوچنا شروع کیا۔ "اگر واقعہ میں میرا بھائی کسی قسم کی مالی مشکلات میں مبتلا ہے۔ یا اُس سے کوئی ایسی خطا سرزد ہو چکی ہے۔ جس کی تلافی روپیہ سے ہو سکتی ہے۔ تو میں بڑی خوشی سے اپنی ساری دولت اُس پر نثار کر دونگا۔ اور اُس وقت جب میرے پاس ایک کوڑی تک

باقی نہ رہے گی۔ میں اس پراسرار دستاویز کو کھول کر دیکھوں گا۔ جو طامس آرم سٹرانگ نے مرنے سے پہلے میرے حوالہ کی تھی۔ مجھے یقین ہے۔ کہ اس سے اگر مجھ کسی قسم کی مالی امداد نہ ملی۔ تو کم از کم اپنی آئندہ بہتری کے متعلق کوئی مفید مشورہ تو مل سکیگا۔ اوہ! پوجین کیا یہ ممکن ہے کہ اب میری اور تمہاری ملاقات میں صرف چند منٹ کا عرصہ حائل ہے! ۱۰ر جولائی ۱۸۳۱ء کو ہم اس پہاڑی کی چوٹی پر ایک دوسرے سے جدا ہوئے تھے۔ آج ۲ر جنوری ۱۸۴۰ء کا دن ہے۔ ہمیں ایک دوسرے سے جدا ہوئے ساڑھے آٹھ سال ہو گئے۔ میں اپنے بھائی کی مغرور سرشت اور آزادی طبع سے بخوبی واقف ہوں۔ اگر وہ اپنی زندگی میں کامیاب ہوتا۔ تو اس وقت میری تلاش میں نہ نکلتا۔ وہ پورے بارہ سال گذرنے کے بعد ۱۰ر جولائی ۱۸۴۳ء کو میرے پاس آتا۔ اس وقت ہم اپنے اپنے حالات بیان کرکے غور کرتے کہ دونوں میں کون زیادہ کامیاب ہوا ہے؟ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسے اپنی زندگی میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ اور اسی لئے وہ قبل از وقت مجھ سے ملنا چاہتا ہے۔ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ وہ کس قدر غریب اور حاجتمند ہے۔ اے کاش! میرے یہ خیالات غلط ثابت ہوں۔ اے کاش اس سارے واقعہ میں مجھ یا یوسی نہ ہو۔ میں بدنصیب تو پورا ہوں۔ مگر کیا یہ بدنصیبی اس وقت بھی میرا ساتھ دے گی؟ نہیں نہیں میرا دل گواہی دیتا ہے کہ یوجین سے ضرور ملاقات ہوگی۔ ورنہ کون ہے جو مجھے ضرر پہنچانے کا آرزومند ہو؟ کون ہے جسے میری جان کی فکر ہو سکتی ہے؟ کون ہے جو مجھے لوٹ کر کوئی خزانہ حاصل کر سکتا ہے؟ رچرڈ یہ خیالات خام ہیں۔ ان کو اپنے دل سے نکال دے۔ تو عنقریب اپنے بھائی سے ملنے والا ہے۔"

ان اُلجھنوں میں جب وقت مارکھم جائے معینہ پر پہنچا تو اُسے معلوم ہوا۔ کہ میں قبل از وقت آ گیا ہوں۔ نہر کا کنارہ ویران اور غیر آباد تھا۔ تازہ بارشوں سے اردگرد کی زمین مرطوب اور نمناک تھی۔ نہر کا گدلا پانی بڑے زور سے بہ رہا تھا۔ کبھی کبھی چاند بادلوں سے نکل کر اپنی پھیکی روشنی نہر کے تاریک پانی پر ڈالنے کی کوشش کرتا۔ مگر بادلوں کا غلاف جلد ہی اُسے پھر اپنے اندر چھپا لیتا تھا۔

نہر کا کنارہ جو گلوب ٹاؤن کی سمت میں واقع تھا۔ اور جہاں اس وقت مارکھم

ٹہلتا پھر رہا تھا ۔ سامنے والے کنارہ سے زیادہ بلند تھا ۔ نہر کے تیز بہاؤ سے اُس کی مٹی اکثر حصوں میں گر چکی تھی ۔ اور جس جگہ مارکھم پھر رہا تھا ۔ وہاں بہت سی کھاڑیاں اور گڑھے بنے ہوئے تھے ۔ رات کی تاریکی ۔ ناہموار زمین اور تفکرات کا ہجوم ان تمام اسباب کی بدولت مارکھم کو یہ پاؤ گھنٹہ نہر کے کنارہ گذارنا دوبھر ہوگیا ۔

باوجود اس کے وہ بڑے استقلال سے آیندہ ملاقات کا منتظر تھا ۔

اُسے اِس حالت میں پھرتے ہوئے نصف گھنٹہ گذرا ہوگا ۔ کہ کسی کے پاؤں کی چاپ سنائی دی ۔ وہ رُک کر پوری توجہ سے اس آواز کو سننے لگا ۔ چاپ قریب تر محسوس ہونے لگی ۔ اور چند منٹ کے عرصہ میں اُسے تاریکی میں سے کوئی شخص اپنی طرف آتا دکھائی دیا ۔

کیا یہ میرا بھائی یوجین ہے ؟

رچرڈ مارکھم کا دل اب زور زور سے دھڑک رہا تھا ۔

یہ شخص رچرڈ کے قریب پہنچکر کہنے لگا "واہ صاحب اس عین الوقتی کے کیا کہنے ہیں ۔ آپ ٹھیک مقررہ وقت پر تشریف لے آئے ہیں "

رچرڈ نے آواز سے پہچانا کہ یہ وہی شخص ہے جو پیغام لے کر آیا تھا ۔ اور جس کے کہنے پر اب وہ اس جگہ اپنے بھائی کا منتظر تھا ۔ کہنے لگا "میں نے آپ سے پہلے ہی کہدیا تھا کہ میں ضرور وقت مقررہ پر پہنچ جاؤں گا ۔ لیکن میرا بھائی کہاں ہے ؟ کیا وہ آئے گا یا نہیں ؟ یہیں قریب ہے یا کہاں ؟ جلد بتاؤ کہ میرا اضطراب لحظہ بلحظہ بڑھ رہا ہے "

غالباً ہمارے ناظرین سمجھ گئے ہونگے کہ یہ شخص بفر ہی تھا ۔ اس سوال کے جواب میں وہ کہنے لگا " آپکا بھائی ابھی چند منٹ کے عرصہ میں پہنچ جائیگا "

رچرڈ مارکھم کہنے لگا " یہ یقینی طور پر کہتے ہو ؟ مگر میں حیران ہوں ۔ اس نے تمہیں پہلے کیوں بھیجا ؟ کیا اُسے شبہ تھا کہ اُسکا اپنا بھائی اُسے کسیطرح کا دھوکا دے گا ؟ "

بفر بولا " نہیں ۔ ہرگز نہیں ۔ بات صرف یہ ہے کہ ۔ ۔ ۔ مگر لیجیو وہ آرہا ہے "

تھوڑے فاصلہ پر کسی کے پاؤں کی چاپ سنائی دی ۔ اور اس کے ایک دو

منٹ بعد رات کی تاریکی میں سے ایک صورت نمودار ہوئی۔ مارکھم کا قلب زور زور سے دھڑکنے لگا۔ لبفر یہ حال دیکھ کر بولا "لیجئے صاحب آپ کا بھائی موجود ہے"
رچرڈ شوق سے بازو پھیلا کر آگے بڑھا اور کہنے لگا "یوجین! پیارے یوجین!"
"یوجین کمبخت کہاں ہے؟ یہ تو میں تمہارا دوست ٹاڈ کنز ہوں" یہ الفاظ نہایت بھیانک لہجہ میں مردہ فروش کی زبان سے نکلے۔ اور عین اُسی وقت لبفر نے پھرتی سے رچرڈ کے بازو پشت کی طرف پکڑ کر اس کی کہنیاں ایک مضبوط رسی سے کس دیں۔

رچرڈ نے دام میں الجھے ہوئے پرندہ کی مانند ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے کہا۔ "بدمعاشو یہ کیا حرکت ہے" لیکن اس کی یہ دھمکیاں بے سود تھیں۔ کیونکہ معائنہ وار دے نے جس کے مردہ فروش ہونے میں کلام نہ تھا۔ اُسے دھکا دیکر مرطوب زمین پر گرا دیا۔ اور پھر چلا کر کہنے لگا "ارے پٹھے اب تیری قسمت کا فیصلہ ہوا چاہتا ہے۔ چند منٹ کے عرصہ میں تو اس نہر کی تہ میں مزے کی نیند سوتا ہوگا اور پھر۔۔۔"

وہ کچھ اور کہنا چاہتا تھا کہ اتنے میں ایک اور شخص نمودار ہوا۔ اور اُس نے ایک ثانیہ کے عرصہ میں پستول کا سرا مردہ فروش کے سر پر مار کر اُسے زمین پر گرا لیا۔ لیکن مردہ فروش نہایت سخت جان تھا۔ اُس نے زمین پر گرتے ہی اُس شخص کو جو در اصل گرین وڈ کا اطالوی نوکر فلیپو تھا۔ بزور پکڑا۔ اور اُسے بھی اپنے قریب ہی دلدلی زمین پر گرا لیا۔ پھر خود ایک جست کر کے اٹھا۔ اور اطالوی کی گردن کو اس زور سے پکڑ کر دبایا۔ کہ وہ یقیناً گلا گھٹ کر مر جاتا۔ مگر عین اس وقت کسی نے اندھیرے میں پستول چلایا۔ جس کی گولی سنسناتی ہوئی مردہ فروش کے سر کے پاس سے گذر گئی۔ اس گولی کا ہر چند کہ مردہ فروش پر کوئی خاص اثر نہ ہوا۔ تاہم اضطراب میں وہ فلیپو کو چھوڑ کر اُٹھ کھڑا ہوا۔

ادھر لبفر مردہ فروش پر حملہ ہوتے دیکھ کر اُس رسی کو چھوڑ کر الگ ہو گیا تھا جس سے اُس نے مارکھم کی مشکیں کسنی چاہی تھیں۔ کچھ تو اس سبب سے اور کچھ یکایک غیبی امداد پا کر مارکھم نے جلد جلد اپنے بازوان رسیوں کی اُلجھن سے چھڑائے۔

خود بفر پر حملہ آور ہو کر اُسے فرش زمین پر گرا لیا۔ اور نہر کے عین قریب اُس کی چھاتی پر گھٹنا رکھ کر بیٹھ گیا۔

مردہ فروش کی عقابی آنکھ نے جب معاملات کی یہ صورت دیکھی۔ تو وہ سناٹے میں آگیا۔ اُس نے اپنے رفیق کو بے بس پڑا دیکھا۔ اور جانا کہ دشمن غالب ہو گیا اُس کے اضطراب کی بڑی وجہ یہ تھی کہ رات کی تاریکی میں اُسے معلوم نہ ہو سکا تھا۔ حملہ آوروں میں سے ایک درحقیقت عورت ہے۔ جس نے مردانہ لباس پہنا ہوا ہے۔ زمین سے اٹھتے ہی جب اُس نے معاملات کا نظارہ لیا۔ تو اُس کے دل نے کہا۔ اب جو کچھ کرنا ہو۔ جلد کرنا چاہئے۔ سوچ یا تامل کا موقع نہیں۔ چنانچہ ایلین کو ایک طرف دھکا دے کر اور فلپو کو جو اب زمین سے اٹھنے لگا تھا۔ دوبارہ پچھاڑ کر وہ خود پچرڈ مارکھم پر حملہ آور ہوا۔ اس کے لمحہ بھر بعد کسی چیز کے پانی میں گرنے کی آواز سنائی دی۔ ایلین کے منہ سے بے اختیار ایک چیخ نکلی۔ اور مردہ فروش بلند آواز اپنے رفیق بفر کو مخاطب کر کے بزور چلانے لگا "بھاگو۔ دوڑو" یہ تمام واقعات اس قدر جلد جلد ظہور میں آئے تھے کہ نہ تو ایلین اور نہ فلپو کو ان دونوں بدمعاشوں میں سے کسی کو روکنے کی جرأت ہوئی۔ فلپو نے صرف اتنا کہا "اُف! ان بدمعاشوں نے اسے پانی میں غرق کر دیا ہے" اور ایک لمحہ بھر تامل کئے بغیر وہ خود نہر کے سرد پانی میں کود پڑا۔

ایلین چلا کر کہنے لگی "میرے جانباز بہادر۔ ازبرائے خدا اسے زندہ بچا لو"۔ یہ الفاظ کہتی ہوئی جب وہ نہر کے پانی کی طرف بڑھنے لگی۔ تو اس کا پاؤں اُس رسّی میں جس سے مارکھم کی مشکیں کس دی گئی تھیں۔ اٹکا۔ اُس نے فوراً ہی اس کا ایک سرا اپنی نازک کمر کے گرد باندھا۔ اور دوسرا ہاتھ میں ڈال کر عین پانی کے قریب بیٹھ گئی۔ پھر کہنے لگی۔ "فلپو رچرڈ۔ ادھر پانی میں رسّی تیر رہی ہے۔ کوشش کر کے اسے پکڑ لو۔ فلپو تم اسے بچا لو گے یا نہیں؟ اگر نہیں۔ تو میں خود اس نہر میں کودتی ہوں۔ اور . . ."۔ مگر فلپو نے سطح آب پر تیرتے ہوئے کہا۔ "وہ تو غرق ہو گیا۔ اُس کا کچھ پتہ نہیں چلتا"۔

"خداوندا! تیری پناہ! فلپو۔ تم ایسا نہ کہو۔ دیکھو۔ شاید کہیں مل جائے"۔

یکایک فلپو نے کہا" آہ! میں نے اُسے دیکھ لیا۔ وہ غالباً تھوڑے سے فاصلہ پر نہر میں ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔"

عین اس وقت نہر کی سطح پر سے اس قسم کی نہایت ہلکی سی آواز سنائی دی گویا کوئی مدد کا خواستگار ہو۔ ایلین نہر کے کنارہ کنارہ ایک تیز رو ہرنی کی طرح بھاگتی ہوئی اُس طرف کو دوڑی۔ رسّی جو اُس نے کمر میں باندھ لی تھی۔ وہ بھی ساتھ ہی ساتھ گھسٹتی چلی جا رہی تھی۔ چند منٹ کے عرصہ میں اُسے کوئی تاریک چیز سطح آب پر تیرتی نظر آئی۔ اور اس کے بعد پھر پانی کے اندر غائب ہو گئی۔ لیکن اتنے میں فلپو پوری تیزی سے تیرتا ہوا نہر کے اس حصہ تک پہنچ چکا تھا۔ چنانچہ ایلین نے اس کی توجہ اس طرف دلائی۔ جہاں اُسے وہ سیاہ چیز غرق ہوتی نظر آئی تھی۔ فلپو ہر چند کہ اب تھک گیا تھا۔ تاہم اُس نے نڈر ہو کر غوطہ لگایا۔ اور اس کے بعد جب سطح آب پر اُبھرا۔ تو چلا چلا کر کہنے لگا" میں نے اسے بچا لیا ہے"۔

مارکھم کے سر کو پانی کی سطح سے اونچا اٹھائے۔ وہ تیرتا ہوا کنارہ کی طرف آنے لگا۔ اور ایلین کے حوصلہ افزا فقرات اور اس کی رسّی کی مدد سے بہت جلد خشکی پر آ پہنچا۔ مارکھم بیہوش تھا۔ لیکن فلپو نے اپنا ہاتھ اُس کی چھاتی پر رکھ کر کہا" فکر نہ کرو۔ وہ ابھی زندہ ہے"۔

ایلین نے خدا کا شکر ادا کیا۔ اس کی کنپٹیوں کو اپنے ہاتھوں سے سہلایا۔ اور اس اثنا میں جرارطالوی اُس کے ہاتھوں کو زور زور سے ملتا رہا۔

چند منٹ کے عرصہ میں رچرڈ کے منہ سے دبی ہوئی سی آواز نکلی۔ اس پر فلپو اور ایلین نے اور بھی تیزی سے اُسے ہوش میں لانے کی کوشش شروع کی۔ فلپو اسے اٹھا کر قریب کی ایک جھونپڑی میں لے جانا چاہتا تھا۔ کہ رچرڈ نے درد سے کراہتے ہوئے پوچھا" میں کہاں ہوں؟"

ایلین نے جواب دیا" گھبراؤ نہیں۔ تم دوستوں کے ہاتھوں میں ہو"۔

اس کے پاؤ گھنٹہ بعد وہ اس قابل ہو گیا کہ سیدھا بیٹھ سکے۔ آخرکار اس وقت ایلین کے سب اندیشے جو اُس کی زندگی کے متعلق لگے ہوئے تھے۔ رفع ہوئے اپنے دائیں بائیں دیکھتے ہوئے مارکھم نے پوچھا" ایلین تم! کیا یہ ممکن ہے کہ

اس ویرانہ میں تم میری خبر گیری کے لیے کہیں سے آگئی ہو؟" جواباً "یہ خواب نہیں ۔ حقیقت ہے اور یہ ناچیز ایلین ہی بعض اتفاقی حالات میں اس بہادر شخص کی امداد سے تمہاری جان بچانے کا ذریعہ ثابت ہوئی ہے"۔

مارکھم نے پوچھا "یہ بہادر کون ہے ۔ تم مجھے اسکا نام بتاؤ ۔ تاکہ میں اس کا بھی اسی قدر ممنون احسان ہو سکوں ۔ جس قدر کہ اپنی عزیز ہمشیرہ ایلین کا ہوں"۔

مارکھم کے آخری الفاظ شاید اپنے اندر کوئی برقی اثر رکھتے تھے ۔ کہ ایلین انہیں سنکر زور سے کانپنی اور بڑبڑا کر کہنے لگی "تمہاری ہمشیرہ" لیکن یہ الفاظ اسوقت نہ تو مارکھم اور نہ فلپو کو سنائی دیئے ۔ ایک لمحہ بھر تامل کے بعد ایلین نے پھر کہا "آپ اب کوئی ایسی بات نہ کریں ۔ جس سے تکان پیدا ہو ۔ سر دست صرف اس قدر بیان کرنا کافی ہوگا ۔ کہ مجھے کسی طریق پر یقین ہوگیا تھا کہ تمہیں دھوکہ دیا جا رہا ہے ۔ اس یقین کا اظہار میں نے تمہارے روبرو بھی کیا تھا ۔ اور آخر جب تم نے میری بات نہ مانی تو اُن احسانات کے صلہ میں جو تم نے مجھ پر کئے ہیں ۔ میں نے فیصلہ کیا ۔ کہ جس طرح بھی بن پڑے ۔ تمہیں دشمن کے قابو سے چھڑانا چاہیے ۔ ہر چند کہ میں ایک کمزور اور بے بس عورت ہوں ۔ لیکن تمہارے احسانات کو فراموش نہیں کر سکتی تھی باعث ہے کہ اس وقت تم مجھے اس عجیب لباس میں ملبوس دیکھ رہے ہو ۔ خوش نصیبی سے یہ بہادر شخص جس سے میں بالکل ناواقف ہوں ۔ مجھے اتفاقیہ طور پر نہر کے کنارہ پر مل گیا ۔ میں نے اپنا مدعا اس کے روبرو ظاہر کیا ۔ اور اس نے ازراہ عنایت میرا ساتھ دینے پر آمادگی ظاہر کی"۔

رچرڈ بھرائی ہوئی آواز میں کہنے لگا "اے نیکدل خاتون ۔ اے فیاض منش اجنبی ۔ میری جان اس وقت آپ دونوں کی امداد سے بچی ہے ۔ وہ کونسا ذریعہ ہے ۔ جس سے میں اپنے دلی شکریہ کا اظہار کروں؟"

فلپو کہنے لگا "صاحب آپ اب اس معاملہ کو زیادہ طول نہ دیں ۔ سوال کسی طرح بحفاظت گھر پہنچنے کا ہے"۔

ایلین نے اپنا ہاتھ فلپو کے بازو پر اس طرح رکھتے ہوئے کہ مارکھم اُسے دیکھ نہ سکے کہا "گھر یہاں سے دور بھی تو بہت ہے"۔

اطالوی اس اشارہ کو سمجھ گیا۔ جس سے مقصود در اصل یہ تھا۔ کہ وہ ظاہر نہ کرے کہ اُسے مارکھم کا گھر معلوم ہے۔

رچرڈ نے گذشتہ واقعات کو یاد کرتے ہوئے تاسف کے لہجہ میں کہا "اُف! کس قدر مایوسی ہوئی! کتنا بڑا دھوکہ دیا گیا!"

ایلن نے تشفی آمیز لہجہ میں کہا "اب آپ سکون اختیار کیجئے۔ ان باتوں کو یاد کرکے جوش میں آنا لاحاصل ہے۔ سوال یہ ہے کہ آپ کو کس طرح گھر پہنچایا جائے۔ کیونکہ اس وقت یہاں کوئی گاڑی بھی تو نہیں!"

مارکھم نے کہا "میں تمہارے ساتھ آہستہ آہستہ چلوں گا۔ کم از کم اس مقام تک جہاں کوئی گاڑی مل سکے!"

فلیپو کہنے لگا "خیر تو آپ میرا شال اوڑھ لیجئے۔ میں نے اسے اس درخت کے نیچے چھپا دیا تھا!" یہ کہکر فلیپو اپنا شال اُٹھا لایا۔ اور مارکھم نے اسے اوڑھ لیا۔

اس کے بعد مارکھم اپنے دونوں محسنوں کے بازوؤں کے سہارے آہستہ آہستہ بادل مایوس اُس جگہ سے روانہ ہوا۔ جہاں اسے اپنے بھائی سے ملنے کی امید تھی۔ لیکن جہاں حقیقت میں وہ ایک شیطان بصورت انسان کے ہاتھوں بمشکل بچا تھا۔ اسی حالت میں یہ تینوں گلوب ٹون سے گذر کر بتھنل گرین کے گرجا تک پہنچے۔ اور وہاں ایک گاڑی کرایہ کر کے مارکھم اور ایلن دونو اس میں سوار ہوگئے

انہیں سوار کرا کے فلیپو کہنے لگا "میں اب آپ سے رخصت ہوتا ہوں میری دلی تمنا ہے کہ خدا آپ کو بہت جلد شفائے کامل عطا کرے!"

مارکھم کا دل ان الفاظ کو سنکر بھر آیا۔ بے اختیار کھڑکی کی راہ سے ہاتھ بڑھا کر کہنے لگا "اے فیاض منش اجنبی کم از کم مجھے اپنے نام سے تو آگاہ کر دے۔ تاکہ ۔ ۔ ۔!"

لیکن فلیپو اس عرصہ میں غائب ہو چکا تھا۔

جس وقت گاڑی چلنے لگی۔ مارکھم نے کہا "کیا عجیب وقت ہے۔ اس

شریف النسب اجنبی نے میری امداد کی اور مجھے شکریہ کا موقعہ بھی نہیں دیا۔"

ایلین کہنے لگی " معلوم ہوتا ہے۔ وہ کوئی بڑا ہی فیاض منش آدمی ہے۔ ہماری خوش نصیبی سے وہ اس آڑے وقت میں کام آگیا۔"

اس نے گاڑی بان کو مارکھم پلیس کا پتہ بتا دیا تھا۔ باقی راستہ دونوں نے خاموشی میں گذار دیا۔

گیارھواں باب قبرکن

واقعات مذکورہ کے تین دن بعد ایک تاریک اور بھیانک سرمائی صبح کو جبکہ ہر طرف کہرا چھایا ہوا تھا۔ اور مارے سردی کے دانت سے دانت بج رہے تھے ایک شخص جو بظاہر کوئی مزدور تھا۔ پھاوڑہ اور کدال کندھے پر رکھے ان قبرستانوں میں سے ایک میں داخل ہوا۔ جو نواحات گلوب لین میں واقع ہیں۔ اس قبرستان کے تین طرف مکانات کی قطاریں۔ اور ایک طرف نشیب دیوار تھی۔ زمین مرطوب تھی۔ اور اس کے اندر سے ایک قسم کی بدبودار ہوا خارج ہو کر کرہ ہوائی میں کثافت پھیلا رہی تھی۔ جن دنوں سورج تیزی سے چمکتا تھا۔ تو اس قبرستان سے ایسی تیز بدبو اٹھا کرتی تھی کہ دُور دُور تک کسی کو مکان کی کھڑکی کھولنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ لیکن اب موسم سرما میں بھی یہ بدبو کسیقدر ہلکے لیکن موثر طریق پر ہر ایک گوشہ تک پہنچ رہی تھی۔ آس پاس جو مکان تھے۔ اُن کے رہنے والوں کے کمروں اور اُن کے لباس سے بھی قبر کی سی بُو آتی تھی۔

اس قبرستان میں اس کثرت سے مُردے گڑے ہوئے تھے۔ کہ ایک ہی مقام پر بارہا قبریں کھد اور پٹ چکی تھیں۔ مالکان اراضی کی سب سے بڑی خواہش بظاہر یہ تھی کہ اس آخری منزل میں بھی مسافرانِ عدم کو کم از کم جگہ میں گذر اوقات کرنیکا عادی بنایا جائے۔ یہی باعث تھا کہ قبرستان کے کسی بھی حصہ میں مُردوں کی ہڈیوں کے غبار کو زمین کی خاک سے میز کرنا ... تھا اور ... کہ اس قبرستان

میں ابھی تک مُردوں کے دفن کی گنجائش ظاہر کی جا رہی تھی - اور اگر کسی مُردہ کی قبر کے لئے کوئی جگہ خالی نظر نہ آتی تھی - تو کسی تازہ گڑھی ہوئی لاش کو اکھاڑ کر اُس کے لئے گنجائش پیدا کر لی جاتی تھی -

قبرستان کے ایک حصہ میں ایک بھدا سا مکان بنا ہوا تھا - اسے لوگ ہڈی خانہ کہا کرتے تھے - اس میں ایک بہت بڑی انگیٹھی تھی - جس میں سے اکثر دھواں نکلتا نظر آتا تھا - جب کبھی یہ انگیٹھی جلتی - تو اس مکان کے اندر سے انتہا درجہ کی تیز بُو خارج ہوا کرتی تھی - ہمسایوں کی طرف سے جب کبھی اس کے خلاف شکایت ہوتی - تو انہیں بے تکلفی سے یہ جواب دیدیا جاتا تھا - کہ آپ عدالت میں باقاعدہ چارہ جوئی کیجئے -

لیکن آٹھ دس شلنگ ہفتہ وار کمانیوالے مزدور کا نالش دائر کرنا صریحاً ایک محال امر تھا - نتیجہ یہ ہوتا کہ غریب جبراً و قہراً خاموش ہو رہتے تھے -

خیر جس وقت وہ شخص جس کے کندھے پر پھاوڑا اور کدال تھی - قبرستان میں داخل ہوا - تو اُس نے تیزی سے ادھر اُدھر نظر ڈالی - اس تیز نظر کا مدعا صاف لفظوں میں یہ تھا کہ نئی لاش کے لئے جگہ پیدا کرنے کی خاطر مجھے کس گڑھی ہوئی لاش کو اکھاڑنا چاہئے -

یکایک چلتے چلتے یہ شخص اُس مقام پر رُک گیا - جو ہڈی خانہ سے صرف چند گز کے فاصلہ پر تھا - اور کسی قدر بلند آواز میں کہنے لگا "یہ جگہ نہایت موزوں ہوگی" - اس کے ساتھ ہی اُس نے اپنی کدال زور سے زمین پر ماری -

وہاں سے ہٹ کر وہ ہڈی خانہ کے قریب پہنچا - جیب سے ایک کنجی نکال کر اور اُس کی مدد سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا - مکان کے ایک کونے سے اُس نے بہت سے ہتھیار اٹھائے - جن میں ایک لمبی لوہے کی سلاخ بھی تھی جس کی نسبت ذکر کیا جا چکا ہے - کہ مردہ فروش اس کی مدد سے قبریں کھودا کرتے تھے - قبر کے قریب پہنچکر اُس نے اس سلاخ کو زور سے زمین کے اندر گھونپ دیا - ایک جگہ یہ سلاخ ذرا اٹک بھی گئی - مگر اس نے زیادہ زور سے کام لے کر اسے خاطر خواہ گہرائی تک اندر داخل کر دیا -

چند سکنڈ کے عرصہ میں اس نے سلاخ کو باہر کھینچا۔ اور اس تنگ سوراخ میں سے جو اس طرح تیار ہو گیا تھا۔ اس ور جہ تیز بد بو اُٹھی کہ دماغ پھٹا جاتا تھا۔ اس عمل کے بعد یہ شخص جلد جلد ہڈی خانہ میں داخل ہوا۔ شاید اس لئے کہ بد بو اس قدر تیز تھی کہ اُسے وہ خود بھی جس کی ساری عمر قبرستان میں گذری تھی۔ برداشت نہ کر سکتا تھا۔

اُس نے ہڈی خانہ میں آگ جلائی۔ شعلے چمنی کے اندر بڑی تیزی سے اُٹھنے لگے۔ اور اُن کی حدت سے قبر کن کو اپنے ٹھٹھرے ہوئے بدن میں تقویت محسوس ہوئی۔ چند منٹ کے بعد وہ پھر اسی مقام پر واپس آیا۔ جہاں اُس نے لوہے کی سلاخ زمین کے اندر داخل کی تھی۔ اور اپنے بازوؤں کو شانوں تک ننگا کر کے جلد جلد اس قبر کو کھودنے لگا۔ وہ بڑی تیزی سے زمین کھودتا اور مٹی کو اودھر اُودھر پھینکتا جارہا تھا۔ دو فٹ کے قریب کھدائی کر چکا۔ تو اُس کی کدال ایک تابوت میں لگی۔ اُس نے دو ایک ضربیں لگا کر اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور مرطوب زمین پر ہڈیاں اور لکڑی کے ٹکڑے اودھر اُودھر بکھرے ہوئے نظر آنے لگے۔ جس وقت اس شخص نے لوہے کی سلاخ زمین کے اندر داخل کی تھی تو وہ بظاہر اس تابوت کی لکڑی میں ہی اٹکی تھی۔ مگر زور دینے سے وہ اس میں سے گذر کر لاش کے وار پار نکل گئی۔

قبر کھودنے پر جو بد بو اُٹھی۔ وہ نہایت تیز اور دماغ کو پراگندہ کر دینے والی تھی۔ قبر کن ہر چند کہ ان باتوں کا عادی تھا۔ لیکن اس وقت اس کی حالت سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ شاید ابھی قے کر دیگا۔ قبر کو توڑ کر وہ ہڈیوں اور تابوت کے ٹکڑوں کو جلد جلد ہڈی خانہ کے اندر لے جانے لگا۔ اور وہاں اس نے ان چیزوں کو لاپروائی سے جلتی آگ پر ڈال دیا۔

ابھی ہڈیاں گوشت سے جدا نہ ہوئی تھیں۔ اُن پر ایک قسم کا چربی کا سا مادہ لگا ہوا تھا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ جب اُنہیں آگ میں ڈالا گیا۔ تو شعلے نہایت تیزی سے بھڑکنے لگے۔ جن کا دھواں نہایت کثیف۔ متعفن اور بد بودار تھا۔

اتنے میں یہ شخص ہڈی خانہ سے باہر نکلا کھدی ہوئی قبر کے قریب اُسے کوئی

سیاہ سی چیز نظر آئی۔ جو کہرہ کی تاریکی میں صاف طور پر دکھائی نہ دیتی تھی۔ اس نے اسے کدال کے سرے سے ہلایا تو معلوم ہوا کہ انسانی کھوپڑی کا بالائی حصہ ہے۔ اس کے مٹی میں ملے ہوئے لمبے لمبے سیاہ بال ظاہر کرتے تھے۔ کہ کبھی یہ کھوپڑی کسی جوان عورت کا زیب سر تھی۔ لیکن قبر کن نے لاپروائی سے اس کو انہی بالوں سے پکڑ کر اٹھا لیا۔ اور ہڈی خانہ میں جا کر جلتی آگ کی نذر کر دیا۔ وہ بال جو شاید کسی زمانہ میں بہترین خوشبویات سے معطر رہا کرتے تھے۔ آگ میں پڑ کر ایک لمحہ بھر سنسانے کے بعد راکھ ہو گئے۔ اور پھر دیکھتے دیکھتے کھوپڑی کی ہڈیاں بھی لکڑی کی طرح جلنے لگیں۔

قبر کن اس کام سے فارغ ہو کر پھر اُسی مقام پر پہنچا۔ اور پورے سکون اور اطمینان کے ساتھ اُس نے دوبارہ اسی جگہ کو کھودنا شروع کر دیا۔ ایک فٹ کی گہرائی پر اس کی کدال دوبارہ کسی چیز میں لگی۔ دیکھا تو یہ دوسرا تابوت تھا۔

قبر کن کے بے رحم اوزاروں نے اُس کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا۔ جو پہلے تابوت کے ساتھ کیا جا چکا تھا۔ اور جس وقت تابوت ٹوٹا۔ کدال کی ضربوں سے لاش کے ٹکڑے ادھر اُدھر بکھر گئے۔ بے رحم قبر کن نے ان کو بھی اسی لاپروائی سے اٹھا کر جلتی آگ میں ڈال دیا۔

اس کام میں مصروف ہوئے اب اُسے دو گھنٹے ہو گئے تھے۔ اور وہ اس طریق پر تین تابوت اور لاشوں کو آگ کی نذر کر چکا تھا۔ کہ اُسے بھوک کا احساس ہوا۔ اسی ہڈی خانہ میں جا کر اُس نے الماری سے سماوار اٹھایا۔ اور قہوہ تیار کرنا شروع کیا۔ سماوار کو انگیٹھی میں رکھ کر وہ خود پاس ہی ایک سٹول پر بیٹھ گیا۔ اور کاغذ میں لپٹی ہوئی روٹی کے چند ٹکڑے جلد جلد زہر مار کرنے لگا۔ روٹی کے چند لقمے کھا کر وہ گرم گرم قہوے کے دو گھونٹ پی لیتا تھا۔ بظاہر اس سے اس کے بدن میں توانائی پیدا ہو گئی۔ مگر جب تک وہ اس کام میں مصروف رہا۔ اُسے بھولے سے بھی یہ خیال نہیں آیا کہ قہوہ جو میں پی رہا ہوں۔ وہ انسانی لاشوں کو جلا کر تیار کی ہوئی آگ پر گرم کیا گیا ہے۔

وہ ابھی کھانا کھا رہا تھا۔ کہ باہر سے کسی شخص کے قدموں کی چاپ سنائی

دی۔ مڑکر دیکھا۔ تو بنکس کفنیا دہلیز کے قریب کھڑا تھا۔
قبرکن نے سلام کے بعد کہا "آپ شاید یہ دیکھنے آئے ہیں۔ کہ قبر کتنی بڑی ہو گی لیکن میں یقین دلاتا ہوں کہ میں اسے کافی کھلی بنا دوں گا۔ آپ اطمینان رکھئے۔ کہ۔۔۔۔"
کفنیا کہنے لگا "جونز تم میرا مطلب غلط سمجھے ہو۔ میں تو الٹا یہ چاہتا ہوں کہ وہ زیادہ گہری نہ ہو۔ خدا معلوم کیا بات ہے کہ مرنیوالے کے رشتہ دار اسے گہری قبر مین دفن کرنا ناپسند کرتے ہیں"
جونز نے کہا "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ قبر ۱۶ فٹ گہری ہو۔ اور میں اس پر عمل کرونگا مگر آپ اطمینان رکھئے کہ لاش پر مٹی زیادہ نہیں ڈالی جائے گی۔ کیونکہ اس کے بعد کم از کم سات اور لاشوں نے اسی قبر میں سمانا ہے"
"سولہ فٹ!" کفنئے نے حیرت زدہ ہو کر کہا "جونز اس طرح پر میری تم سے نبھے گی۔ رشتہ دار تو یہ چاہتے ہیں کہ لاش پر زیادہ مٹی نہ ڈالی جائے۔ اور تم کنوئیں کے برابر گہری قبر کھود رہے ہو۔ نہیں جونز۔ اس طرح سے کام چلنا مشکل ہے"
قبرکن بدستور روٹی چبا اور رہ رہ کر قہوہ پی رہا تھا۔ وہ اسی حالت میں کہنے لگا "مجھے تو بہرصورت اپنے مالکوں کے حکم پر عمل کرنا ہے"
کفنیا ایک لمحہ بھر خاموش رہا۔ پھر بولا "جونز اگر تم میرے کہنے پر نہ چلو گے۔ تو یاد رکھو۔ میں اس قبرستان سے اپنے تعلقات قطع کر لونگا۔ اور پھر میری معرفت کوئی لاش یہاں نہ آنے پائے گی۔ اگر تم آپس کے تعلقات توڑنا نہیں چاہتے تو تو اس بڈھے کی لاش کے متعلق میرے کہنے پر چلو"
جونز قبرکن کہنے لگا "مسٹر بنکس میں اس بات کو تو دل سے چاہتا ہوں۔ کہ آپ کے حکم کی تعمیل کروں۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ مالکوں کے حکم کی خلاف ورزی کیونکر کی جائے؟"
"لیکن میں کہتا ہوں کہ اسے ظاہر کیوں کیا جائے؟ قبرستان تمہاری نگرانی میں ہے۔ تم یہاں کے مالک ہو۔ چلو مالکوں کو بہت کم یہاں آنے کا

موقعہ ملتا ہے۔"

"خیر تو یہ فرمائیے۔ آپ کیا چاہتے ہیں؟"

"سلسلہ کلام جاری رکھ کر کفنیا کہنے لگا "اس کے علاوہ اگر تمہیں پانچ کی بجائے دس شلنگ دے دیئے جائیں۔۔۔"

"بیشک۔ بیشک آپ یہ فرمائیے کہ قبر کتنی گہری ہو؟"

"اب کتنی گہری ہے؟"

"کوئی ۹ فٹ کے قریب ہوگی۔"

"بس تو اب اسے زیادہ نہ کھودو اور یہ لو دس شلنگ تمہارا حق الخدمت ہے۔"

جونز نے کھانا کھاتے ہوئے۔ اشلنگ اپنے ہاتھ پر گنوائے اور پھر کہنے لگا۔

"جنازہ کب تک آئیگا؟"

"ٹھیک دو بجے۔"

"ساتھ کوئی پادری صاحب ہوں گے۔ یا آپ کے آدمیوں میں سے۔۔۔"

"میرے دوستوں میں سے ہی ایک ہیں۔ بڑے ملنسار عابد اور حلیم آدمی ہیں۔ ۔۔۔ لیکن جونز تم تو خوب پیٹ بھر رہے ہو۔ گو۔۔۔ بخدا اس آگ کا دھواں کس قدر بدبودار ہے"

جونز کہنے لگا "جی ہاں بدبودار تو ہے۔ مگر لندن کے اور قبرستانوں سے زیادہ بدبودار نہیں"۔

"ہاں ہاں میں سمجھتا ہوں۔"

"مسٹر ٹنکیس کس قدر عجیب معاملہ ہے کہ یہ لوگ جو ہمارے آس پاس بڑے بڑے شاندار محلوں میں رہتے ہیں۔ وہ بھی بہت کم محسوس کرتے ہیں کہ اس چاردیواری کے اندر سے کبھی کبھی نہایت بدبودار ہوا نکلتی ہے۔"

"بیشک عجیب بات ہے۔"

"میں نے سنا ہے۔ شہر کے مغربی حصہ میں بھی یہی طریقہ برتا جاتا ہے۔ وہاں بھی ہڈی خانے موجود ہیں۔ اور ان میں بھی تابوت اور ہڈیاں جلادی جاتی ہیں۔"

"میرے خیال میں ایسا کرنا ضروری ہے۔"

"بیشک ضروری ہے" قبر کن نے کسی قدر پر جوش لہجہ میں کہا "خیال تو کیجیے

کہ اسقدر لاشیں جو آئے دن دفن ہوتی ہیں۔ اگر انہیں اس طرح آگ میں نہ جلایا جائے تو باقیوں کے لئے چپہ بھر زمین نہ بچے۔"

کفنیا کہنے لگا" مجھے اس بارہ میں کچھ حالات معلوم ہیں۔ تخمینہ لگایا گیا ہے کہ انسان کی عمر بدرجہ اوسط ۳۵ سال ہے۔ اس لئے اگر لندن کی آبادی ۱۵ لاکھ سمجھ لی جائے۔ تو گویا ہر ۳۵ سال میں ۱۵ لاکھ آدمی یہاں پر مرتے اور دفن ہوتے ہیں۔ اب تم سمجھ سکتے ہو کہ ہمارا پیشہ کیسا نفع بخش ہے۔ کیونکہ ۳۵ سال عرصہ میں ۱۵ لاکھ لاشوں کے دفن کفن کا انتظام آخر میرے یا میرے ہم پیشہ لوگوں کے ہی سپرد کیا جاتا ہے۔"

جونز بولا" اس حساب سے ۱۵ لاکھ لاشوں کے لئے ۱۵ لاکھ قبروں کی ضرورت ہوئی۔ پھر بھلا پرانی لاشوں کو اکھاڑ کر جلا دینے کے لئے ہمیں کون قصوروار قرار دے سکتا ہے؟"

" بیشک کوئی قصوروار نہیں قرار دے سکتا۔ کیونکہ شہر میں بعض گرجوں کے متعلق جو قبرستان ہیں۔ وہ اس سے بدتر حالت میں ہیں۔ سینٹ کلیمنٹس لین میں ایک گرجا ہے۔ جس کے تہ خانے میں اس قدر تابوت بھرے ہوئے ہیں۔ کہ ان کی بدبو سے دماغ پھٹا جاتا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اس بدبو سے کسی دن اس حصہ شہر میں کوئی وبا پھوٹ پڑے گی۔"

جونز قبر کن مسٹر بنکس کی باتیں بڑے غور سے سن رہا تھا۔ آخر کہنے لگا" خدا کا شکر ہے کہ میں وقتاً فوقتاً قبرستان کو ان لاشوں سے صاف کرتا رہتا ہوں بنکس! کبھی تم دیکھو کہ میں ان تابوتوں کی کس قدر میخیں بازار میں فروخت کرتا ہوں تو حیران رہ جاؤ۔"

بنکس نے کہا" میں سب کچھ سمجھتا ہوں میں سب کچھ سمجھتا ہوں۔ دنیا کے اکثر کاروبار اسی طرح چلتے ہیں۔ خلقت اندھی ہے۔ اسے کبھی اس معاملہ پر غور کرنے کی فرصت نہیں ملتی کہ فلاں چیز کہاں سے آئی۔ اور کیونکر آئی؟ لوگوں کے لئے تو ضرورت مقدم ہے اور کفایت اس سے دوسرے درجہ پر۔"

جونز ان باتوں سے بہت خوش ہوا۔ اور کہنے لگا" مسٹر بنکس آپ تو

سب پتہ کی باتیں کہہ رہے ہیں۔ خیر اب میرا ارادہ ہے کہ ان تابوتوں کی لکڑی بھی غریبوں کے ہاتھ فروخت کر دیا کروں۔"

"بیشک کر دیا کرو۔ کیونکہ آخر اسے ہڈی خانہ میں بھی تو جلا ہی دیا جاتا ہے۔"

"میں ان مشوروں کے لئے آپ کا بدل ممنون ہوں۔ لیکن وقت گذرتا جارہا ہے۔ اور ابھی مجھے بہت سا کام کرنا ہے۔"

"ہاں ہاں۔ لیکن میں تمہیں پھر یاد دلاتا ہوں کہ اس قبر کو اب زیادہ گہرا نہ کرنا۔"

"نہیں جناب۔ اسے تو میں اب بالکل چھوڑ دونگا۔"

یہ الفاظ کہکر قبرکن اپنی جگہ سے اُٹھا اور آہستگی ہڈی خانہ سے باہر نکالا۔ مینکس چلتے وقت اُس سے کہنے لگا "میں جنازہ لے کر ٹھیک دو بجے یہاں پہنچ جاؤں گا۔"

"بہت اچھا جناب"۔

اس کے بعد کفنیا وہاں سے چلا آیا۔ اور قبرکن ایک اور قبر کو اکھاڑنے میں مصروف ہوگیا۔

بارھواں باب　　جنازہ۔ تحقیقات

ٹھیک دو بجے بعد دوپہر بڈھے کا جنازہ قبرستان میں پہنچا۔

چار شخص جو شکل وصورت سے بدمعاش معلوم ہوتے تھے۔ ایک معمولی تابوت کو جس پر ایک چھوٹا سا پھٹا پرانا کپڑا پڑا ہوا تھا۔ کندھوں پر اٹھائے ہوئے تھے۔ مسٹر مینکس درجہ اوسط کی غمگین صورت بنائے جو اس جنازہ کے اخراجات سے ہر طرح متناسب تھی۔ ساتھ ساتھ تھے۔ اور سب سے آگے مردہ فروش ایک میلا سا لبادہ پہنے۔ ایک جم جیم دعا کی کتاب ہاتھ میں لئے بڑی سنجیدگی اور متانت سے قدم اٹھا رہا تھا۔ جائے غور ہے کہ وہ شخص جو سو بدمعاشوں کا ایک بدمعاش لاانتہا جرائم کا مجموعہ اور جو انتہا گنہگار تھا ایک مردہ شخص کے گناہ

بخشوانے کا مقدس فرض انجام دے رہا ہے۔ مگر اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ لندن کے ان حصوں میں جہاں غربا آباد ہیں۔ عام طور پر کفنے ہی اپنے آدمی دعا وغیرہ کے لیئے لے آتے ہیں۔ کیونکہ لوگوں میں پادری کو بلانے کی توفیق نہیں ہوتی۔

مردہ فروش نے جو اپنی زندگی میں ہر قسم کے جرائم کا مرتکب ہو چکا تھا۔ جو قتل اور مُردوں کی لاشیں اکھاڑنیوالا تھا۔ لاوارث بڈھے کے جنازہ پر دعا پڑھی۔ اور جونز نے تابوت کو قبر میں اتار کر اُس پر جلد جلد مٹی ڈال دی۔ ڈاکٹر نے جو ساتھ تھا۔ مردہ فروش سے چند باتیں کیں اور چلا گیا۔ اس کے تھوڑی دیر بعد بنکس بفر اور مردہ فروش تینوں آخر الذکر کے مکان کیطرف روانہ ہوئے۔ جہاں رٹیل سنیک نے ان کے لیئے کھانیکا سامان تیار کر رکھا تھا۔ بفر کی بیوی بھی وہیں موجود تھی۔ سب لوگ اطمینان سے کھانا کھانے بیٹھ گئے۔ میز پر ایک بڑا سا ٹکڑا بھنے ہوئے گوشت کا۔ چند پیالے شراب پینے کے اور ایک بوتل بوتھ معرکہ کی شراب کی رکھی تھی۔ بنکس نے گفتگو شروع کرنے کی غرض سے کہا "اب جبکہ معاملہ کا بدترین حصہ ختم ہو چکا ہے۔ اور لاش زمین میں دفن کردی گئی ہے۔ ہمیں گونہ سکون اور اطمینان حاصل ہو گیا ہے۔"

اس پر مردہ فروش نے خشک لہجہ میں کہا "ہمیں جلد ہی اسے پھر زمین سے نکالنا پڑے گا۔ تمہیں یقین ہے کہ بوڑھی عورت نے نقدی تابوت کے اندر رکھدی تھی؟"

"میں نے اپنی آنکھوں سے اُسے ایسا کرتے دیکھا تھا۔ اُس نے روپوں کو ایک پرانی جراب میں لپیٹا۔ اور مرنیوالے کی چھاتی پر رکھدیا۔"

مردہ فروش نے شوق سے پوچھا "کفن کے اندر یا باہر؟"

بنکس نے جواب دیا "اندر۔ مجھے معلوم تھا کہ جب تم لاش کو قبر سے نکالنے لگو گے تو سب سے پہلے اس کے سر کو باہر لاؤ گے۔ اس لئے میں نے روپے ایسے طریق پر رکھوا دیئے تھے۔ کہ وہ بآسانی لاش کے ساتھ ہی باہر نکل آئیں۔"

بفر کہنے لگا "روبنسن تم نے بڑی دور اندیشی کی۔ ورنہ ساری مٹی کھودنی پڑتی

اور تابوت نکالنے میں دوگنی محنت صرف ہوتی "۔

بنیکس نے پوچھا" بھلا ڈاکٹر کس وقت قبرستان میں آئیگا؟"

مردہ فروش نے کہا" اس کا وہاں کیا کام ہے۔ میں نے اس سے وعدہ کرلیا ہے کہ لاش آج رات ۱½ بجے اس کے مکان پر پہنچا دی جائے گی"۔

بفر بولا" ڈیڑھ بجے بہت سویرا ہے۔ ہم لوگ ۱۲ بجے سے پہلے تو کام شروع نہیں کرسکیں گے۔ کیونکہ اس وقت تک لوگوں کی آمدورفت جاری رہتی ہے"۔

مردہ فروش کہنے لگا" بس تو ایک گھنٹہ میں سب کام ہو جائے گا"۔

پھر اس نے ریٹیل سنیک سے مخاطب ہوکر کہا" میگ اب تم ان چیزوں کو اٹھا لے جاؤ۔ اور رم اور گرم پانی لاؤ۔ میں اتنے میں ایک چٹھی لکھتا ہوں۔ تم نے اسے ڈاک میں ڈال آنا"۔

مردہ فروش نے ایک چھوٹی سی میز کے قریب بیٹھ کر جلد جلد چند سطور لکھیں۔ اور لفافہ پر پتہ یہ لکھا" آر تھر چیپیر صاحب کمبرج ہیتھ متصل ہیکنے"۔ خط لکھا جا چکا تو مارگرٹ اُسے قریب ہی ڈاک خانہ میں ڈالنے چلی گئی۔ چند منٹ میں واپس آئی تو مردہ فروش کہنے لگا" لو اب تم اور مول دونوں مل کر نہایت تیز پنچ تیار کرو"۔

دونوں عورتیں ایک مٹی کے برتن میں پنچ اُبالنے لگیں۔ اور مردوں نے پائپ پینے شروع کر دیئے۔ بعد ازاں شراب پر گفتگو بھر تیز ہوئی۔ اور مردہ فروش بھی جو عام طور سے بڑا ترش رُو تھا خوب ہنس ہنس کر اپنی زندگی کے بعض واقعات بیان کرتا رہا۔ اس کے بعد عورتوں نے گیت گا کر سنائے۔ اور مسٹر بنیکس نے وہ تمام وجوہ بیان کیں جن کی بدولت وہ مردہ فروشوں سے بلکہ ارزاں نرخ پر تابوت مہیا کرسکتا تھا۔ ان باتوں میں وقت گذرتا گیا۔ بہت دیر تک شراب اور تمباکو کا دور چلتا رہا۔ آخر ساڑھے گیارہ بجے تھے جب یہ لوگ کرسیوں سے اٹھے۔ مردہ فروش نے جن شراب کی ایک شیشی بھر کر جیب میں ڈال لی۔ اور کہنے لگا" بنیکس تم بلا کپ گاڑی لانیکا انتظام کرو۔ میں اور بفر قبرستان کو چلتے ہیں"۔

کفنیئے نے پوچھا" میں گاڑی لیکر کس وقت وہاں پہنچ جاؤں؟"

۱؎ ایک قسم کی مرکب شراب کو کہتے ہیں۔

"ٹھیک سوا بجے"۔

اس کے بعد منکیس وہاں سے رخصت ہوا۔ اور بفر نے اپنی بیوی سے پوچھا "تم گھر چلوگی یا یہیں میگ کے پاس ٹھہروگی؟"

رٹیل سینک نے جلدی سے کہا "میں تو اب سونے لگی ہوں۔ ٹونی تم جا بی ساتھ ہی لے جاؤ"۔ اس پر مسول نے کہا "بس تو میں بھی گھر جاتی ہوں۔ کیونکہ اگر ہم دونوں دیر تک گھر سے باہر رہے تو مالکہ کے دل میں طرح طرح کے خیالات پیدا ہوں گے"۔ یہ کہکر بفر کی بیوی بھی گھر کو چلی گئی۔ مردہ فروش نے بفر کو ساتھ لیا۔ اور یہ دونوں جلد جلد سیڑھیوں سے اتر کر ساتھ والی تنگ گلی میں پہنچ گئے۔ وہاں جاکر مردہ فروش نے نچلی منزل کا دروازہ کھولا اور موم بتی جلا کر اُس کی روشنی میں ضروری اوزار اٹھائے۔

جس وقت یہ دونوں وہاں سے چلنے لگے۔ بفر دفعتہً چلا کر کہنے لگا "ایں! یہ کیا آواز تھی؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کوئی آہیں بھر رہا تھا"۔ مردہ فروش نے ٹالنے کی نیت سے کہا "یہ سب تمہارا واہمہ ہے"۔ مگر موم بتی کی روشنی میں اس نے دیکھا۔ تو بفر کا چہرہ بالکل سپید نظر آتا تھا۔ بفر نے کہا "اس قسم کا دھوکہ مجھے زندگی بھر میں نہیں ہوا"۔ مردہ فروش نے پھر یہی کہکر "بیشک تمہیں دھوکہ ہوا ہے"۔ جلدی سے بتی گل کردی اور بفر کو ہاتھ سے پکڑ کر باہر گلی میں لے آیا۔ وہاں سے یہ دونوں آدھی رات کے وقت اپنی مہم عظیم پر روانہ ہوئے۔

ان کو رخصت ہوئے بمشکل ۱۰ منٹ گذرے ہونگے۔ کہ رٹیل سینک جس نے بفر کی بیوی کو محض اس نیت سے ٹالا تھا۔ کہ وہ مردہ فروش کی غیر حاضری سے کچھ فائدہ حاصل کرنا چاہتی ہے۔ اپنی جگہ سے اُٹھی اور خوابگاہ کے ایک کونہ سے مصنوعی کنجیوں کا گچھا نکالا۔ ایک اندھی لالٹین ہاتھ میں لی اور گھر سے نکل کر اسی تنگ گلی کیطرف روانہ ہوئی۔

پانچ منٹ کے عرصہ میں اُس نے زیریں منزل کا دروازہ جو گلی میں تھا۔ ایک کنجی کی مدد سے کھول لیا۔ اور عقبی کمرہ کیطرف ہولی۔ جس کی ظاہری صورت اب بھی ویسی ہی تھی۔ جیسی اُس وقت جب وہ پہلی مرتبہ یہاں آئی تھی۔ وہ پڑا سرار لبادہ اور نقاب ابتک بدستور موجود تھے۔ البتہ کباٹ میں جو اُس روز خالی تھا۔ پانی کی ایک

بوتل اور روٹی کا نصف ٹکڑا موجود تھا۔ اُسے دیکھ کر اُس نے خود سے کہا "اس سے معلوم ہوتا ہے۔ یہاں ضرور کوئی آدمی چھپا ہوا ہے۔ ورنہ ان چیزوں کی یہاں کیا ضرورت تھی۔ اُس روز میں نے مردہ فروش کو جو چیز ٹوکرے میں ڈالتے دیکھا تھا وہ غالباً روٹی اور پانی ہی تھا"!

کچھ دیر تک وہ غور سے کان لگا کر سنتی رہی۔ مگر کوئی آواز سنائی نہ دی۔ اس کے بعد اُس نے بغور کمرہ کا معائنہ کیا کہ شاید کہیں کوئی چور دروازہ نظر آئے۔ اور تہ خانہ میں پہنچنے کا راستہ معلوم ہو سکے۔ کیونکہ اُسے یقین تھا کہ اگر اس مکان میں کوئی شخص پوشیدہ ہے تو وہ ضرور تہ خانہ میں ہی ہوگا۔ مگر باوجود چپہ چپہ زمین کی دیکھ بھال کے اُسے کوئی علامت کسی چور دروازہ کی نظر نہ آئی۔ وہ انگیٹھی کی طرف گئی۔ اور اس کے مختلف حصوں کو ہاتھ سے ٹٹولنے لگی۔ یکایک اس کا نچلا پتھر جس پر اس نے اپنا پاؤں رکھا تھا۔ آہستگی سے ہٹنے لگا۔ اس کے چہرہ پر بجائے فکر و اضطراب کے خوشی کے آثار نمودار ہو گئے۔ اور اب اُسے اس بات کا یقین ہو گیا۔ کہ اگر میں نے کوشش جاری رکھی۔ تو ضرور اس کمرہ کا راز معلوم کر سکوں گی۔

لالٹین کو ہاتھ سے رکھ کر اُس نے پتھر کو دونوں ہاتھوں سے اٹھانا چاہا۔ وہ ہٹا تو رہا۔ مگر اپنی جگہ سے ہٹا نہیں۔ باوجود اس کے وہ مایوس نہ ہوئی۔ فرش پر نظر ڈالی تو معلوم ہوا کہ انگیٹھی کے قریب سب پتھر مضبوطی سے جمے ہوئے ہیں۔ کہیں کوئی کمانی یا پرزہ نظر نہ آیا۔ پھر بھی دل کہہ رہا تھا کہ سراغ یہیں کہیں ملیگا۔ وہ زیادہ غور سے فرش کا معائنہ کرنے کے لئے ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل چلنے لگی۔ ایسا کرنے میں اُس کے ریشمی کپڑے کا کچھ حصہ چمنی سے چھو گیا۔ اور وہاں سے ایک اینٹ گر پڑی۔ یہ حالت دیکھ کر رنٹیل سینک کا دل زور زور سے دھک دھک کرنے لگا۔ اُس نے لالٹین کی روشنی میں اُس مقام کو جہاں سے اینٹ گری تھی بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہاں ایک چھوٹا سا فولادی حلقہ پڑا ہوا ہے۔ اُس نے اسے بلا تامل کھینچ لیا۔ اور اس کے ساتھ ہی فٹ بھر کے قریب لمبی موٹی سی تار باہر نکل آئی۔ اس عمل کے بعد رنٹیل سینک نے دوبارہ پتھر ہٹانے کی کوشش کی۔ اور اب کے وہ اس میں کامیاب ہو گئی۔ یہ پتھر لوہے کے قبضوں کی مدد سے لکڑی کی ایک

شہتیر کے ساتھ جو اس فرش کے نیچے تھا۔ لگا ہوا تھا۔ اس لئے وہ چور دروازہ کی طرح کھل گیا۔ اس کے نیچے اب پتھر کا ایک تنگ زینہ نظر آتا تھا جس کے زیریں حصہ میں انتہا درجہ کی تاریکی تھی۔

ریٹل سینک کا دل اور بھی زور سے دھڑکنے لگا۔ وہ اس پراسرار کمرہ میں داخل ہو کر اس کے راز سے واقف ہونا تو چاہتی تھی۔ مگر اندر جانے کا حوصلہ نہ تھا۔ یکایک مردہ فروش کے متعلق صدہا قسم کے خیالات جو گاہ بگاہ اس کے دل میں پیدا ہوتے تھے۔ تازہ ہوگئے۔ اور اُسے اس خیال سے تہ خانہ میں اُترنے کی جرأت نہ ہوئی کہ شاید میں زندہ واپس نہ آسکوں۔

اس قسم کے خیالات رفتہ رفتہ اس کے عزم صمیم کو منتشر کرنے لگے۔ علاوہ بریں اُسے خیال آیا کہ مردہ فروش اور بلفر کو رخصت ہوئے اب ایک گھنٹہ ہو چکا ہے۔ ممکن ہے وہ گھڑی پل میں واپس آتے ہوں۔ یہ بھی ممکن ہے۔ کہ انہیں کوئی خاص واقعہ ایسا پیش آجائے۔ کہ وہ وقت سے پہلے ہی لوٹ آئیں اور وہ بخوبی طور سے جانتی تھی کہ اگر انہوں نے مجھے اس جگہ دیکھ لیا۔ تو میری سزا موت کے سوا اور کچھ نہ ہوگی۔ ان خیالات نے آخرکار اُسے اس فیصلہ پر مجبور کر دیا۔ کہ مزید تحقیقات کسی اور وقت پر ملتوی کی جائے۔ چنانچہ چور دروازہ کو اسی طرح احتیاط سے بند کر اور اینٹ کو چمنی کی دیوار میں لگا وہ جلد جلد مکان کے اُس حصہ میں پہنچ گئی۔ جہاں خوابگاہ تھی۔ اور یہاں پہنچتے ہی بستر پر لیٹ گئی۔

اس جگہ شاید اس قدر بیان کرنا غیر ضروری نہ ہوگا کہ جتنا عرصہ وہ اس نچلے کمرے میں رہی۔ کسی قسم کی انسانی آواز اُس کے کانوں میں نہیں آئی۔ شاید وہ جو تہ خانہ میں موجود تھا۔ اس وقت سو رہا تھا۔

تیرھواں باب — زندہ بدست مُردہ

رات صاف اور سرد تھی۔ اور خوشنما چاند ہر طرف اپنا نور پھیلا رہا تھا آدھی رات کے سناٹے میں گلبٹون کے خستہ حال مکانوں کی چمنیاں اور کھڑکیاں بھی اس

روشنی کے باعث ایک نہائت دلکش منظر پیش کر رہی تھیں۔

مردہ فروش اور بفر جلد جلد قدم اٹھاتے قبرستان کیطرف ہو لئے۔ چند منٹ تک دونوں خاموش رہے۔ آخر کار بفر نے مہر سکوت کو توڑا اور کہنے لگا "ٹونی دعا کرو۔ ہمیں آج رات اُس رات کی نسبت زیادہ کامیابی حاصل ہو۔ جب نہر کے کنارہ مارکھم سے مقابلہ ہوا تھا" مردہ فروش نے کرخت لہجہ میں کہا "تم کچھ فکر نہ کرو سب دن یکساں نہیں ہوتے" بفر بولا "خیر میں اسے بھی غنیمت سمجھتا ہوں کہ وہ بدبخت اُس روز ہمارے ہاتھوں مرا نہیں۔ ورنہ شاید ہم دونوں کو ایک دن اس کے بدلہ میں پھانسی کی رسی سے لٹکنا پڑتا"

مردہ فروش نے دانت پیس کر کہا "بیشک اس کی قسمت اچھی تھی۔ کہ وہ اُس روز میرے ہاتھ سے بچکر نکل گیا۔ مگر اطمینان رکھو۔ اب کے وہ اس آسانی سے نہ جانے پائیگا" تھوڑے تامل کے بعد بفر نے کہا "مجھے حیرت ہے وہ لوگ کون تھے جو اس طرح یکایک اُس کی مدد کو آ گئے؟" مردہ فروش نے جواب دیا "بلا شبہ اُسی کے دوست ہونگے۔ غالباً اُسے کچھ شبہ پیدا ہو گیا ہوگا۔ یا اُس نے احتیاطاً انہیں ساتھ لانا بہتر سمجھا ہوگا۔ مگر بدقسمتی سے رات بالکل اندھیری تھی۔ اور ہم پر اسطرح اچانک حملہ کیا گیا کہ معلوم نہ ہو سکا۔ حملہ آوروں کی تعداد کتنی ہے؟" بفر کہنے لگا "ان میں سے ایک تو بڑا ہی مضبوط تھا۔ لیکن ٹونی تم میری مانو۔ تو اب اُس نوجوان کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔ صرف بدلہ لینے کی خاطر اپنی جان سے ہاتھ دھونا عقلمندی نہیں۔ اگر تم اس کے مکان میں نقب لگانا اور نقدی اڑانا چاہو تو میں ہر دم تمہارے ساتھ ہوں۔ مگر دوست مجھے ایسے کام سے ڈر لگتا ہے جس میں خطرہ ہی خطرہ ہو۔ اور نفع ذرا نہیں" مردہ فروش نے بے صبری سے کہا۔ "خیر جیسے تمہاری مرضی ہو کرنا۔ اب تو ہم منزل پر پہنچ گئے ہیں۔ اس لئے ذرا ہوشیار ہو جاؤ"

دونوں اس وقت قبرستان کی دیوار کے قریب پہنچ چکے تھے۔ دیوار کچھ زیادہ اونچی نہ تھی۔ بفر لپک کر اُس پر چڑھ گیا۔ مردہ فروش نے اوزار اسکے ہاتھ میں دیدیئے اور اُس نے انہیں بڑی احتیاط سے ایک ایک کر کے اندر کی طرف گرا دیا۔ اس کے

بعد اُس نے مردہ فروش کا ہاتھ پکڑ کر اُسے بھی دیوار پر چڑھنے میں مدد دی۔ اس کے لمحہ بھر بعد دونوں قبرستان کے اندر اُتر گئے۔

بفر کہنے لگا "تم قبر کا پتہ تو آسانی سے لگا لوگے؟"

مردہ فروش نے کہا "تم اس کی فکر نہ کرو۔ اگر میری آنکھوں پر پٹی باندھ دو تو بھی وہاں پہنچ جاؤں گا۔ دونوں نے اوزار کندھوں پر رکھ لئے۔ اور مردہ فروش آگے آگے اور بفر اُس کے پیچھے پیچھے اس ہیئت کذائی سے دونوں اس قبر کی طرف روانہ ہوئے جس میں مسز سمتھ کا گمنام کرایہ دار دفن ہوا تھا۔ یکایک بفر کہنے لگا "یار زمین بڑی سخت معلوم ہوتی ہے"۔ مردہ فروش نے اِدھر اُدھر جھانک کر کہ کوئی قریب نہ ہو۔ لاپروائی سے کہا "کچھ فکر نہیں۔ اسے کھودنا کچھ مشکل نہ ہوگا"۔ ان دونوں بدمعاشوں کی نظریں رات کی تاریکی میں پھرتے رہنے کے باعث بہت تیز ہو گئی تھی۔ اور وہ ایسی حالت میں بھی ہر چیز اندھیرے میں بآسانی دیکھ سکتے تھے کہ اور کوئی نہ دیکھ سکے۔

مُردہ فروش نے کارروائی شروع کرنے میں پہل کی۔ قبر کے سرے سے پانچ قدم ہٹ کر اس نے ایک لمبی آہنی سلاخ کو آڑی صورت میں اس طرح زمین کے اندر گھونپ دیا کہ اس کا تیز سرا تابوت کی طرف جانے لگا۔ اُس کا اندازہ ایسا صحیح تھا کہ پہلی ضرب ہی سلاخ کا سرا تابوت کے ساتھ جا لگا۔ اُس نے بفر کو مخاطب کر کے کہا "بہت ٹھیک" اور اس کے بعد کدال لیکر زمین کو اس مقام کے قریب کھودنا شروع کیا جہاں آہنی سلاخ کا سرا نظر آرہا تھا۔ اس عمل کے دوران میں اُس نے کہا "یہ زمین ویسی سخت نہیں جیسی تم سمجھے تھے۔ اس زمین میں انسانی ہڈیوں کی گرد اس قدر مل چکی ہے کہ اس کا سردی میں منجمد ہونا کچھ سہل نہیں"۔ بفر نے اس دلیل کو صحیح تسلیم کیا۔

دس منٹ تک مردہ فروش اس تندہی سے کام کرتا رہا کہ اگر جونز گورکن اس وقت موجود ہوتا تو وہ بھی دیکھ کر حیران رہ جاتا۔ اس کے بعد اُس نے کدال بفر کے حوالہ کیا اور اُس نے بھی کچھ کم پھرتی کا اظہار نہیں کیا۔ جب اس کے بھی دس منٹ کمال ہو گئے۔ تو دونوں نے مردہ فروش کی شراب کی شیشی سے ایک گھونٹ لیا۔ تجربات فروش نے کدال ہاتھ میں لے لی جب وہ تھک گیا۔ تو پھر بفر نے اس کو

اسی طرح یہ باری باری اس وقت تک مصروف رہے تھے کہ کھدائی کا کام مکمل ہوگیا۔ کام کا یہ حصہ ۴۵ منٹ کے عرصہ میں ختم ہوا۔ اس طرح پر کوئی ۱۰ فٹ لمبا گڑھا تیار ہوگیا۔ جس کا دہانہ ۳ فٹ مربع تھا۔ تابوت کے سر کے قریب اس کی چوڑائی نسبتاً کم تھی۔ اس کے بعد مردہ فروش ایک مضبوط چھینی جس کے بالائی حصہ پر چمڑہ منڈھا ہوا تھا۔ اور ایک ہتھوڑا جس کے سر اسیطرح چمڑے سے ڈھپے ہوئے تھے۔ ہاتھ میں لے کر اس غار کے اندر داخل ہوا۔ تابوت کے قریب جا کر اُس نے چھینی کو لکڑی کے جوڑ میں داخل کیا۔ اور ہتھوڑے سے چند ضربیں لگا کر چند منٹ کے عرصہ میں تابوت کا ڈھکنا اکھاڑ ڈالا۔ اس عمل میں چمڑے کی وجہ سے کسی قسم کی تیز آواز بھی پیدا نہ ہوئی۔ اور چونکہ بینکس نے کیلیں بالکل ہلکی جڑی تھیں۔ اس لئے تابوت کا وہ حصہ جو لاش کے سرہانے کی طرف تھا۔ اکھاڑنے میں کچھ دشواری پیش نہ آئی۔ مردہ فروش نے وہ اوزار اپنے ساتھی کے حوالہ کر دیئے۔ اور اُس نے ایک مضبوط سی رسّی اس کیطرف پھینکی۔ اس رسّی کو اس نے لاش کی بغلوں کے نیچے ڈالدیا۔ اور اسکے بعد خود بغر کی مدد سے غار کے اندر سے نکل آیا۔ باہر آکر مردہ فروش نے کہا "کام کا بڑا حصہ تو ہوچکا۔ اور اب شاید ایک بج گیا ہوگا۔ ابھی ہمارے پاس پانچ گھنٹہ باقی ہے جس میں باقی کام بآسانی ختم کیا جاسکتا ہے"۔ دونوں نے رسی کے سرے ہاتھوں میں لے کر لاش کو آہستگی باہر کی طرف کھینچا۔ اور اسی غار کے راستہ اسے سطح زمین پر لا ڈالا۔ چاند کی روشنی میں بڈھے کی سپید لاش سیاہ زمین پر پڑی ہوئی نہایت بھیانک نظر آتی تھی۔ کوئی اور ہوتا تو خوف سے بیہوش ہوجاتا۔ مگر یہ لوگ ان باتوں کے عادی تھے۔ مرنے کے بعد بھی بڈھے کی صورت ویسی تھی جیسی زندگی میں ہوا کرتی تھی۔ فرق صرف اس قدر تھا کہ بدن پر نسبتاً زیادہ زردی چھائی ہوئی تھی۔

دونو باہر نکلکر مردہ فروش کو سب سے پہلے روپوں کی فکر ہوئی۔ اس نے اوچی نہتی ہی کو ٹٹولنا شروع کیا۔ بیشک نقدی وہیں موجود تھی۔ جہاں کفنے اور اُس نے اس تھیلی کو جیب میں ڈالتے ہوئے مردہ فروش نے کہا

"شکر ہے روپے تو ہر طرح محفوظ مل گئے"۔

اس کے بعد دونوں نے مٹی ڈال کر اس گڑھے کو پر کرنا شروع کیا۔ بہتیرا زور سے دباتے رہے۔ مگر گڑھا پر کرنے کے بعد بھی بہت سی مٹی بچ رہی۔ اسے انہوں نے قبرستان کے مختلف حصوں میں پھیلا دیا۔ ابھی اس کام سے پورے طور پر فارغ نہ ہوئے تھے کہ قبرستان کے باہر کسی گاڑی کے پہیوں کی گڑگڑاہٹ سنائی دی۔ اب ان کے لئے لاش کو تھیلے میں ڈال کر اسے اوزاروں سمیت گاڑی پر لادنا کچھ زیادہ مشکل کام نہ تھا۔ کفنیے نے پوچھا "بڈھا ہر طرح ٹھیک حالت میں مل گیا تھا؟" بفر نے جواب دیا "ہاں بالکل ٹھیک اور اس کی نقدی بھی۔ یہ لو۔ اب تم ان اوزاروں کو احتیاط سے رکھ لو"!

اس طرح سے پہلے اوزاروں کو اور اس کے بعد لاش کا تھیلا گاڑی پر رکھ دیا گیا۔ مردہ فروش اور بفر دونوں دیوار پھاند کر گاڑی میں سوار ہو گئے۔ اور اس خیال سے کہ مبادا راستہ میں کوئی تین شخصوں کو آدھی رات کے وقت گاڑی پر سوار دیکھ کر شبہ کرے۔ یہ دونوں لاش کے پہلو میں لیٹ گئے۔ ہنکیس نے گھوڑے کو زور کا چابک لگایا۔ اور وہ تیزی سے قدم اٹھاتا کمبرج روڈ کی طرف جہاں ڈاکٹر صاحب کا مکان تھا۔ چل دیا۔ راستہ میں کسی نے ایک لفظ بھی زبان سے نہیں نکالا۔ جس وقت گاڑی ڈاکٹر کے مکان پر پہنچی تو وہاں ہر طرف سناٹا تھا۔ دروازہ کے اوپر روشندان کے اندر سے مدھم سی روشنی کی جھلک نظر آ رہی تھی۔ جس وقت گاڑی رکی۔ اندر سے کسی نے خودبخود دروازہ کھول دیا۔

مردہ فروش اور بفر پچھلی سے نیچے اترے۔ اور انھوں نے ایک لمبے سیا لاش کو ڈاکٹر کے مکان کے برآمدہ میں رکھدیا۔ کفنیے کا کام چونکہ ختم ہو چکا تھا اس لئے وہ تو اسی وقت گاڑی لیکر چلدیا۔ اسے یقین تھا کہ منافع میں میرا حصہ گھر بیٹھے مل جائیگا۔ مردہ فروش اور بفر دونوں لاش کو اٹھا کر شاگرد پیشہ کیطرف لے گئے۔ کیونکہ وہیں ڈاکٹر نے ایک کمرہ عمل جراحی اور ہڈیوں کی دیکھ بھال کے لئے مخصوص کر رکھا تھا۔ جس میں وہ فزیالوجی کے متعلق مختلف تجربات بھی کیا کرتا تھا۔

یہ کمرہ ۱۰ فٹ لمبا اور ۱۰ فٹ چوڑا تھا۔ اور اس کے وسط میں ایک دیودار کی مضبوط میز پڑی تھی۔ جس کی سطح ایک طرف کو کسیقدر جھکی ہوئی تھی۔ میز کے قریب پتھر کے فرش میں متعدد سوراخ تھے۔ تاکہ لاش کی چیر پھاڑ کے وقت جو رقیق مادہ خارج ہو۔ وہ انہیں سے گذر کر بدرروں میں پہنچ جائے۔ میز کے عین اوپر چھت کے ساتھ ایک پلی میں مضبوط رسا لٹکا ہوا تھا۔ تاکہ چیر پھاڑ کرتے وقت لاش کو جس صورت میں رکھنا ضروری ہو رکھا جا سکے۔

مردہ فروش اور بفر جس وقت لاش لیکر یہاں پہنچے تو ڈاکٹر صاحب بھی موم بتی ہاتھ میں لے کر آ گئے تھے۔ ان دونوں نے لاش کو میز پر لٹا دیا۔ اس کام سے فارغ ہو کر مردہ فروش بفر سے کہنے لگا "میں ذرا ڈاکٹر صاحب سے حساب کے معاملہ میں کچھ گفتگو کرتا ہوں۔ میرے آنے تک تم نے یہیں ٹھہرنا" بفر نے اس کا جواب اثبات میں دیا۔ اور ڈاکٹر اور مردہ فروش شمع کو اسی کمرے میں رکھ کر باہر چلے گئے۔

کھلے دروازہ میں سے ہوائے سرد کے جھونکے بڑی تیزی سے آ رہے تھے اور اندیشہ تھا۔ کہیں شمع گل نہ ہو جائے۔ بفر نے ان دونوں کے چلے جانے پر دروازہ احتیاطاً بند کر لیا۔ اور بڑے اطمینان اور سکون کیساتھ لاش کے اعضاء میز پر قرینہ سے پھیلانے شروع کر دیئے۔ اُس نے لاش کا سر پلی کے عین نیچے کر دیا۔ اور دونوں بازو لاش کے دونوں پہلوؤں پر پھیلا دیئے۔ پھر کہنے لگا "میرے دوست اب تم کچھ عرصہ کے لئے یہیں آرام کرو۔ تمہارے رشتہ دار یہ معلوم کر کے یقیناً خوش ہوں گے کہ ہم نے تمہیں مٹی کے نیچے سے نکالکر ایک قابل جراح کے ہاتھوں تک پہنچا دیا ہے"

اپنے دل سے اس قسم کی باتیں کرتا ہوا بفر لاش کیطرف پیٹھ کر کے میز کے سہارے کھڑا ہو گیا۔ اور اس روز کی کارگذاری کا حساب کرنے لگا "اچھا اکتیس پونڈ تو وہ تھے جو لاش کے کفن سے نکلے۔ دس پونڈ ڈاکٹر صاحب دیں گے۔ کل اکتالیس ہوئے اور ان کے تین برابر کے حصے کرنے ہیں۔ اکتالیس کو تین پر تقسیم کیا تو حاصل کیا آیا؟ تین ایکم تین حاصل ایک اور باقی ایک اتارا گیا۔ اور ہوئے گیارہ گیارہ کو تین پر تقسیم کیا۔

تین تیا نو - باقی بچے دو - گویا تیرہ تیرہ پونڈ ہر ایک کے حصے میں آئے اور باقی بچے دو۔۔۔"

یکایک بفر نے پیچھے مڑ کر میز کیطرف دیکھنے لگا - اور اس کا چہرہ زرد ہوگیا - خدا معلوم یہ اس کا واہمہ تھا یا کیا بات تھی - اُسے معلوم ہوا کہ لاش نے خفیف سی حرکت کی ہے - اس خیال کے آتے ہی اُس کا سارا بدن کانپ اٹھا۔

عین اسی وقت کسی نے باہر سے کوئی چیز بڑے زور سے اس کھڑکی پر ماری - جو میز کے سرہانے تھی شیشہ چور چور ہوگیا - اور ساتھ ہی ہوا کا ایک تیز جھونکا آیا - جس سے شمع گل ہوگئی - کمرہ میں اب اس درجہ تاریکی تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا

بفر یہ حالت دیکھ کر گھبرایا - اور حالت اضطراب میں کہنے لگا "یہ کیا معاملہ ہے؟" یہ الفاظ بمشکل اُس کے منہ سے نکلے تھے - کہ لاش کی سرد انگلیوں نے اُس کی کلائی کو مضبوط پکڑ لیا - بفر نے صرف اتنا کہا "خداوندا تیری پناہ" اور پھر بیہوش ہوکر لاش کے اوپر ہی گر پڑا۔

چودھواں باب ٹاملنسن کے ملاقاتی

ٹوکن ہوس یارڈ کے ایک مکان کی نچلی منزل میں شیشہ کے دروازہ پر یہ حروف لکھے ہوئے تھے۔

جیمز ٹاملنسن - دلال

صبح کے ۷ بجے تھے اور دفتر میں ڈسک کے پیچھے ایک محرر بیٹھا ہوا کچھ لکھ رہا تھا۔ کمرہ کی دیواروں پر جابجا اشتہار اور پوسٹر لگے ہوئے تھے - ان میں سے ہر ایک میں بڑی بڑی تجارتی کوٹھیوں کے کاروبار کا ذکر تھا جن کے سرمایہ کی رقوم ہزاروں کی تعداد میں درج تھیں - یہ اشتہار مختلف قسم کے تھے - بعض میں اُن تجاویز کا ذکر تھا - جن کی بدولت نفع عظیم حاصل ہوسکتا ہے - مگر اکثر حالتوں میں اس نفع نے ابھی تک عملی صورت اختیار نہ کی تھی - بعض میں ان کمپنیوں کے ڈائرکٹروں کی فہرست درج تھی - جسے غور سے دیکھا جائے - تو اس میں ممبران

پارلیمنٹ ۔ آلڈرمین اور اسکوائر اصحاب کی تعداد غالب نظر آئی تھی ۔

سارے اشتہار نہایت دلچسپ اور نظر فریب پیرایہ میں مرتب کئے گئے تھے ۔ اور ان کا مضمون ظاہر کرتا تھا ۔ کہ دنیا بھر کی دولت جمع کرنے کا اگر کوئی ذریعہ ہے ۔ تو ان کمپنیوں کی شرکت ہے ۔ کسی میں جنوبی افریقہ کی طلائی معادن کا حال درج تھا ۔ کسی میں بحیرہ جنوبی کے جزائر میں رہنے والے وحشیوں کی سرزمین سے فائدہ حاصل کرنے کے امکانات پر بحث تھی ۔ ایک میں لوگوں کو اکسایا گیا تھا ۔ کہ اکناف قطب شمالی میں ایک نوآبادی قائم کر کے نفع عظیم حاصل کیا جا سکتا ہے ۔ اور ایک میں مصر کے بعض علاقوں میں ریلوے لائن تیار کرنے کی اسکیم پر بحث کرتے ہوئے اس سرزمین کی قدامت اور دلفریب مناظر کی کیفیت بیان کی گئی تھی ۔ یہ اور اسی قسم کی کئی تجاویز تھیں ۔ جنہیں ان اشتہارات میں مختلف پیرایہ سے بیان کیا گیا تھا ۔ اور اگر کوئی ناواقف شخص ان کا مضمون پڑھ لے ۔ تو اس کے دل میں یہ خیال جاگزین ہونا قدرتی تھا ۔ کہ جس کی جیب میں ۵ پونڈ کا نوٹ ہو ۔ اگر ایک پونڈ ان میں سے پانچ کمپنیوں کے سرمایہ میں لگا دے ۔ تو منٹوں میں دولتمند بن سکتا ہے ۔

خود مسٹر ٹالمنن ایک جدا آراستہ کمرہ میں جس پر "پرائیویٹ دفتر" کا لفظ لکھا ہوا تھا ۔ بیٹھا تھا ۔ وہ بظاہر صحت ور مگر کسی قدر متفکر نظر آتا تھا ۔ اُس کی حالت اُس شخص کے برابر آسودہ معلوم نہ ہوتی تھی ۔ جس نے دیوالہ نکالنے کے بعد عدالت سے سند حاصل کر کے دوبارہ کاروبار شروع کر دیا ہو ۔ بات یہ ہے ۔ کہ اسے ظاہرداری قائم رکھنے کے لئے بڑی جدوجہد کرنی پڑتی تھی ۔ اور آئے دن صدہا ایسے واقعات پیش آتے تھے ۔ جن کا اثر اُس کے مزاج میں نمودار ہونا قدرتی تھا ۔

اس کے پاس ہی ایک ٹھگنے قد کا سجیلا ۔ خوش مزاج آدمی انگیٹھی کے قریب بیٹھا گفتگو کر رہا تھا ۔

"ہاں تو مسٹر ٹالمنن ۔ میں ان شرائط پر مجوزہ آئرش ریلوے کمپنی سے اپنا نام منسوب کئے جانے کی اجازت دیتا ہوں ۔ لیکن یاد رکھئے ۔ مجھے اس کے ۵۰ حصے مطلوب ہیں ۔ جن کی قیمت میں ایک پیسہ بھی ادا کرنا نہیں چاہتا ۔"

ٹاملنسن نے جواب دیا "بیشک - بیشک مجھے اسی قسم کی تجویز آپ کے روبرو پیش کرنے کی ہدایت کی گئی تھی - بات مجھ میں اور آپ میں ہی رہے - مگر حقیقت یہ ہے کہ اس کمپنی کے سارے محرک بھوکے بھنگے ہیں - ان میں سے ایک تو ابھی چند ہفتے گذرے - وائٹ کراس سٹریٹ کے جیلخانہ سے چھوٹ کر آیا ہے - دوسرا ۹۱ بار دیوالہ نکال چکا ہے - ایسی حالت میں آپ سمجھ سکتے ہیں کہ انہیں ڈائرکٹروں کے لئے اچھے نام حاصل کرنے میں کسقدر مشکل پیش آسکتی ہے"

شخص مذکور کہنے لگا "بس تو ان کے لئے اس کے سوا چارہ نہیں اور مجھے یہ کہتے ہوئے اُس نے کسیقدر نخوت کا اظہار کیا "مجھے اس بات کا فخر ہے کہ مسٹر شریف پائکنز کا نام ایک خاص اہمیت اور کشش رکھتا ہے"

ٹاملنسن نے کہا "آپ بجا فرماتے ہیں - اس نام کی بدولت بہت جلد اور بہت سے قابل قدر نام حاصل ہوسکیں گے"

اسی شخص نے پھر کہا "بیشک میرا یہی خیال ہے"

ٹاملنسن کہنے لگا "خیر تو مسٹر پائکنز آپ کل اسی دفتر میں میسرز بیل اینڈ جونز سے ملاقات کیجیئے گا"

"بہت اچھا - بہت اچھا - لیکن اب میں آپ سے تھوڑی خدمت اپنے متعلق لینا چاہتا ہوں - بات یہ ہے کہ میں نے ازرہِ حماقت ایک ریلوے کمپنی میں ۳۰ حصے لئے تھے - اور مجھے اس کمپنی کا ڈائرکٹر بھی منتخب کرلیا گیا ہے - کمپنی بہت اچھی حالت میں ہے - اور میں ان حصوں کو فروخت کیا چاہتا ہوں - آپ طرفہ میں مشتہر کر دیجئے کہ میں ان حصوں کو فروخت کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں - لیکن اس کا خیال رکھئے کہ حقیقت میں ان حصوں کو فروخت کرنا مطلوب نہیں - مقصد یہ ہے کسی طرح اُن کے قابل فروخت ہونے کی خبر کمپنی کے کانوں تک پہنچ جائے - اس صورت میں اسے فکر پیدا ہوگی - کہ ڈائرکٹر کیطرف سے اپنے حصوں کی فروخت کا اعلان ہونے کا نتیجہ یقیناً مضر ثابت ہوگا - کمپنی کے منتظم آپ سے بیچ کے طور پر کچھ سمجھوتہ کرنا چاہیں گے - اور اس صورت میں آپ معقول نفع حاصل کرسکتے ہیں"

ٹاملنسن نے تمام حالات سُنکر کہا "میں آپ کا مطلب سمجھ گیا میں ایک ایسی جگہ ان حصوں کے قابل فروخت ہونے کی خبر دیدوں گا۔ جہاں سے وہ فوراً ہی کمپنی کے ڈائرکٹروں کے کانوں تک پہنچ جائے گی"۔

"بہت خوب" مسٹر شرف پاکینز نے کہا "غالباً کل جب میں میسرز ہبل اینڈ چوز سے ملاقات کرنے آؤں گا۔ اُس وقت آپ سے معلوم ہو سکے گا۔ کہ اس کارروائی کا نتیجہ کیا ہوا؟"

اس قدر گفتگو کے بعد شرف صاحب تشریف لے گئے۔ اور مسٹر آلڈرمین سنف ملاقات کی غرض سے تشریف لائے۔۔ انہوں نے آتے ہی کہا "مسٹر ٹاملنسن میں نے ایک نئی مشترکہ سرمایہ کی کمپنی قایم کی ہے۔ اس کے متعلق آپ کی امداد چاہتا ہوں۔ یہ لیجئے۔ اس کمپنی کا اشتہار ہے"۔

دلال نے اشتہار ہاتھ میں لیکر دیکھا۔ اور اس انداز سے گویا اپنے آپ سے مخاطب ہو۔ کہنے لگا "بہت خوب۔ سنگ مرمر کی انگریزی کمپنی! بہت عمدہ خیال ہے۔ سرمایہ دو لاکھ پونڈ اور ہر حصہ کی قیمت ۲۰ پونڈ۔ بہت معقول۔ ابتدائی رقم ایک پونڈ فی حصہ کافی ہے۔ یہ ڈائرکٹروں کے نام ہیں۔ سب نہایت اچھے ہیں۔ اچھا تو آپ ہی منیجنگ ڈائرکٹر ہیں۔ بہت عمدہ۔ لیکن ہیں یہ کیا؟ آڈیٹر مسٹر آلڈرمین سنف۔ خزانچی مسٹر آلڈرمین سنف۔ سکرٹری مسٹر آلڈرمین سنف اور ... کان فروخت کرنیوالا بھی ... مسٹر آلڈرمین سنف"۔

آلڈرمین صاحب نے پوچھا "فرمائیے آپ کی کیا رائے ہے؟"

"آپ میری آزادانہ رائے چاہتے ہیں؟"

"جی ہاں"۔

"میرے خیال میں تجویز تو عمدہ ہے۔ مگر کسر صرف ایک ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو صاف صاف کہدوں"۔

"ہاں ضرور فرمائیے"۔

"میرے خیال میں آپ نے ضرورت سے زیادہ عہدے خود حاصل کر لئے ہیں۔ آپ ہی تو اس کمپنی کے ... میں ... اور آپ ہی اس کے منیجنگ ڈائرکٹر۔ یہاں تک

تو خیر مضائقہ نہ تھا۔ مگر آگے چلکر آپ خود ہی اس کان کو کمپنی کے ہاتھ فروخت کرتے اور مینیجنگ ڈائرکٹر کی حیثیت میں آپ ہی اپنے آپ کو اس کی قیمت ادا کرتے ہیں۔ خزانچی کا فرض بھی آپ ہی کے ذمہ ہے۔ سکرٹری کے طور پر معاہدات بھی آپ خود کرتے ہیں۔ اور آڈیٹر (محاسب) کی حیثیت میں خود ہی انکی تصدیق بھی کر لیتے ہیں ؟"

" مسٹر ٹاملنسن آپ بالکل بجا فرماتے ہیں۔ لیکن آخر قاعدہ بھی تو یہ ہے کہ مشترکہ سرمایہ کی کمپنیوں سے سوائے اُن کے بانی کے اور کسی کو نفع حاصل نہیں ہوتا"

دلال نے کہا " ہاں یہ تو صحیح ہے۔ مگر اندیشہ ہے کہ پبلک کو اس دام میں پھنسانا ذرا مشکل ہوگا۔ کیونکہ لوگ ایک ہی شخص کو کمپنی کے سارے عہدوں پر دیکھ کر گھبرا جائیں گے"۔

" یہ ایک فضول سا خیال ہے۔ آلڈرمین کی حیثیت ایسی ہے کہ محض اس کا نام ہی ہر شخص کا اطمینان کرا دیتا ہے۔ بھلا کیا دنیا اس کو نہیں مانتی۔ کہ لندن کے آلڈرمین قارون کے برابر خزانہ رکھتے ہیں؟"

" بجا لیکہ اصل یہ ہے" ٹاملنسن نے کسیقدر مسکراتے ہوئے کہا " بجا لیکہ اصل یہ ہے کہ اگر ضرورت آپڑے تو اُن کے پاس سے ایک جھنجی کوڑی نکلنا محال ہے"

آلڈرمین سنف نے زور کا قہقہہ لگایا اور کہنے لگا " باوجود اس کے تم دیکھتے ہو۔ ہم کس مزے کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ لیکن خیر ان باتوں کو چھوڑ یئے۔ اور یہ بتائیے کہ اس معاملہ میں میں کس قدر امداد کی توقع رکھ سکتا ہوں؟"

ٹاملنسن نے جواب دیا " آپ کی تجاویز خوب ہیں۔ مجھ سے جہانتک ممکن ہوگا دریغ نہ کروں گا۔ یہ تو فرمائیے سنگ مرمر کا نمونہ کہاں دیکھا جا سکتا ہے؟"

آلڈرمین کہنے لگا " میرے دفتر میں۔ میں نے اٹلی سے سنگ مرمر کا ایک نہایت شاندار ٹکڑا منگا لیا ہے۔ اور اس پر بڑے موٹے حروف میں " انگریزی سنگ مرمر" لکھوا کر اسے اپنے دفتر میں رکھا ہوا ہے"

" لیکن اس سنگ مرمر کی کان کہاں واقع ہے؟"

"اس کے متعلق میں نے ابھی کچھ فیصلہ نہیں کیا۔ غالباً اس ہفتہ میں ویلز جاؤنگا اور کوئی سستی سی کان خرید لونگا۔ یہ کام کچھ زیادہ مشکل نہیں"۔

ٹاملنسن نے کہا "حضرت آپ کی ساری تجاویز نہایت معقول ہیں۔ میں اس معاملہ میں آپ کی پورے طور سے امداد کروں گا۔ اب فرمایئے۔ آپ کی کیا تواضع کروں؟ شراب کا گلاس اور بسکٹ منگاؤں؟"

"میں آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مگر اس وقت مجھے جلدی ہے۔ میں نے گلڈ ہال کی عدالت پولیس میں اجلاس کرنا ہے۔ اور ایک شخص کا مقدمہ پیش ہونیوالا ہے جس پر دھوکہ سے ساڑھے تین شلنگ حاصل کرنیکا الزام عاید کیا گیا تھا"۔

"صرف ساڑھے تین شلنگ کا!" ٹاملنسن نے انداز حیرت سے کہا۔ گویا اس وقت اُسے ان دو لاکھ پونڈ کا خیال تھا۔ جو آلڈرمین صاحب خود لوگوں کو دھوکہ دیکر وصول کرنا چاہتے تھے۔

"جی ہاں" مسٹر سنف نے کہا "آج پھر اس مقدمہ کی پیشی ہے۔ اور میں اس بدبخت کو عبرتناک سزا دوں گا۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ شہر کو ایسے تمام بدمعاشوں سے پاک کردوں۔ لیجئے۔ میں چلتا ہوں۔ آپ وہاں سے گذرتے وقت سنگ مرمر کا ٹکڑا دیکھتے جایئے گا۔ لیکن ہاں" اس نے آواز نہایت مدھم کرکے کہا "اس بات کا خیال رکھئے۔ کہ آپ سے کوئی پوچھے۔ تو اسے ویلز کا سنگ مرمر ہی ظاہر کیجئے گا"۔

آلڈرمین صاحب اپنی تجویز کی کامیابی کی امیدوں پر خوش خوش دفتر سے نکل کر گلڈ ہال میں پہنچے۔ اور وہاں انہوں نے حسب وعدہ اس ملزم کو تین ماہ قید بامشقت کی سزا دیکر اپنی اس شہرت کو کہ لندن میں ان سے زیادہ سخت کوئی مجسٹریٹ نہیں۔ پورے طور پر ثابت کیا۔

مسٹر آلڈرمین سنف کو رخصت ہوئے چند ہی منٹ گذرے تھے۔ کہ مسٹر گرین وڈ ٹاملنسن کے دفتر میں داخل ہوئے۔ اور اسی کرسی پر جسے آلڈرمین صاحب نے چند لمحہ قبل خالی کیا تھا۔ بیٹھ کر فرمانے لگے "دوست ٹاملنسن ایک مدت غالباً ایک ہفتہ کے بعد آج ادھر آنا ہوا ہے۔ فرمایئے۔ کاروبار کا کیا حال ہے؟"

ٹاملنسن نے کہا "شکر ہے اچھی طرح چل رہا ہے۔ نئے دن جو صد ہا فرضی کمپنیاں قایم ہو رہی ہیں۔ در اصل وہی ہم دلالوں کا ذریعہ معاش ہیں۔ حصہ دار جہنم میں جائیں یا دوزخ میں۔ ہمیں اپنی کمیشن سے کام ہے"۔

گرین وڈ نے کہا "میرے خیال میں اب تو آپ نے اپنے ضمیر سے اس مضحکہ خیز اضطراب کو دور کر دیا ہوگا جس کی بدولت سارے لومبرڈ سٹریٹ میں آپ سب سے بزدل آدمی سمجھے جاتے تھے"

"دنیاداری میں پڑ کر ایسا کرنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے"

گرین وڈ کہنے لگا "مجھ سے پوچھو تو ہمیں ان مشترکہ سرمایہ کی کمپنیوں کی لامحدود تعداد اور ان کے حصوں کی فروخت سے بخوبی طور پر فائدہ حاصل کرنا چاہیے۔ آخر ایک دن آئیگا۔ جب لوگ حقیقت حال سے واقف ہو جائیں گے۔ اور جب یہ کمپنیاں یکے بعد دیگرے ٹوٹنے لگیں گی۔ تو نہائت بھیانک نظارے دیکھنے میں آئیں گے۔ سینکڑوں ہزاروں گھرانے تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ ممکن ہے وہ وقت سال دو سال پانچ سال تک نہ آئے۔ لیکن آخر آئے گا ضرور۔ اور اس کی پہلی علامت یہ ہوگی۔ کہ دیوان عام میں مشترکہ سرمایہ کی کمپنیوں کے معاملات اسقدر بڑھ جائینگے کہ انہیں آیندہ اجلاس پر ملتوی کرنا پڑے گا۔ اس وقت سب سے پہلے لوگوں کے اعتماد کو صدمہ پہنچے گا۔ اور پھر جب انجام کا وقت آئے گا۔ تو۔۔۔ اُف وہ نظارہ بڑا خوفناک ہوگا۔ ہر شخص اپنے حصوں کی فروخت کی فکر میں ہوگا۔ اور خریدار ڈھونڈے سے نہ ملیں گے۔ اس لئے ٹاملنسن اگر تم اس کاروبار میں حصہ لو تو میری ان باتوں کو یاد رکھنا۔ میں خود انہیں پیش نظر رکھ کر کاروبار کرتا ہوں"

"بیشک آپ کی دور اندیشی میں کسے کلام ہو سکتا ہے۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ دلال اپنا روپیہ کبھی خطرہ میں نہیں ڈالتا۔ یہ کام ان لوگوں کا ہے جو اس سے خدمت لیتے ہیں"

"تو اس صورت میں آپ کی زندگی بڑی خوشحالی سے بسر ہوتی ہوگی"

گرین وڈ نے پوچھا

"میں ایک معقول آمدنی حاصل کر رہا ہوں۔ اور میرا کاروبار دن بدن ترقی پر ہے۔ لیکن وہ ایک ہزار پونڈ جو آپ نے مجھے ۲۰ صدی سود پر دیئے تھے۔ ابتک میرے سر پر ایک بوجھ معلوم ہوتے ہیں ..."

"ہاں۔ صرف ۲۰ فی صدی پر"

"بہت خوب۔ صرف ۲۰ فیصدی!" ٹاملنسن نے آہ سرد بھر کر کہا "خیر سردست میں اس رقم میں سے آپ کو ایک سو پونڈ ہی ادا کر سکتا ہوں۔ گو وعدہ میں نے ہر چار ماہ بعد دو سو پونڈ ادا کرنے کا کیا تھا"

گرین وڈ کہنے لگا "کچھ مضائقہ نہیں۔ آپ سو پونڈ ہی دیدیجئے"۔ اور یہ کہکر اُس نے اس رقم کی رسید لکھدی۔ ٹاملنسن نے سو پونڈ کے نوٹ گرین وڈ کے حوالہ کئے۔ جنہیں اُس نے بڑی بے احتیاطی سے دیکھ کر جیب میں ڈال لیا۔ اس کے بعد کسی قدر سکوت رہا۔ پھر گرین وڈ کہنے لگا "آج کل شہر میں کاروبار خوب چمک رہا ہے۔ اول تو مجھے پارلیمنٹ کے کاموں سے ہی بہت کم فرصت ہوتی ہے۔ مگر پھر بھی جب کبھی میں شہر میں آتا ہوں۔ تو ضرور کسی ایسے آدمی سے واسطہ پڑتا ہے۔ جسے حصوں کی خریداری کے لئے چند سو پونڈ قرضہ کی ضرورت ہو"

دلال بولا "اس میں کچھ شک نہیں۔ آپکا کاروبار خوب چمک رہا ہے۔ اس مادی دنیا میں صرف وہی لوگ خوشحال ہو سکتے ہیں۔ جو دوسروں کی مصیبت سے فایدہ اٹھانے میں دریغ نہ کریں"

"اس میں کیا شک ہے؟" ممبر پارلیمنٹ نے کہا "مجھے امید ہے کہ آپ بھی اسی اصول پر عمل کریں گے"

"میرا کام گذارہ لایق چل رہا ہے اور مجھے کسی قسم کی شکایت نہیں۔ جہانتک ممکن ہے۔ میں پوری دیانتداری سے کام کرتا ہوں۔ اور محض یہ بات مجھے کئی فایدہ مند موقعوں سے محروم رکھتی ہے۔ اس کے علاوہ اُس غریب بڈھے کی یاد مجھے بارہا ستاتی ہے۔ جس نے اس قدر علو ہمتی سے اپنے آپ کو میری خاطر قربان کردیا"

"پھر وہی کمزوری! اگر آپ اسکی نسبت ایسے ہی فکر مند ہیں۔ تو تا عمر میں

اس کے متعلق ایک اشتہار شائع کرا دیجئے۔"

"لیکن وہ اسے دیکھ کر سمجھے گا کہ پولیس کی کوئی چال ہے جو اس کی گرفتاری کے لئے اختیار کی گئی ہے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ اس کے خلاف وارنٹ گرفتاری نکل چکا ہے۔"

"خیر کوشش تو کر دیکھئے۔ اگر وہ بدنصیبی سے گرفتار ہی ہوگیا۔ تو ہم صاحب ہوم سکرٹری کی خدمت میں ایک عرضداشت بھیجکر اس کی سزا میں تخفیف کی درخواست کر دیں گے۔ گو اس سے اس کو کوئی خاص فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ اس کی عمر....."

ٹاملنسن بظاہر اس گفتگو سے بے حد متاثر ہوا تھا۔ وہ کہنے لگا "مسٹر گرین وڈ اس گفتگو کو جانے دیجئے۔"

"بیشک واقعات نہایت دردناک ہیں۔ اگر کبھی وہ بڈھا مجھے بازار میں مل جائے۔ تو میں ضرور اسے ایک گنی دیدونگا۔"

"صرف ایک گنی؟" ٹاملنسن نے حقارت آمیز لہجہ میں کہا "شاید پانچ پونڈ تو آپ مجھ سے اس غریب اطالوی نواب ہی کو دلا دیں گے۔ جس سے آپ نے دھوکہ سے ۱۵ ہزار پونڈ لئے تھے۔"

گرین وڈ کہنے لگا "اُسے غریب نہ کہو۔ وہ اس وقت ۲۰ ہزار پونڈ سالانہ کی آمدنی رکھتا ہے۔"

ٹاملنسن نے حیرت زدہ ہو کر کہا "اچھا! غالباً اس کی قسمت میں کوئی انقلاب عظیم واقع ہوا ہے؟"

"میں یہ سارا واقعہ آپ کے روبرو مختصر لفظوں میں بیان کئے دیتا ہوں۔ ایک نوجوان لیڈی نے جس سے میں واقف ہوں۔ کونٹ الٹروبی سے کیسل سکالا کے صدر مقام منٹوئی میں اسکے بعض دوستوں کے نام تعارف کے خطوط حاصل کئے تھے۔ اور وہ اس جگہ بحالی صحت کی غرض سے گئی تھی۔ خوش قسمتی سے وہاں کا گرینڈ ڈیوک اس پر مفتون ہوگیا....."

"آپ کا اشارہ مس الزا سٹانی کی طرف ہے؟"

"ہاں - آپ اس سے واقف ہیں؟"

"نہیں - مگر میں نے اخبارات میں ایڈورڈ سوم سے اس کی شادی کی کیفیت پڑھی تھی"

"خیر تو جس وقت ان دونوں کی شادی ہو گئی - اُس وقت سے کونٹ الٹرواز کے لئے دس ہزار پونڈ سالانہ کی پنشن منظور کر لیگئی ہے - یہ گویا اس نقصان کا تاوان ہے - جو بعض سیاسی سازشوں کے شبہ میں اُسکی ضبطی جائداد سے اسے پہنچا تھا"

"مگر یہ حالات آپ کو کیونکر معلوم ہوئے؟"

"میرا ملازم فلپو منٹوؤنی کا رہنے والا ہے - اور وہ کیسل سکالا کے حالات سے پورے طور پر واقف ہے - اب کونٹ الٹرونی اپنے کنبہ سمیت رچمنڈ میں اپنی سابقہ کوٹھی میں چلا گیا ہے"

"مجھے اس واقعہ کو سنکر بڑی خوشی ہوئی ہے - میرے دل سے ایک قسم کا بوجھ اُتر گیا ہے - اس نواب سے جو معاملہ ہوا تھا - اسکے باعث میرا ضمیر مجھے ملامت کرتا رہا ہے"

گرین ووڈ نے طنزاً کہا "خیر یہ بھی اچھا ہوا" پھر اُس نے اپنی کرسی ٹاملنسن کے قریب سرکا کر کہا "بلاشبہ تم اپنی دیانتداری میں شہر کے سارے کاروباری آدمیوں سے بڑھے ہوئے ہو - لیکن مجھے تم سے ایک بات کہنی ہے - اُسے میں مختصر لفظوں میں کہہ ڈالتا ہوں - کیونکہ ٹھیک ایک بجے راٹن برو کی زرعی سوسائٹی کا ایک وفد میرے روبرو پیش ہونیوالا ہے - اور میں وہاں جلد تر پہنچنا چاہتا ہوں - میں ایسے لوگوں کو ایک گھنٹہ سے زیادہ انتظار کرانا پسند نہیں کرتا"

"یہ آپ کی بڑی عنایت ہے"

"میں اسے اپنا فرض سمجھتا ہوں - لیکن مسٹر ٹاملنسن میں اس وقت آپ کے ساتھ بیفائدہ گفتگو میں وقت ضائع کرنے نہیں آیا - بلکہ ایک خاص مدعا کو لیکر آیا ہوں - بات یہ ہے کہ ایک شخص کو جس سے میں واقف ہوں - ایک نہائت نازک اور اہم کام کے لئے ایک دلال کی خدمات درکار ہیں" پھر اُس نے اپنی آواز کو اور بھی مدھم کر کے کہا "کام اس قسم کا ہے کہ کوئی شخص آنکھیں بند کر کے کردے اور ۵۰۰ پونڈ نقد اس کا معاوضہ لے لے"

"لیکن میں اس قسم کا کوئی کام کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوں ... سے میری زندگی خطرہ میں ہو" ٹاملنسن نے اضطراب کے ... میں کہا ... تم نے

"اس کی ضرورت ہی نہیں" گرین وڈ نے جواب دیا" لیکن میں اس کے متعلق زیادہ تفصیل میں پڑنا نہیں چاہتا۔ آج دن کے وقت ایک شخص تمہارے پاس آئیگا۔ اور وہ اس کام کی نوعیت واضح کر سکیگا۔"

"اس شخص کا نام کیا ہے؟" ٹاملنسن نے پوچھا۔

"مسٹر چچیسٹر۔ آرتھر چچیسٹر۔"

"چچیسٹر۔ چچیسٹر" ٹاملنسن نے کچھ سوچتے ہوئے کہا" یقیناً یہ نام تو میں نے سنا ہوا ہے۔ ہاں اب یاد آ گیا۔ شاید اسی کی نسبت چند دن ہوئے آپ نے کہا تھا۔ کہ وہ آپ کے اور سر روپرٹ ہاربرو کے درمیان کچھ شرارت کر رہا ہے۔"

"ہاں وہی" گرین وڈ نے جواب دیا" اور میری یہ شکایت کچھ بیجا نہ تھی۔ مگر بات یہ ہے کہ یہ واقعات معلوم کرنے سے چند ہفتہ پہلے میں ایک معاملہ میں اسکا مشیر اور معتمد بن چکا تھا۔ اور اس لئے باوجود اس کی نامناسب حرکات کے اس خاص معاملہ کے متعلق اُسے ہر قسم کی امداد اور مشورہ دینے کے لئے مجبور رہوں۔ اس کے علاوہ اب چونکہ مجھ میں اور سر روپرٹ میں جو اختلاف پیدا ہوا تھا۔ وہ رفع ہو گیا ہے۔ اس لئے ایک تیسرے شخص کے متعلق دل میں کینہ رکھنا فضول ہے۔ بالخصوص اس لئے کہ اس میں میرا اپنا بھی فائدہ ہے۔"

اس آخری فقرہ کو سُنکر ٹاملنسن ہنس پڑا۔ اور کہنے لگا" میں جانتا تھا۔ کہ اس معاملہ کی تہ میں کیا بات ہے۔ خیر میں آپ کے دوست سے ملاقات کر کے اس معاملہ کے سارے حالات معلوم کروں گا۔ اور اس کے بعد اگر مجھے نظر آیا۔ کہ میں بغیر کسی خطرہ کے ۵۰۰ پونڈ کما سکتا ہوں۔ تو یقیناً میں اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دونگا۔"

"بہت خوب۔ یہ سمجھ کی باتیں ہیں" گرین وڈ نے کہا" میرے دوست۔ ہر بات میں تامل کرنے سے کام نہیں چلتا۔ ذرا غور کرو کہ اگر میں ایسا ہی کرتا تو میری آج کیا حالت ہوتی؟ کیا میں ایک لاکھ پونڈ کے محفوظ کفالت ناموں کا مالک ہوتا؟ کیا میں ان تمام باتوں کو پورا کر سکتا جو صرف روپیہ کے ذریعہ سے پوری ہو سکتی

ہیں؟ علاوہ بریں کیا میں ایک آزاد خیال اور مشہور حلقہ کا نمایندہ بن سکتا؟
دوست ٹاملنسن جب کسی کام میں تامل کرنے لگو۔ تو میری حالت پر غور کرلیا کرو۔
اور ہمیشہ میری نصیحت یاد رکھو کہ دولت پیدا کرو۔ ایمانداری سے اگر ممکن ہو۔
لیکن بہرصورت دولت پیدا کرو۔"
اتنا کہکر گرین وڈ رخصت ہوگیا۔ اور ٹاملنسن اپنے دل سے گفتگو کرنے لگا
"بیشک اسکی نصیحت قابلِ غور ہے۔ دنیا کا تقاضا یہی ہے کہ اگر ممکن ہو۔
تو ایمانداری سے دولت پیدا کرو۔ لیکن اگر ایسا نہ ہوسکے۔ تو بھی جس طرح بن پڑے
پیدا کرو۔ جب میں اپنے گرد نظر ڈالتا ہوں۔ تو ہر شخص اسی مقولہ پر عمل کرتا نظر
آتا ہے۔ شرف پاکپز ایک فرضی کام میں حصہ لینے کے لئے تیار ہے۔ اور آلڈرمین
سمٹ خود ایک فرضی کام محض روپیہ کی خاطر تیار کرتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو
شہرت اور عزت رکھتے ہیں۔ جنہیں گورنمنٹ نے ذمہ داری کے عہدوں پر مامور
کیا ہے۔ جو عدالتوں میں انصاف کرنے کے مدعی ہیں۔ اور جو صاحب اختیار اور
ذی اثر ہیں۔ بیشک ان کی حالتوں کو زیرِ نظر رکھ کر معاملہ قابلِ غور معلوم ہوتا ہے
خود گرین وڈ کو دیکھو کہ اپنی جرأت سے ایک دن میں اتنا کما سکتا ہے۔ جتنا میں
ہر بات میں اٹک اٹک کر چلنے والا سال بھر میں بھی پیدا نہیں کرسکتا۔ اس
عجیب و غریب شہر میں جہاں ہر شخص کے آگے سونے کا فرش بچھا ہوا ہے۔
اس کو اٹھانے سے جھجکنا انتہا درجہ کی بزدلی ہے۔ بیشک دوست گرین وڈ!
تم راستی پر ہو۔ تمہارا قول بالکل صحیح ہے کہ دولت پیدا کرو۔ ایمانداری سے اگر
ممکن ہو۔ لیکن بہرصورت دولت پیدا کرو۔"
وہ انہی خیالات میں محو تھا کہ کمرہ کا دروازہ کھلا۔ اور ایک کلرک نے اندر
داخل ہوکر کہا "ایک صاحب جو اپنا نام چیسٹر بتاتے ہیں۔ آپ سے ملنا
چاہتے ہیں۔"
ٹاملنسن نے کہا "انہیں اندر بھیجدو۔"
چیسٹر نے حسبِ معمول فیشن ایبل لباس پہنا ہوا تھا۔ اور اس کی چال
میں اب تک وہی بانکپن باقی تھا۔ جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ ابھی تک نہیں ہے

لاپروائی سے ایک کرسی پر بیٹھ کر اُس نے کہا "غالباً میرے دوست گرین وڈ نے آپ سے میرا ذکر کیا ہوگا؟"۔ "جی ہاں میں آپ کی آمد کا منتظر تھا"!

"لیکن انہوں نے میری آمد کا مدعا شاید آپ سے بیان نہیں کیا؟"

دلال نے جواب دیا "اس بارہ میں جبتک تا حال لاعلمی کی حالت میں ہوں"۔

"گویا مسٹر گرین وڈ نے اس بارہ میں آپ سے کسی بات کا ذکر نہیں کیا؟"

"جی نہیں۔ صرف اتنا کہا تھا کہ میری خدمات ایک کار خاص کے لئے مطلوب ہیں۔ جس کے عوض مجھے ۵۰۰ پونڈ دیئے جائیں گے"۔

"بالکل ٹھیک" چچسٹر نے کہا "پھر اب آپ اس کام کے لئے آمادہ ہیں؟"

"بہرصورت مجھے اس کام کی نوعیت معلوم ہونی چاہیئے"۔

"فرض کیجئے۔ آپ بعد میں اسے کرنے سے انکار کردیں"

"اس صورت میں مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپکا راز میرے سینہ میں محفوظ رہیگا"۔

"خیر تو میں آپکو ضروری حالات سے واقف کئے دیتا ہوں۔ کم و بیش تین ماہ کا عرصہ گذرا۔ میں نے ایک بیوہ عورت سے شادی کی تھی۔ اس لئے نہیں۔ کہ وہ بہت زیادہ قبول صورت تھی بلکہ اس لئے کہ اس کے سولہ ہزار پونڈ ساڑھے تین فی صدی سود پر لگے ہوئے تھے۔ اُس کی عمر ۲۵ سال کی تھی۔ اور وہ کمبرج ہتھ گیٹ کے قریب ایک چھوٹی سی خوشنما کوٹھی میں رہا کرتی تھی۔ جولائی یا اگست کا ذکر ہے۔ کہ اُس سے میری ملاقات ایک پارٹی کے موقعہ پر ہوئی۔ جو میرے والد کے مکان پر جمع تھی۔ اور جس میں میری شرکت کی بڑی وجہ بڈھے سے کچھ روپیہ حاصل کرنا تھی۔ اس پارٹی میں مسز نگسن بھی شریک تھی۔ اس کا نام تو مجھے گنواروں کا سا معلوم ہوا لیکن ایک طرف روپیہ کی طمع اور دوسری طرف یہ خیال تھا۔ کہ اس کا ذاتی نام وایولا ہے۔ شادی کے بعد وایولا چچسٹر بہت عمدہ نام ہو جائے گا۔ غرضکہ اس موقعہ پر میری اس بیوہ سے ملاقات ہوگئی۔ اور ہم دونوں نے بڑی حد تک ایک دوسرے کو پسند کرلیا۔ اس کے اگلے دن میں اس کے مکان پر پہنچا۔ اور اس کے بعد بھی جب کبھی موقعہ ہوا۔ اس سے ملتا رہا۔ باوجود اس ساری میل ملاقات کے اُس سے شادی کرنے کا خیال مجھے اس دن تک

پیدا نہ ہوا تھا۔ جس روز میں نے دیکھا کہ میری جیب میں جھنجی کوڑی نہیں ہے۔
اور میرا دوست ہاربرو مجھ سے ابتر حالت میں ہے۔ اُس روز کوئی چارہ کار نہ دیکھ کر
میں بشپس گیٹ سٹریٹ کی ایک بندگاڑی میں سوار ہوا۔ اور کیمبرج ہیتھ میں
پہنچکر اُسی روز مسز ہگنز سے شادی کی درخواست کردی۔ اُس نے بھی انکار نہیں
کیا۔ اثنائے گفتگو میں معلوم ہوا کہ اُس کا پہلا شوہر بڑا مالدار تھا۔ اور وہ کوئی
۱۶ ہزار کی رقم اس کے نام چھوڑ مرا ہے۔ خود میں نے بھی اپنے آپ کو کافی
مالدار ظاہر کیا۔ اور میرے باپ کی دولتمندی سے وہ پہلے ہی بخوبی واقف تھی۔
میں نے اُس سے کہا۔ میرے پاس چند ہزار پونڈ جمع ہیں۔ اور میرا والد ۳۰۰ پونڈ سالانہ
مجھے جیب خرچ کے لئے دیتا ہے۔ شادی کے معاملہ میں اُس نے ایک شرط یہ کی
کہ اُس کا ذاتی روپیہ اسی کے نام پر رہے۔ میں نے اس انتظام کو ناپسند تو کیا۔
گر وہ اصرار کر رہی تھی۔ اور میں نے بہت جلد معلوم کرلیا۔ کہ مسز ڈالیوٹا ہگنز بڑی
ضدی عورت ہے۔ غرضکہ آخر مجھی کو ہار ماننا پڑی۔ اور میں نے یہ بھی سوچا۔
اتنی مالدار بیوی اس آسانی سے پھر شاید نہ مل سکے۔ اس لئے اس زریں
موقعہ کو ہاتھ سے دینا سراسر دیوانگی ہے۔ مانا کہ اب وہ ضد پر اڑی ہوئی
ہے۔ لیکن شادی کے بعد اُسے چمکار لینا مشکل نہ ہوگا۔ خیر میں نے
اس کی تجویز مان لی۔ اور اس کے چند دن بعد ہماری شادی
ہوگئی۔

"میں نے اس واقعہ کا ذکر اپنے اعلیٰ طبقہ کے دوستوں سے نہیں کیا۔ کیونکہ
میں اُنہیں شادی میں مدعو کرنا نہ چاہتا تھا۔ اندیشہ تھا۔ اُن کے بیباکانہ طریقے
بیوہ عورت کو خائف نہ کردیں۔ اور وہ عین وقت پر شادی سے انکار کردے
غرض شادی چپکے چپکے ہوگئی۔ اور ہنی مون کا زمانہ ہم نے سٹریٹ فورڈ لا بو میں بسر
کیا۔ جہاں میری سالی اور اس کا شوہر رہتے ہیں۔ لندن واپس آکر میں نے
رفتہ رفتہ اپنی نئی بیوی کو اپنے مالی حالات سے واقف کرنا ضروری سمجھا۔ کیونکہ
اصل یہ ہے کہ میرے پاس ایک پیسہ بھی نقد موجود نہ تھا۔ اور میرے والد نے
مدت گذری میرا خرچ بند کردیا تھا۔ جس سے [illegible] ایک بڑی رقم کے لئے مقروض

ہو چکا تھا۔ انہی دنوں میں بعض قرضخواہوں نے کیمبرج ہیتھ والے مکان پر آکر جہاں
ہم دونوں نے سکونت اختیار کی تھی۔ مجھے تنگ کرنا شروع کیا۔ اور بعض نے
تو دھمکیاں بھی دیں۔ میری حالت بڑی نازک تھی۔ میں نے یہ شادی محض اس
لئے نہ کی تھی کہ نئی بیوی کو سیر کرانے ساتھ لے جایا کروں۔ یا رات کیوقت اسے کہانیاں
پڑھ کر سناؤں۔ مجھے تو ضرورت روپیہ کی تھی۔ جس سے قرضخواہوں کا تقاضا پورا ہو۔
اور آئندہ کے لئے بسر اوقات کی صورت نکلے۔ غرض میں نے رفتہ رفتہ اُسے
سارے حالات سے واقف کیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی التجا کے لہجہ میں کہا۔ کہ
تمہارے حسن و قابلیت نے مجھے اس دھوکہ دہی پر مجبور کیا ہے۔ اس پر اُس نے
وہ طیش ظاہر کیا کہ خداوندا! تیری پناہ! وہ دیوانوں کی طرح بکواس کرنے لگی۔ پھر
گھنٹوں روتی رہی۔ اس قدر جھلائی کہ میں ڈرا۔ کہیں مجھ پر وار نہ کر بیٹھے۔ اُس نے
مجھے ایسے ایسے طعنے دیئے۔ کہ دل و جگر کباب ہوگیا۔ حیران تھا۔ کیا کروں۔ نہ جائے
رفتن نہ پائے ماندن۔ دل میں کہتا تھا۔ کہیں سے شیطان نمودار ہو کر ہم میں سے
ایک کو اٹھا لے جائے تو یہ عذاب ختم ہو۔ بالآخر جوں توں کر کے اس دردناک
نظارہ کا خاتمہ اس طرح ہوا کہ وایولا بیہوش ہوگئی۔ میں نے اس کی بہت کچھ خدمت
کی۔ اُسے لے جا کر بستر پر لٹایا۔ اور خود رات بھر اس کے سرہانے بیٹھا رہا۔
بارے وہ سنگدل کچھ موم ہوئی اور کہنے لگی۔ آرتھر تم نے مجھے بڑا دھوکہ دیا۔
لیکن خیر میں تمہیں معاف کرتی ہوں۔ مجھے اس بات کا افسوس نہیں۔ کہ میں
اُس دولت اور آمدنی سے محروم ہوگئی۔ جس کا تم نے ذکر کیا تھا۔ افسوس
اس بات کا ہے کہ تم نے شادی کرنے کی غرض سے مجھے دھوکہ دیا۔ لیکن خیر جو
کچھ ہو گیا۔ اُسے جانے دو۔ میری دولت کی آمدنی ہم دونوں کے گذارہ لائق کافی ہی
اور اگر تم نے میرے ساتھ اچھی طرح سلوک کیا۔ تو مجھے یہ رنج بہت جلد بھول جائیگا۔"

ٹاملنسن حیران تھا کہ ان ساری تفصیلات کا ان خدمات سے کیا تعلق ہو سکتا
ہے۔ جن کی اس سے توقع کی جاتی تھی۔ تاہم اُس نے کہا "میرے خیال میں مسز
چیچسٹر بڑی فیاض۔ شریف اور سمجھدار خاتون ہے۔"

چیچسٹر کو اظہار رائے پسند نہ تھی۔ کیونکہ اُس نے کسقدر کھانستے ہوئے

کہا۔ لیکن یہ سب محض ظاہرداری کے لئے تھا۔ کیونکہ وہ اپنے روپیہ کا زر اصل
میری ضروریات کے لئے دینے سے آخر دم تک انکار ہی کرتی رہی۔ میں نے
اس سے اپنے قرضخواہوں کا ذکر کیا۔ تو کہنے لگی۔ تم اُن کی فہرست تیار کرکے
میرے سالسٹر کے حوالہ کردو۔ وہ ان سے بھگت لیگا۔ میں نے کہا۔ میں اس
معاملہ سے خود اچھی طرح نپٹ سکتا ہوں۔ مگر اُس نے نہ ماننا تھا نہ مانا۔ انجام کار
مجھے صاف لفظوں میں کہدینا پڑا۔ کہ میں ہر وقت تمہارا دست نگر ہوکر نہیں
رہ سکتا۔ بہتر ہے کہ تم نصف جائداد میرے حوالہ کردو۔ میں گھوڑا گاڑی رکھونگا۔
میرے دوست میرے ہاں آیا کریں گے۔ ان کی خاطرداری کرنی ہوگی۔ اور ہم
اب امیروں کی طرح زندگی بسر کریں گے۔ ان سب باتوں کو سنکر اُس نے پھر وہی ضد
پکڑلی۔ کہنے لگی۔ تم اپنے جیب خرچ اور کپڑوں کے لئے ۱۰۰ پونڈ سالانہ لے لیا کرو۔
لیکن زر اصل میں کبھی تمہارے حوالہ نہ کرونگی۔ گھوڑے۔ گاڑی اور دوستوں کی
دعوت کا خیال اُس کے نزدیک مضحکہ خیز تھا۔ میں نے منت کی۔ دھمکایا بھی اور
دلیلوں سے سمجھانے کی بھی کوشش کی۔ لیکن اس نے میری باتوں پر بالکل توجہ نہ
دی۔ اسی بحث مباحثہ میں کئی دن گذر گئے۔ جتنا زیادہ میں اصرار کرتا تھا۔ اُسی
قدر اُس کا انکار بڑھ رہا تھا۔ آخرکار ایک روز صبح کے وقت ہم دونوں میں خوب
جھگڑا ہوا۔ میں نے قسم لی کہ تم سے اس بدسلوکی کا بدلہ لونگا۔ اب تم منت خوشامد
کو نہیں مانتی ہو۔ پھر میری منت کرکے اور ہاتھ جوڑکر روپیہ دوگی۔ لیکن تریاہٹ
مشہور ہے۔ اس نے میری باتوں کی مطلق پروا نہیں کی۔ اور یہی کہتی رہی۔
میں تمہارے ہاتھوں تباہ ہونا نہیں چاہتی۔ یہ کوئی ایک مہینہ کا واقعہ ہے میں
غصہ میں بھرا ہوا گھر سے نکلا۔ اور وسٹ اینڈ میں اپنے دوستوں سے مشورہ
لینے چلا۔ اس بدبخت کی بےرحمی دیکھئے کہ میری جیب میں اُس وقت کرایہ کیلئے
بھی پیسے نہ تھے۔ ناچار پیدل چلدیا۔ سر روپرٹ ہاربرو کے مکان کی طرف جا رہا
تھا۔ کہ راستہ میں گرین وڈ ملا۔ وہ مجھے متفکر اور مضطرب دیکھ کر ٹھہر گیا۔ اور حالات
پوچھنے لگا۔ میں نے اسے تمام واقعات سے خبردار کیا۔ چند منٹ غور کرنے
کے بعد وہ کہنے لگا۔ اس معاملہ میں ہاربرو سے مشورہ لینا فضول ہے۔ وہ

تمہاری مدد نہ کر سکیگا۔ ایسی عورت کو سیدھا کرنیکی ترکیب مجھے یاد ہے۔ تم اُسے زیر حراست رکھواؤ میں نے کہا۔ تجویز بڑی معقول ہے۔ لیکن ڈر ہے اسکے دوست رشتہ دار میرے مخالف بن جائینگے۔ اس کے علاوہ میرے پاس ایک کوڑی تک موجود نہیں جس سے اُسے پاگلخانہ بھجوا سکوں۔ گرین وڈ مجھے پاس کے شراب خانہ میں لے گیا۔ اور وہاں ہم نے ایک بوتل شراب پر اس سارے معاملہ کو طے کیا۔ اس نے کچھ معاوضہ مقرر کر کے دم آخر تک میری امداد کا اقرار کیا۔ قدرتی طور پر میں نے اُسکی پیش کردہ تجویز کو منظور کر لیا۔ اور اس کام کو ایسے طریق پر سر انجام دیا گیا کہ . . . "

"جس کی گرین وڈ سے ہی توقع ہو سکتی ہے"۔ ٹاملنس نے فقرہ ختم کرتے ہوئے کہا

"بیشک بیشک" چچسٹر نے کہا "وہ پورا تجربہ کار آدمی ہے۔ وہ دو سرجنوں کو مختلف اوقات پر بظاہر میرے معالجہ کے لئے کیمبرج ہیتھ والی کوٹھی میں لایا۔ میں ان اوقات پر گھر میں موجود رہتا تھا۔ ڈاکٹروں نے میری بیوی کو دیکھا۔ اور بالآخر نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے مجھے اس قسم کے سرٹیفکیٹ دیدیئے۔ جنکی مجھے ضرورت تھی"!

"دیوانگی کے سرٹیفکیٹ؟" ٹاملنس نے پوچھا۔

"جی ہاں دیوانگی کے سرٹیفکیٹ"! چچسٹر نے جواب دیا۔ "گرین وڈ نے یہ ساری کارروائی ایسی ہوشیاری سے کی کہ کسی کو اس پر شبہ نہ ہو سکتا تھا۔ اور خود وہ آخر تک پردہ میں رہا۔ اسی نے ان کی فیس ادا کی۔ اور اسی نے مجھ سے ایک شخص کی سفارش کی۔ جو میری بیوی کو زیر حراست رکھنے کا کام بوجہ احسن سر انجام دے سکتا ہے۔ اس کارروائی میں دو تین دن گذر گئے۔ میں نے اپنی بیوی سے جھگڑے کی نوبت نہیں آنے دی۔ ہاں اگر کبھی میں نے اس سے روپیہ کا تقاضا کیا۔ تو اُس نے ہمیشہ میری بات کو اسی طرح سختی سے رد کر دیا۔ میں دم آخر تک انتہائی کارروائی سے بچنا چاہتا تھا۔ مگر ایسی ضدی عورت سے رحم کا سلوک سراسر حماقت ہے۔ خیر۔

"ایک دن کا ذکر ہے۔ ہم دونوں شہر کے ایک حصہ میں سے سیر کرتے ہوئے گذر رہے تھے۔ کہ میں اسے باتوں میں لگا کر اس مقام کے قریب لے گیا۔ جہاں اسے زیر حراست رکھنا مطلوب تھا۔ بازاروں میں سناٹا تھا۔ اور رات کی تاریکی

ہر طرف چھا چکی تھی۔ اُسے جس شخص کے سپرد کرنا مطلوب تھا۔ وہ بھی ہر طرح تیار تھا۔ جب ہم اُس کے مکان کے پاس سے گذرے۔ اس نے تاریکی سے نکل کر میری بیوی کے منہ میں پلاسٹر بھر دیا۔ اور اُسے چیخ مارنے کا بھی موقعہ نہ دیا۔ پھر ہم دونوں اٹھا کر اُسے وہاں لے گئے۔ جہاں اُسے رکھنا مطلوب تھا۔"

"یہ واقعہ تین ہفتہ کا ہے؟" ٹاملنسن نے پوچھا۔

چیچسٹر نے اثبات میں جواب دیتے ہوئے سر ہلایا۔

"اور وہ ابھی تک راہ راست پر نہیں آئی؟"

"اب آچلی ہے" چیچسٹر نے جواب دیا "کل مجھے اُس شخص کی طرف سے جو اس کا محافظ ہے ایک خط ملا تھا۔ اُس میں لکھا ہے۔ کہ اب اُس کا سارا جوش سرد پڑ گیا ہے۔ اور وہ ہر بات میں اپنے شوہر کی اطاعت کے لئے آمادہ ہے۔ اس نے چند دن پہلے اسی شخص نے ایک خط لکھا تھا۔ جس میں بیان کیا گیا تھا۔ کہ میرے طریق علاج سے طمانیت بخش نتائج پیدا ہو رہے ہیں۔ اب کل کے خط سے معلوم ہوا ہے کہ علاج ہر طرح کامیاب ثابت ہوا ہے۔"

اس قدر گفتگو سے ٹاملنسن کو اس بارہ میں کچھ شبہات پیدا ہو چلے تھے۔ کہ اس معاملہ میں میری خدمات کس قسم کی ہونگی۔ چنانچہ اُس نے پوچھا "پھر اب آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟"

چیچسٹر بولا "میں نے گرین وڈ کو اس دوسرے خط کے مضمون سے مطلع کر دیا ہے۔ اور اسی نے مجھے مشورہ دیا تھا۔ کہ اس بارہ میں آپ سے مدد حاصل کروں۔ میری بیوی اب اپنی حماقت کو سمجھنے لگی ہے۔ اور وہ اپنی نصف جائداد یعنی آٹھ ہزار پونڈ میرے نام وقف کرنے کو آمادہ ہے۔ میں بھی ساری کے لئے اصرار کرنا پسند نہیں کرتا اور نصف پر قناعت کرتا ہوں۔"

ٹاملنسن نے کہا "میں نے آپکا مطلب سمجھ لیا۔ آپ کو کسی دلال کی خدمات درکار ہیں۔ جو ۸۰۰۰ پونڈ کی رقم آپ کی بیوی کے حساب سے آپ کے حساب میں منتقل کرا دے۔"

"اور وہ رقم نقد نہ رہے[illegible]

ٹاملنسن کہنے لگا" اس مطلب کے لئے بعض دستاویزات پر آپ کی بیوی
کے دستخط کرانے ہوں گے"

"اس کا گرین وڈ نے مجھ سے ذکر کیا تھا۔ اب ضرورت اس کی ہے کہ آپ میرے
ساتھ اس مقام پر جاکر جہاں میری بیوی قید ہے۔ ان کاغذات پر اُسکے دستخط کرالائیں"

ٹاملنسن بولا" اگر وہ دستخط کرنے پر آمادہ ہو۔ تو مجھے آپ کے ساتھ چلنے میں
کیا عذر ہو سکتا ہے۔ لیکن آپ کو اس کی آمادگی کا یقین ہے؟ اور ہاں اس کا آپ
کے پاس کیا ثبوت ہے۔ کہ وہ اس واقعہ کے بعد سارے حالات عدالت میں
بیان کرکے اپنے دوستوں کی مدد سے قانوناً ہر شخص کو جس نے اس معاملہ
میں حصہ لیا ہو سزا نہ دلائے گی؟"

"اس کا انتظام کیا جاچکا ہے۔ سُنیئے جس کاغذ پر اُس کے دستخط حاصل کرنا
مطلوب ہیں۔ وہ بنک آف انگلینڈ سے ۸۰۰۰ پونڈ حاصل کرنے کے متعلق میرے
نام کا مختارنامہ ہے۔ جس پر دو ماہ پہلے کی تاریخ دی ہوگی۔ یعنی شادی سے
ایک ماہ بعد کی۔ نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اس تاریخ کو ہم دونوں آپکے دفتر میں آئے۔
اور اس نے اس دستاویز پر آپ کی موجودگی میں دستخط کئے۔ چونکہ یہ دستاویز
انتقال جائداد کے ایک عام مختارنامہ کی صورت میں ہوگی۔ اس لئے یہ امر چنداں
تعجب خیز نہ ہوگا۔ کہ میں نے اسے اب تک استعمال نہیں کیا۔ کیونکہ تاریخ کے اعتبار
سے تو یہ دستاویز دو ماہ پہلے کی ہوگی۔ خیر تو آج رات اس کے دستخط اس دستاویز
پر حاصل کئے جانے ضروری ہیں۔ کل انتقال کی کارروائی عمل میں آجائے۔ اور
روپیہ میرے حوالہ کردیا جائے۔ جب یہ سب کچھ ہوچکے۔ تو کل رات اُسے پیر گاڑی
میں سوار کرا کے کیمبرج ہیتھ والی کوٹھی میں پہنچا دیا جائیگا۔ نوکروں کو رشوت دیکر
میں نے اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔ اگر کوئی دقت پیش آئی۔ تو وہ بھی میری بیوی کی عارضی
دیوانگی کی تصدیق کرنے کو آمادہ ہیں۔ ان حالات میں وہ ہمیں کسی طرح کا ضرر نہ پہنچا
سکے گی۔ اگر وہ کہے کہ اس دستاویز پر مجھ سے پاگلپنے میں جبراً دستخط
آپ کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس کاغذ کی نوشت دو ماہ پہلے ہوئی تھی۔ اسیطرح مرجھایا
پاگل خانہ کے محافظ کی بدسلوکی کی شکایت کی۔ تو اس سے ہر شخص کی صورت

کہدیں گے - کہ یہ محض اس کا واہمہ ہے - اس طریق پر اس کی دیوانگی کی اور بھی زیادہ تصدیق ہوجائیگی - اور ہم لسے زیر حراست رکھنے میں حق بجانب ثابت ہونگے - آپ مطمئن رہیے - وہ کوئی بات اس قسم کی کہہ یا کر نہیں سکتی - جس سے ہمیں یا آپ کو کسی طرح کا اندیشہ ہو - کیونکہ اس صورت میں خود اُس کی آزادی معرض خطر میں ہوگی علاوہ بریں تقسیم جائداد کے بعد ہم دونوں ایک دوسرے سے جدا ہوجائینگے - وہ مجھ ایسے شوہر سے الگ ہونے میں ناخوش نہ ہوگی - اور میں خدا سے چاہتا ہوں کہ اس قسم کی کمینہ خصلت بخیل عورت سے جلد تر نجات حاصل کروں "۔

ٹاملنسن کہنے لگا " یہ ساری سکیم گرین وڈ کی ہے - میری نظر میں اور کوئی شخص ایسا ہشیار نہیں کہ ہر قسم کے خطرات سے بچکر ایسی سازش کو مکمل کرسکے "۔

" بہرصورت یہ فرمایئے کہ آپ اس کام میں حصہ لینے پر آمادہ ہیں ؟ یاد رکھئے اسکا معاوضہ ۵۰۰ پونڈ ہے اور یہ رقم آپ اُس روپیہ میں سے جو آپ انتقال کے بعد میرے حوالہ کرینگے - خود ہی رکھ سکتے ہیں "۔

ٹاملنسن نے چند منٹ تامل کیا - وہ اپنے دل میں گرین وڈ کا بتایا ہوا منتر پڑھ رہا تھا " دولت پیدا کرو ایمانداری سے اگر ممکن ہو - لیکن بہرصورت دولت پیدا کرو " پھر کہنے لگا " خیر میں رضامند ہوں "۔

چیچسٹر نے کہا " تو آج رات ۱۰ بجے آپ میرے مکان واقع کمبرج ہیتھ میں تشریف لائیے "

ٹاملنسن نے کہا " میں وقت مقررہ پر پہنچ جاؤنگا لیکن یہ تو فرمائیے - آپ اپنی بیوی کی اس غیر حاضری کے متعلق اس کے رشتہ داروں سے کیا عذر کرینگے ؟ "

چیچسٹر نے کہا " سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کا رشتہ دار سوائے ایک بہن اور بہنوئی کے اور کوئی نہیں - اور وہ جیسا کہ میں بیان کرچکا ہوں - سٹریٹفورڈ لابو میں رہتے ہیں - مصروفیت کے باعث انہیں اسوقت کے بعد جب سے ہماری شادی [illegible] ہے - کمبرج ہیتھ والی کوٹھی میں آنیکا موقعہ ہی نہیں ملا - دوسرے میری بیوی [illegible] تنہائی پسند رہی ہے - اور سوائے میرے باپ کے کنبہ کے بہت کم آدمی [illegible] ملاقات کرتے ہیں - ان حالات میں اس اثنا میں ایک دو آدمی جو اس سے ملنے [illegible] یہ کہکر باآسانی ٹال دیا گیا کہ وہ دیہات میں اپنے رشتہ داروں

کے پاس گئی ہوئی ہے۔" مفصل بیان کیجئے۔"

ٹاملنسن نے پوچھا " آپ تو یہ معما ہے لیکن مطمئن ہیں جو دوست کیلئے معمار کی گئی ہیں۔ اسقدر مکمل ہیں کہ آیندہ آپ کی بیوی اس معاملہ کا کسی سے ذکر نہ کریگی؟"

پچسٹر نے بڑی سنجیدگی سے کہا " مجھے اس بات کا پورے طور پر یقین ہے۔ کہ وہ کبھی اس قسم کا ایک بھی لفظ زبان سے نہ نکالے گی۔ جس کے باعث اُسے پھر اس پاگلخانہ کی سیر کرنی پڑے۔ جہاں وہ اب موجود ہے۔"

" خیر تو میں آپ کی خدمت کے لئے تیار ہوں۔ اور آج رات دس بجے آپ کے مکان پر ضرور پہنچ جاؤں گا۔"

" آج رات ۱۰ بجے ضرور آیئے گا۔" پچسٹر نے کہا اور پھر وہ بھی اُٹھ کر چلا گیا۔

اس کے چلے جانے پر ٹاملنسن بڑے اضطراب کی حالت میں کمرہ میں ٹہلنے لگا وہ اپنے دل سے گفتگو کر رہا تھا " پانسہ پھینکا گیا۔ اور اب میں جرائم کے تاریک گڑھے میں اُترنے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن . . . میرے لئے اس کے سوا چارہ بھی تو نہیں ہے۔ یہ ادنیٰ چالیں۔ یہ بددیانتی کے سودے یہی ہم دلالوں کی شہرت کا موجب ہیں۔ ذراسی بات کا معاوضہ پانسو پونڈ! مجھ ایسے مفلوک الحال شخص کے لئے یہ اگر دولت نہیں تو کیا ہے؟ اس میں سے چار سو میں گرین وڈ کو ادا کر دونگا اور باقی ایک سو بنک میں جمع کرا لونگا۔ یہ اس لئے ضروری ہے کہ اس شہر میں وہ شخص کبھی کامیاب کاروباری ثابت نہیں ہو سکتا۔ جس کا بنک میں کافی روپیہ جمع نہ ہو۔"

اپنے دل کو اس قسم کی تسلی دے کر ٹاملنسن پھر کرسی پر بیٹھ گیا۔ افسوس اپنے آپ کو جرم یا بددیانتی کے لئے آمادہ کرنا انسان کے لئے کسقدر سہل امر ہے!

معاً ایک کلرک نے کمرہ میں داخل ہو کر کہا " جناب ایک شخص آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ لیکن وہ اپنا نام ظاہر نہیں کرتا۔"

ٹاملنسن نے کہا " اُسے اندر آنے دو۔"

کلرک نے ایک سیاہ پوش کو کمرہ میں داخل کیا۔ جس کا چہرہ لاش کیطرح مرجھایا ہوا۔ بھویں گھنی اور جبڑے بڑے گلمچھے تھے۔ اس شخص کی صورت

دلال کو کہے۔ کہ یہ محض اس کا واہمہ ہے۔ اس طریق پر اس نے اب میں پوچھا "فرمایئے کیا کام ہے" ... اور پھر ... ست ... کہنے لگا
اجنبی بڑے سکون کی حالت میں ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور کہنے لگا "ٹاملنسن آپ ہی کا نام ہے؟"

"جی ہاں۔ فرمایئے آپ مجھ سے کس لئے ملنا چاہتے ہیں؟"

اجنبی نے واسکٹ کی جیب سے ایک کاغذ کا پرزہ نکالا اور اُسے پڑھتے ہوئے کہنے لگا "جیمز ٹاملنسن جو پہلے لومبارڈ سٹریٹ میں ساہوکارہ کرتا تھا"

ٹاملنسن نے بے صبری کے انداز سے کہا "ہاں وہی"۔

اجنبی نے اس طرح بڑبڑاتے ہوئے گویا اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہا "اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ میں نے لکھنے میں غلطی نہیں کی۔ گو اس نے سارے حالات بڑی گھبراہٹ کی حالت میں بیان کئے تھے"۔

دلال نے پریشان ہو کر پوچھا "فرمایئے آپ کا مطلب کیا ہے؟"

اجنبی نے جواب دیا "میرا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص آپ سے ملنا چاہتا ہے لیکن شاید میرا یہ کہنا غلط ہو کہ وہ آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ کیونکہ موجودہ حالت میں اُس کا کسی چیز کو چاہنا خارج از بحث ہے۔ باوجود اس کے میرے نزدیک مناسب ہوگا کہ آپ اُس سے مل لیں"

ٹاملنسن اس معمے کو بالکل نہ سمجھ سکا۔ اور کہنے لگا "آخر یہ شخص کون ہے؟"

"میں اس کے ہذیان سے جو کچھ سمجھ سکا ہوں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ شخص آپ سے اچھی طرح واقف ہے"۔

"ہذیان!" دلال نے اور بھی زیادہ مضطرب ہو کر پوچھا۔

"جی ہاں ہذیان۔ اور ایسے شخص کو ہذیان ہونا تعجب میں داخل نہیں۔ جو چار دن تک مردہ پڑا رہا ہو۔ پھر اُسے تابوت میں بند کر کے دفن بھی کر دیا گیا ہو۔ اور اس کے دس بارہ گھنٹے بعد وہ تابوت کے اندر سے زندہ نکل آئے۔ بھلا ان باتوں سے ہذیان نہ ہو تو اور کس چیز سے ہو سکتا ہے؟"

دلال نے پریشانی کی ... ... آپ کی باتوں کو ... نہیں سمجھا

مہربانی سے سارے حالات مفصل بیان کیجئے۔"

"جی ہاں آپ کے لئے تو یہ معما ہے۔ لیکن میرے دوست کیلئے معما نہ تھا جب اس شخص نے مرتے مرتے اُٹھ کر اُسے اپنے مردانہ ہاتھ سے پکڑ لیا تھا۔ خیر دو لفظوں میں یہ فرمائیے۔ آپ ایک شخص مارٹن نامی سے واقف ہیں؟"

"مائیکل مارٹن" دلال نے چلا کر کہا "بتاؤ... اُسے کیا ہوا؟"

"وہ بیمار تھا..."

"بیمار! افسوس مجھے اس کا علم نہ ہوا"

"بیماری کے بعد وہ مر گیا..."

"مر گیا! ایں! کب؟ کہاں؟"

"مر گیا اور پھر اُسے دفن کر دیا گیا"

"مجھے دق نہ کرو۔ بتاؤ وہ کب مرا اور اُسے کہاں دفن کیا گیا؟"

اجنبی نے اور بھی زیادہ دق کرنے والے سکون کے لہجہ میں کہا "وہ مر گیا دفن کر دیا گیا اور پھر زندہ ہو گیا"

ٹامسن جھلا کر کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور اجنبی کی طرف ایک قدم بڑھ کر بزور کہنے لگا "دیکھو جی اگر تم مائیکل مارٹن کے متعلق کچھ بیان کرنے آئے ہو۔ تو اپنا مطلب صاف صاف لفظوں میں ظاہر کرو"

اجنبی کے سکون میں اب بھی فرق نہیں آیا۔ اور وہ کہنے لگا "سنئے۔ صاف بات یہ ہے کہ چند مہینے گذرے۔ ایک عمر رسیدہ اجنبی نے گلوب ٹون کی ایک گلی میں مکان کرایہ پر لیا۔ کسی کو معلوم نہیں۔ اس کا نام کیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد وہ بیمار ہوا اور بظاہر مر گیا۔ اُسے دفن بھی کر دیا گیا۔ ایک ڈاکٹر کو خیال آیا کہ اس کی لاش کو چیر پھاڑ کر کے دیکھا جائے۔ اُس نے مجھے اور میرے ایک دوست کو اس کام پر آمادہ کیا۔ کہ اس کی لاش مہیا کی جائے۔ کل رات ہم اُسے قبر سے نکال کر اور ایک گاڑی پر رکھ کر ڈاکٹر صاحب کے مکان پر لے گئے۔ اور اسے جراحی کے کمرہ میں پہنچا کر میز پر رکھ دیا گیا۔ میں پاس کے کمرہ میں ڈاکٹر صاحب کے ساتھ کچھ حساب کر رہا تھا۔ اور میرا دوست لاش کے قریب کھڑا تھا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کسی

ہمسایہ کو شبہ تھا کہ ڈاکٹر کبھی کبھی کوئی لاش منگا کر اس کی چیر پھاڑ کیا کرتا ہے۔ رات کے وقت گاڑی کو کھڑے ہوتے دیکھ کر اُسے خیال پیدا ہوا کہ اس میں ضرور کوئی لاش لائی گئی ہے۔ وہ اُس باغ میں گیا۔ جس میں جراحی کا کمرہ واقع ہے۔ اور جب اُس نے کمرہ میں شمع جلتی دیکھی۔ تو اُسے اپنے شبہات کا یقین ہو گیا۔ گو کھڑکی کی جھلملی بند ہونے کے باعث اُسے معلوم نہ ہو سکا۔ کہ کمرہ میں کیا ہو رہا ہے۔ اپنے شک کو رفع کرنے کے لئے اُس نے ایک پتھر اٹھا کر زور سے کھڑکی پر مارا۔ اس سے شیشہ ٹوٹ گیا۔ اور ہوا کے جھونکے سے شمع گل ہو گئی۔ میرا دوست جو لاش کے قریب اکیلا کھڑا تھا۔ اس واقعہ سے کسی قدر گھبرا گیا لیکن آپ اس کی حالت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ جب یکایک اُسے محسوس ہوا کہ لاش نے اپنا سرد ہاتھ پھیلا کر اُسے پکڑ لیا ہے . . .“

”تو گویا مایکل مارٹن مرا نہیں تھا؟“ ٹاملنسن نے گھبرا کر پوچھا۔ اسے گھبراہٹ اس لئے تھی کہ تمام حالات کو پیش نظر رکھ کر وہ دل سے چاہتا تھا۔ کسی طرح بڈھے کی موت کی خبر کی تصدیق ہو جائے۔

”نہیں وہ مرا نہیں تھا۔ جب ہم نے کھڑکی کا شیشہ ٹوٹنے اور بعد . . . یعنی میرے دوست کی آواز سنی۔ تو ہم دونوں یعنی میں اور ڈاکٹر صاحب جراحی کے کمرہ میں داخل ہوئے۔“

”تمہارا دوست کون؟ وہی جس نے لاش اکھاڑنے میں مدد دی تھی؟“ ٹاملنسن نے نفرت کے لہجہ میں کہا ”خیر آگے چلو۔“

”غرض ہم لوگ لیمپ ہاتھ میں لے کر کمرہ میں داخل ہوئے تو دیکھا۔ کہ شمع گل ہے اور میرا ساتھی فرش زمین پر بیہوش پڑا ہے۔ اس سے بھی زیادہ حیرت خیز امر یہ تھا کہ لاش سانس لینے کی کوشش کر رہی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے چلا کر کہا۔ یہ تو زندہ ہے اور پھر اُس کے بازو میں نشتر لگائی۔ دیر تک خون نہ نکلا۔ ڈاکٹر صاحب نے اُس بڈھے کی کنپٹیوں اور ہاتھوں کو سہلایا۔ آخر چند لمحوں کے بعد خون بہنے لگا۔ ادھر میں اپنے دوست کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا۔ جب اُس نے آنکھ کھولی۔ تو میں نے اُسے تمام حالات سے واقف کیا۔ سارے واقعات کو سُنکر

اُس کا خوف کسیقدر کم ہوا۔ کیونکہ اب ہم اس بات کو بخوبی طور سے سمجھ چکے تھے۔ کہ بڈھے کو غالباً بیہوشی کی حالت میں دفن کر دیا گیا ہے۔ اس قسم کے واقعات اکثر دیکھے جاتے ہیں۔ کہ بیمار کی بیہوشی کو ہی موت سمجھ کر اُسے دفن کر دیا گیا۔ کوئی ڈیڑھ سال کا ذکر ہے۔ میں اور میرا دوست پرانے سینٹ پنکراس کے قبرستان میں ایک قبر کھودنے گئے تھے۔ جب ہم نے اس کا تابوت کھولا۔ تو دیکھا کہ مردہ اپنا منہ نیچے کر کے لیٹا ہوا تھا۔ ہر چند کہ جب ہم نے اُسے باہر نکالا تو اُس کا بدن بالکل سرد تھا۔ مگر اس کے چہرہ پر تکلیف کی جو علامتیں موجود تھیں۔ اُنہیں میں عمر بھر نہیں بھول سکتا لیکن خیر یہ ایک جدا معاملہ ہے۔ ۔ ۔ ۔"

ٹاملنسن کو یہ واقعات سنکر بڑی نفرت اور کراہت پیدا ہوئی۔ اور وہ کہنے لگا "مہربانی سے اصلی واقعہ بیان کرو۔ ان تفصیلوں میں پڑنے کی ضرورت نہیں"۔

مردہ صورت اجنبی نے جو دراصل مردہ فروش ہی تھا۔ کہا "مختصر یہ کہ ہم چند منٹ کے عرصہ میں بڈھے کو پوری طرح ہوش میں لے آئے۔ ڈاکٹر صاحب کے کہنے پر میں اُن کے دواخانہ سے سالٹ اور ایمونیا اور خدا معلوم اور کیا کیا چیزیں انہیں لا لا کر دیتا رہا۔ بڈھے نے ایک گہری سانس لی۔ اور آنکھیں کھول کر بڑے دھیمے لہجہ میں پوچھا "میں کہاں ہوں؟" ڈاکٹر صاحب نے کہا۔ تم اب اپنے آپ کو محفوظ جانو۔ خدا نے خیر کی ہے اور تم بچ گئے ہو۔ ڈاکٹر صاحب کے نوکر نے ایک بستر تیار کیا اور پھر گرم پانی لے آیا۔ ہم دونوں اس بڈھے کو بستر پر لے گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے اسے گرم پانی ملا کر برانڈی پلائی۔ اور اس کے نصف گھنٹہ بعد اُس نے اس قسم کی باتیں کہنی شروع کیں۔ جن سے معلوم ہوتا تھا کہ اب اسے پوری طرح ہوش آ چلا ہے۔ باوجود اس کے اس کا دماغ ابھی تک چکر میں تھا۔ اور ہم اس سے بمشکل صرف اتنا معلوم کر سکے کہ اس کا نام نائیکل مارٹن ہے۔ اور وہ بار بار جیمز ٹاملنسن کا نام لیتا ہے"۔

ٹاملنسن گھبرا کر کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور کمرہ میں ٹہلتے ہوئے کہنے لگا۔ "اچھا۔ وہ اس نام کو بار بار دُہرا تا رہا؟"

مردہ فروش نے جواب دیا "جی ہاں۔ تھوڑی دیر میں مجھے خیال آیا۔ کہ یہ نام

میں نے پہلے کبھی سنا ہوا ضرور ہے۔ اور پھر جب حافظہ پر زور ڈالا تو سارا معاملہ خود بخود کھل گیا" یہ کہتے ہوئے مردہ فروش نے اپنی شیطانی آنکھیں دلال کے زرد چہرہ پر گڑو دیں۔ اور کہا "ہاں میں نے سمجھ لیا۔ کہ مائیکل مارٹن اُس شخص کا نام تھا۔ جو لومبرڈ سٹریٹ کے میسرز ٹاملنسن اینڈ کمپنی کے ہاں خزانچی کا کام کیا کرتا تھا"

دلال کے لہجہ میں لکنت پیدا ہو گئی۔ کہنے لگا "لیکن اس نے ... کیا اس نے ... کہا تھا ... یہ بات کہی تھی ...؟"

"اسی وقت اُسے ہذیان شروع ہو گیا۔ اس نے اول جلول باتیں کہنی شروع کیں۔ اور ان باتوں سے جو اُس نے بیہوشی کی حالت میں کہی تھیں۔ معلوم ہوا کہ وہ دراصل خیانت مجرمانہ کے لئے قصوروار نہیں ہے گو لوگ ایسا کہتے ہیں .."

"خداوندا یہ تیرا انتقام ہے!" یہ فقرہ کہہ کر ٹاملنسن کرسی پر گر پڑا اور کانپنے لگا۔ مردہ فروش پر ٹاملنسن کے اس اضطراب کا کچھ بھی اثر نہیں ہوا۔ اور وہ اسی سکون کے لہجہ میں کہنے لگا "وہ اس سے بہت زیادہ واقعات بیان کر چکا ہے۔ لیکن آپ گھبرائیے نہیں۔ میں ایسا آدمی نہیں ہوں کہ دوسروں سے سرگوشیاں کرتا پھروں۔ اور نہ ڈاکٹر صاحب سے امید ہے کہ وہ اس قسم کی کوئی بات مشتہر ہونے دیں گے۔ جس سے اس سارے واقعہ کی نسبت تحقیقات کی ضرورت پیش آئے۔ آپکو معلوم ہے کہ قبر کھودنے والوں اور اُن کی اعانت کرنے والوں کو قانوناً حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا دی جاتی ہے"۔ [جھلک]

ٹاملنسن کے چہرہ پر امید کی ایک خفیف سی جھلک نمودار ہوئی۔ اور وہ کہنے لگا "تو کیا تم میرے اس راز کو فاش نہ کرو گے؟"

"کیا کہتے ہو؟" مردہ فروش نے نفرت آمیز انداز سے ہونٹ چڑھا کر اور تند آنکھوں سے جو اُس کی گچھے دار بھوؤں کے نیچے سے چرخ کی تیز آنکھوں کی مانند چمکتی تھیں۔ اس کیطرف بغور دیکھ کر کہا "کیا کہتے ہو۔ مجھے اس راز کو فاش کرنے سے کیا حاصل ہوگا؟ ہرچند کہ مائیکل مارٹن کی گرفتاری یا مخبری کے لئے [illegible] کا انعام مشتہر کیا گیا تھا۔ لیکن آپ جیسا معزز آدمی با آسانی جان

سکتا ہے کہ میرے لئے مخبری کر کے اس انعام کو حاصل کرنا سہل نہیں۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ میں یا میرا دوست ڈاکٹر اس واقعہ کا ذکر کسی شخص سے کر دے۔ اور اس طرح بڈھے کو گرفتار کیا جا سکے۔ اس حالت میں آپ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ ہمیں خاموش رکھنا کس درجہ آپ کے لئے مفید مطلب ہو سکتا ہے۔ ہم آپ پر زیادہ سختی کرنا نہیں چاہتے۔ لیکن ... " اس نے رُک کر کہا " بہتر ہو کہ آپ پہلے اس بڈھے سے مل لیں "

ٹاملنسن ان انکشافات سے جو مائیکل مارٹن کے متعلق ہو چکے تھے۔ سخت اضطراب کی حالت میں تھا۔ کہنے لگا " میں اس سے کہاں مل سکتا ہوں؟ وہ اس وقت کہاں ہے؟"

مردہ فروش بولا " بہتر ہو کہ آپ اس سے غروب آفتاب کے بعد ملیں۔ کیونکہ مجھے آپ کے ہمراہ جانا ہو گا۔ اور ڈاکٹر صاحب دن کے وقت میرا اپنے ہاں آنا پسند نہ کریں گے "

" خیر تو شام کو سہی "

" کس وقت؟"

دلال نے کہا " رات کو ۹ اور ۱۰ بجے کے درمیان تو مجھے ایک خاص کام ہے "

" مجھے بھی ہے۔ اس لئے بہتر ہو کہ ہم سات بجے ڈاکٹر صاحب کے ہاں چلیں۔ اس وقت کافی اندھیرا ہوتا ہے "

" بس تو سات بجے ٹھیک ہے " ٹاملنسن نے کہا " میں اس وقت تم سے کہاں ملوں؟"

" بیتھنل گرین کے نئے گرجا کے قریب جو کیمبرج روڈ پر واقع ہے۔ اور بیتھنل گرین روڈ کے سامنے ہے۔ تم اگر سات بجے سے چند منٹ پہلے وہاں پہنچ کر ادھر اُدھر ٹہلنے لگو۔ تو میں تمہیں زیادہ عرصہ تک منتظر نہ رکھوں گا "

" میں ٹھیک وقت پر پہنچ جاؤں گا " ٹاملنسن نے کہا " ایک بار پھر وعدہ کرو کہ تم یہ راز کسی کے آگے ظاہر نہ کرو گے "

" آپ کیسی فضول باتیں کرتے ہیں " مردہ فروش نے جواب دیا " کیا میں نے کہا

میں نے پہلے کبھی سنا ہوا ضرور ہے۔ اور پھر جب حافظہ پر زور ڈالا تو سارا معاملہ خود بخود کھل گیا۔" یہ کہتے ہوئے مردہ فروش نے اپنی شیطانی آنکھیں دلال کے زرد چہرہ پر گاڑ دیں۔ اور کہا "ہاں میں نے سمجھ لیا۔ کہ مائیکل مارٹن اُس شخص کا نام تھا۔ جو لومبرڈ سٹریٹ کے میسرز ٹاملنسن اینڈ کمپنی کے ہاں خزانچی کا کام کیا کرتا تھا۔"

دلال کے لہجہ میں لکنت پیدا ہو گئی۔ کہنے لگا "لیکن اس نے ... کیا اس نے ... کہا تھا ... یہ بات کہی تھی ... ؟"

"اسی وقت اُسے ہذیان شروع ہو گیا۔ اس نے اول جلول باتیں کہنی شروع کیں۔ اور ان باتوں سے جو اُس نے بیہوشی کی حالت میں کہی تھیں۔ معلوم ہوا کہ وہ دراصل خیانت مجرمانہ کے لئے قصوروار نہیں ہے گو لوگ ایسا کہتے ہیں ..."

"خداوندا یہ تیرا انتقام ہے!" یہ فقرہ کہہ کر ٹاملنسن کرسی پر گر پڑا اور کانپنے لگا۔ مردہ فروش پر ٹاملنسن کے اس اضطراب کا کچھ بھی اثر نہیں ہوا۔ اور وہ اسی سکون کے لہجہ میں کہنے لگا "وہ اس سے بہت زیادہ واقعات بیان کر چکا ہے۔ لیکن آپ گھبرائیے نہیں۔ میں ایسا آدمی نہیں ہوں کہ دوسروں سے سرگوشیاں کرتا پھروں۔ اور نہ ڈاکٹر صاحب سے امید ہے کہ وہ اس قسم کی کوئی بات مشتہر ہونے دیں گے۔ جس سے اس سارے واقعہ کی نسبت تحقیقات کی ضرورت پیش آئے۔ آپکو معلوم ہے کہ قبر کھودنے والوں اور اُن کی اعانت کرنے والوں کو قانوناً حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا دی جاتی ہے"۔

ٹاملنسن کے چہرہ پر امید کی ایک خفیف سی جھلک نمودار ہوئی۔ اور وہ کہنے لگا "تو کیا تم میرے اس راز کو فاش نہ کرو گے؟"

"کیا کہتے ہو؟" مردہ فروش نے نفرت آمیز انداز سے ہونٹ چڑھا کر اور تند آنکھوں سے جو اُس کی گپھے دار بھوؤں کے نیچے سے چرخ کی تیز آنکھوں کی مانند چمکتی تھیں۔ اس کی طرف بغور دیکھ کر کہا "کیا کہتے ہو۔ مجھے اس راز کو فاش کرنے سے کیا حاصل ہوگا؟ ہر چند کہ مائیکل مارٹن کی گرفتاری یا مخبری کے لئے ... کا اعلان مشتہر کیا گیا تھا۔ لیکن آپ کیا [illegible] آدمی ہاتھ آئی جان

سکتا ہے کہ میرے لئے مخبری کر کے اس انعام کو حاصل کرنا سہل نہیں۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ میں یا میرا دوست ڈاکٹر اس واقعہ کا ذکر کسی شخص سے کر دے۔ اور اس طرح بڈھے کو گرفتار کیا جا سکے۔ اس حالت میں آپ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ ہمیں خاموش رکھنا کس درجہ آپ کے لئے مفید مطلب ہو سکتا ہے۔ ہم آپ پر زیادہ سختی کرنا نہیں چاہتے۔ لیکن ... " اس نے رُک کر کہا " بہتر ہو کہ آپ پہلے اس بڈھے سے مل لیں "

ٹاملنسن ان انکشافات سے جو مائیکل مارٹن کے متعلق ہو چکے تھے۔ سخت اضطراب کی حالت میں تھا۔ کہنے لگا " میں اس سے کہاں مل سکتا ہوں؟ وہ اس وقت کہاں ہے؟ "

مردہ فروش بولا " بہتر ہو کہ آپ اس سے غروب آفتاب کے بعد ملیں۔ کیونکہ مجھے آپ کے ہمراہ جانا ہوگا۔ اور ڈاکٹر صاحب دن کے وقت میرا اپنے ہاں آنا پسند نہ کریں گے "

" خیر تو شام کو سہی "

" کس وقت؟ "

دلال نے کہا " رات کو ۹ اور ۱۰ بجے کے درمیان تو مجھے ایک خاص کام ہے "

" مجھے بھی ہے۔ اس لئے بہتر ہو کہ ہم سات بجے ڈاکٹر صاحب کے ہاں چلیں۔ اس وقت کافی اندھیرا ہوتا ہے "

" بس تو سات بجے ٹھیک ہے " ٹاملنسن نے کہا " میں اس وقت تم سے کہاں ملوں؟ "

" بیتھنل گرین کے نئے گرجا کے قریب جو کیمبرج روڈ پر واقع ہے۔ اور بیتھنل گرین روڈ کے سامنے ہے۔ تم اگر سات بجے سے چند منٹ پہلے وہاں پہنچ کر ادھر اُدھر ٹہلنے لگو۔ تو میں تمہیں زیادہ عرصہ تک منتظر نہ رکھوں گا "

" میں ٹھیک وقت پر پہنچ جاؤں گا " ٹاملنسن نے کہا " ایک بار پھر وعدہ کرو کہ تم یہ راز کسی کے آگے ظاہر نہ کرو گے "

" آپ کیسی فضول باتیں کرتے ہیں " مردہ فروش نے خوداریت کے لہجہ میں کہا۔

"اور ڈاکٹر بھی انعام کے لالچ میں کسی سے اسکا ذکر نہ کریگا؟"
"تم سمجھتے ہو کہ وہ نیوگیٹ کے جیلخانہ جانا اور یہ کہنا پسند کریگا کہ مجھے قبریں کھودنے والوں کی اعانت کے جرم میں کالے پانی بھیجدو؟ آپ بالکل گھبرائیے نہیں۔ میں اور میرا ساتھی اس معاملہ سے اچھی طرح نپٹ لیں گے"
اتنا کہہ کر مردہ فروش چلا گیا۔ اور ٹاملنسن نے کرسی پر گر کر اپنے دونوں ہاتھوں سے پیشانی کو تھام لیا۔ پھر بڑی مایوسی کے لہجہ میں کہنے لگا "میں نے بارہا یہ دعا کی تھی کہ اپنے غریب عمر رسیدہ کلرک سے پھر ایکبار ملوں۔ خدا نے میری یہ دعا منظور تو کرلی۔ لیکن افسوس صرف اس لئے کہ مجھے میرے اعمال کی سزا دے"

پندرھواں باب — ہستی بعد از مرگ

رات کے ساڑھے آٹھ بجے تھے۔ اور بتھنل گرین کے نئے گرجا کے قریب ایکمنزلہ دڈپر ڈاکٹر صاحب کے کمرہ میں جیمز ٹاملنسن دلال بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے قریب ہی بڈھا مائیکل مارٹن چند سرہانوں کے آسرے بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ میز پر جو شمع جل رہی تھی۔ اسکی روشنی میں مریض کا چہرہ لاش کی طرح سپید نظر آتا تھا۔
اسوقت کمرہ میں سوائے ان شخصوں کے اور کوئی موجود نہ تھا۔ ابتدائی گفتگو کے بعد دونوں میں جو طویل خاموشی واقع ہوئی۔ اسے رفع کرنے کی کوشش کرتے ہوئے ٹاملنسن نے کہا "میرے نیکدل مہربان دوست تم نے میری خاطر اپنی ہستی کو قربان کردیا۔ اسکے لئے میں تمہارا ممنون ہوں لیکن یقین مانو کہ تمہارے فیاضانہ طرز عمل کا مجھ پر بھی ایسا گہرا اثر ہوا ہے کہ اسوقت کے بعد میں بارہا تمہیں یاد کرچکا ہوں"
بڈھے نے کمزور اور کھوکھلی آواز میں جواب دیا "میں اس بات کو مانتا ہوں کہ اگر تم مجھ سے مہربانی کا سلوک نہ کرتے۔ تو میں بھی تمہاری خاطر اسقدر مصائب برداشت نہ کرتا۔ لیکن . . . " مائیکل مارٹن نے دلال پر اپنی سرد آنکھیں گڑا کر کہا "وہ یہ تو ذرا بتائیے کہ یہ لوگ یعنی ڈاکٹر اور وہ خوفناک آدمی"

وہ اس سے زیادہ کچھ نہ کہہ سکا۔ اور اس واقعہ کو یاد کرکے گویا میں ایک بار مر کر دفن بھی ہو چکا ہوں۔ اور محض بعض اتفاقات سے دوبارہ زندہ ہوا ہوں۔ اس کا سارا بدن کانپ اٹھا۔ ٹاملنسن یہ حالت دیکھ کر کہنے لگا "میرے دوست سکون اختیار کرو۔ یہ لوگ اس واقعہ کی نسبت ایک حرف بھی کسی سے بیان نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اگر کسی اور وجہ سے نہیں تو محض خوف کے باعث ان کا خاموش رہنا یقینی ہے۔ ڈاکٹر دیانتدار اور قابلِ اعتبار شخص معلوم ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر وہ اس واقعہ کا کسی سے ذکر کرے۔ تو اس میں خود اس کی سخت بدنامی ہے۔ رہا دوسرا شخص اسکی نسبت میں نے یہ کیا ہے کہ اسے اور اس کے رفیق کو نقدی کا وعدہ دے کر دونوں کو خاموش کرالیا ہے"۔

بڈھے مائیکل نے اُسی صاف گوئی کے لہجہ میں جو پہلے بھی اس سے مخصوص تھا۔ کہا "میں تمہاری حالت سے اچھی طرح واقف ہوں۔ تمہارے پاس اس طرح ضائع کرنے کے لئے روپیہ موجود نہیں ہے۔ اور میں نہیں چاہتا۔ کہ تم میری خاطر مشکلات میں پھنسو"۔

"لیکن میں جو کہتا ہوں کہ میں اس مطلب کے لئے کچھ نقدی آسانی سے بچا سکونگا"

"تم ہٹ کرتے ہو۔ ابھی تھوڑی دیر گذری۔ تم کہتے تھے کہ مجھے بہت سی مشکلات کے خلاف جد و جہد کرنا پڑتا ہے۔ بھلا تم نے انہیں کیا دینے کا وعدہ کیا ہے؟"

"بہت کم۔ بہت ہی کم"۔

"آخر کتنا؟" مائیکل نے بزور پوچھا۔

"صرف دو سو پونڈ"۔

"دو سو پونڈ! نہیں۔ میں تمہیں اس کی اجازت نہیں دے سکتا۔ یقیناً تمہارے پاس اسقدر فالتو روپیہ موجود نہیں ہے"۔

ٹاملنسن نے کہا "بات یہ ہے آج شام کو مجھے ایک جگہ سے بعض خدمات کے صلہ میں پانسو پونڈ ملنے ہیں۔ ان میں سے ۲۰۰ پونڈ نہ صرف تمہاری بلکہ خود اپنی سلامتی کے لئے صرف کر دینا بڑی بات نہیں ہے"۔

بڈھے مائیکل کو بظاہر دلال کی بہتری کا سب سے زیادہ خیال تھا۔ کہنے لگا۔

"بیشک۔ تمہاری سلامتی ضروری ہے۔ خیر تمہاری مرضی۔ جیسا مناسب ہو کرو۔"

اس کے بعد پھر کچھ دیر تک خاموشی رہی۔ یکایک مائیکل مارٹن تیز لہجہ میں کہنے لگا "تم نے کہا تھا۔ مجھے آج شام کو پانسو پونڈ ملنے کی امید ہے۔"

دلال نے منہ چھپاتے ہوئے کہا "ہاں امید تو ہے۔"

مائیکل اُس کی یہ حرکت دیکھ کر بڑے طیش میں آیا۔ اور کہنے لگا "تم کس لئے مجھ سے منہ چھپاتے ہو؟ بتاؤ یہ روپیہ کہاں سے حاصل ہوگا؟"

ٹاملنسن نے لکنت آمیز لہجہ میں کہا "ایک موکل سے جس نے ایک خاص کام میرے سپرد کیا ہے۔"

"خاص کام! کس قسم کا؟"

"مائیکل وہ بالکل معمولی قسم کا کام ہے۔"

بڈھے نے اضطراب کے لہجہ میں کہا "معمولی کام اور اس کا معاوضہ صرف ایک دن کے لئے ۵۰۰ پونڈ۔ کم از کم میں تمہاری بات کو قابل اعتماد نہیں سمجھتا۔"

مائیکل کے لہجہ اور اس کے انداز سے دلال کو کسیقدر آزردگی ہوئی۔ مگر اُس نے صرف اتنا کہا "یقین مانئے۔ میں بالکل سچ کہہ رہا ہوں۔"

"یہ اور بھی بُرا ہے" بڈھے نے اظہار نفرت کے انداز سے کہا "میرا دل کہہ دیتا ہے کہ جو کام تم کرنے لگے ہو۔ وہ دیانتداری کا نہیں۔"

ٹاملنسن معاملہ کو ٹالنے کے لئے کچھ اور کہنے کو تھا کہ مائیکل مارٹن بستر میں سیدھا بیٹھ گیا۔ اور اپنی سرد آنکھیں اُس کے چہرے پر جما کر بڑے زوردار لہجہ میں کہنے لگا۔ "ٹاملنسن کیا تم نے اپنے سابق تجربات اور تکلیفوں سے اتنا سبق بھی نہیں سیکھا کہ اب جرم۔ دغا اور فریب کی زندگی سے نفرت کرنے لگو؟ یاد رکھو۔ زمانہ سازی کا سمندر گو تمہیں کچھ مدت تک اپنی بلند لہروں کے سہارے خوشحالی کے خوشنما ساحل کی طرف لے جائے۔ انجام کار وہ تمہیں کسی پوشیدہ چٹان پر اس زور سے دے مارے گا کہ عمر بھر نہ سنبھل سکو گے۔"

سلسلہ الفاظ کو جاری رکھتے ہوئے بڈھے نے اور بھی زوردار لفظوں میں کہا "کاش کہ تم بھی ایسے امتحان سے گذر چکے ہوتے [illegible] گذرا ہوں۔ تمہیں

معلوم ہے۔ میں قبر کی وساطت سے آنیوالی دنیا کی سیر کر چکا ہوں۔ میں فنا اور بقا
دونوں کے نظارے دیکھ چکا ہوں۔ اور اس لئے ایمانداری اور زمانہ سازی ان
دونوں کے فرق کو بخوبی سمجھ سکتا ہوں۔ ٹاملنسن جس وقت اس جسد خاکی سے روح
جدا ہوئی۔ تو وہ پرواز کرتی ہوئی ایک لامحدود مقام میں پہنچی۔ مجھے ایسا معلوم
ہوا۔ کوئی فوق الفطرت بگولا مجھے زمین سے آسمان کی طرف اٹھائے گیا ہے۔ اور گو میرا
مادی وجود اس وقت قبر میں پڑا ہوا تھا۔ تاہم ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ میرے کان۔
آنکھیں اور باقی تمام اعضا بدستور موجود ہیں۔ مجھے اس حالت میں جنّت اور دوزخ
کی سیر کی اجازت دی گئی۔ اور میں نے ان دونوں میں تھوڑی دیر رہ کر تجربہ حاصل
کیا۔ میرے دوست یاد رکھو۔ خدا ہم میں سے بعض کو ظاہری مرگ کی حالت میں لاکر
طبقات پوشیدہ کی جھلک دکھا دیتا ہے۔ تاکہ وہ بارہ زندہ ہوکر وہ لوگوں کو جنت اور
دوزخ کے اسرار سے واقف کرسکیں۔ خدا معلوم اس میں کیا حکمت تھی۔ کہ اس نے
مجھ ناچیز کو لوگوں کی عبرت کا ذریعہ بنانا پسند کیا۔ بہرصورت اس نے ایسا کیا۔ اور
میں لوگوں کے راہ راست پر لانیکا ذریعہ بننے پر ہر طرح آمادہ ہوں۔ میں جنت کی راحتیں
اور دوزخ کے عذاب اس وقت بیان نہیں کرسکتا۔ ہاں اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں
کہ موت کے بعد دوزخ اور جنّت ان دونوں کا وجود ضرور ہے۔ دونوں راحت
اور عذاب میں فہم انسانی سے بعید ہیں۔ اس لئے جیمز ٹاملنسن اس شخص کی حالت
جو مر کر زندہ ہوا ہے۔ جو دوزخ اور جنت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہے۔ عبرت
حاصل کرو۔ اور نیکی فقط نیکی کو اپنا شعار بناؤ۔"

اتنا کہہ کر بڈھا تھک کر تکیے کو گر پڑا۔ ٹاملنسن اس کے کلمات کو فکر اور خوف کے
انداز سے سنتا رہا۔ بعض موقعوں پر وہ اس طرح کانپنے لگتا تھا۔ گویا سردی کے بخار
میں مبتلا ہو۔ بعض اوقات سخت مضطرب ہوجاتا تھا۔ بڈھے کے الفاظ اس کے
لئے بظاہر حروف آتشیں کا درجہ رکھتے تھے۔ جو اس کے دماغ۔ قلب اور سارے
بدن کو جلا رہے تھے۔

بہت دیر تک دونوں میں خاموشی رہی۔ ٹاملنسن حیران و ششدر بڈھے کے چہرہ
کیطرف تکتا رہا۔ اسی حالت میں کمرہ کا دروازہ کھلا۔ اور ڈاکٹر صاحب اندر داخل ہوکر

کہنے لگے "کہئے مریض کیا حال ہے ؟"

دلال نے اضطراب کی حالت میں گویا اس کا اپنے خیالات پر کچھ بھی قابو نہ ہو۔ کہا معلوم ہوتا ہے اس شخص کا دماغ چل گیا ہے۔ وہ عجیب عجیب قسم کی باتیں کرتا ہے "

ڈاکٹر نے اس انداز سے گویا یہ ایک معمولی بات ہو۔ کہا "چند دن تک اس کے خیالات کا پریشان ہونا قدرتی ہے۔ اس میں گھبرانے کی کوئی بات نہیں "

ٹاملنسن نے پوچھا "آپ کے نزدیک اس عمر رسیدہ شخص کے عجیب عجیب باتیں کرنے میں خطرہ کی کوئی علامت تو نہیں ؟"

ڈاکٹر صاحب نے مائیکل کی نبض پر ہاتھ رکھا۔ اور کہنے لگا "ہذیان کی حالت میں لوگ طرح طرح کی باتیں کیا کرتے ہیں "

"لیکن یہ تو دوزخ - جنت - یہی بعد از مرگ اور خدا معلوم کن کن باتوں کا ذکر کر رہا ہے " دلال نے سخت اضطراب کے لہجہ میں کہا۔

ڈاکٹر کہنے لگا "معلوم ہوتا ہے تم اس کی بکواس سے بہت متاثر ہوئے ہو۔ میرے دوست تم اسے جو کچھ جی میں آئے بکے جانے دو۔ چند دن میں اس کا دماغ خود بخود اصلاح پذیر ہو جائیگا "

ان لفظوں سے ٹاملنسن کی قدرے ڈھارس بندھ گئی اور وہ کہنے لگا "بیشک میں نے بیوقوفی سے اپنے آپکو اس کی باتوں سے متاثر ہونے دیا۔ ڈاکٹر صاحب اس کی باتیں بڑی خوفناک۔ بھیانک اور بدن میں سنسنی پیدا کرنیوالی تھیں "

ڈاکٹر صاحب نے کہا "آپ سر دست باہر چلے جائیے۔ اسے نہائت تیز بخار ہے جو شاید اس ملاقات ہی کی بدولت پیدا ہوا ہے۔ آج دوبارہ اس سے ملاقات نہ کرنا۔ کل تک اس کی طبیعت سنبھل جائے گی "

اس اثنا میں آپ اس کی پورے طور سے خبر گیری کرینگے ؟" دلال نے کہا۔ "ڈاکٹر صاحب خرچ کی پروا نہ کیجئے۔ اگر یہ پورے طور سے شفایاب ہو گیا۔ تو میں آپ کو کھلے دل سے معاوضہ دونگا "

"خیر اس کا مضائقہ نہیں۔ اس پر بحث کرنے کے لئے ابھی کافی وقت ہے سر دست آپ جائیے اور کل شام کو اسی وقت تشریف لائیے گا "

ٹاملنسن شب بخیر کہہ کر وہاں سے رخصت ہوا۔

سولھواں باب — نیکی اور بدی کی کشمکش

جس دن کے واقعات سطور بالا میں درج کئے جاچکے ہیں۔ اسی روز رات کے ساڑھے نو بجے کیمبرج ہیتھ گیٹ کے قریب مسٹر چیچسٹر کے مکان کے دروازہ پر کسی نے زور سے دستک دی۔

اس وقت چیچسٹر ایک شاندار کمرہ میں بیٹھا بیش قیمت ٹیرا شراب کا جام پی رہا تھا۔ اور اُس کے خیالات نہائت دل خوش کن تھے۔ کیونکہ وہ سوچ رہا تھا۔ مجھے اس دولت کو حاصل کرنے کے بعد جس کے لئے اس نے ایک بھولی عورت کو جس نے اُسکی شرافت کے بھروسہ پر نہ صرف ساری دولت بلکہ اپنی ذات بھی اُس کے حوالہ کردی تھی۔ دنیا میں مزے لوٹنے کے لئے کیا کیا وسائل اختیار کرنے چاہئیں یہ کمرہ مختصر لیکن نہایت آرام دہ تھا۔ اور اس کے ایک سرے پر عقبی دالان کا دروازہ تھا۔ دستک کی آواز سنائی دینے کے چند منٹ بعد ایک خادمہ نے کمرہ میں داخل ہو کر کہا "مسٹر ٹاملنسن آپ سے ملنا چاہتے ہیں"

چیچسٹر نے کہا "انہیں اندر لے آؤ"! اور پھر جب دلال اس کے قریب ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ تو چیچسٹر نے خادمہ کو الگ لے جاکر بڑے آہستہ لہجہ میں کہا "جس وقت وہ دوسرا شخص آئے۔ اُسے عقبی دالان میں بٹھا دینا۔ ان دونوں کو ایک دوسرے کے سامنے لانے سے پہلے میں اس شخص سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں"

اس کے بعد ٹاملنسن کے قریب آکر اُس نے شراب کا ایک گلاس دلال کے آگے رکھا۔ اور کہنے لگا "آپ وقت معینہ سے پہلے آگئے ہیں۔ اس عین الوقتی کو میں کاروبار کی جان سمجھتا ہوں"

دلال نے کہا "مجھے یہیں پاس ہی ایک اور شخص سے کچھ کام تھا۔ اس کام سے فارغ ہو کر سیدھا آپ کے پاس آگیا ہوں"

چیچسٹر بولا "ہم اس پاگل خانے میں تو دس ساڑھے دس بجے سے پہلے نہیں جاسکتے

کیونکہ احتیاطاً میں نے اُس کے محافظ کو بلوا کر اس سے یہ معلوم کرنیکا فیصلہ کرلیا ہے کہ میری بیوی ابھی تک ویسی ہی علیل ہے یا نہیں۔ جیسی کل تھی؟"

ٹاملنسن جسکا دل باوجود ڈاکٹر کے تشفی آمیز فقرات کے بڈھے مائیکل کی گفتگو سے اب تک متاثر اور مضطرب تھا۔ کہنے لگا" صاحب اس ناگوار معاملہ کو جسقدر جلد طے کیا جا سکے۔ بہتر ہوگا" لیکن چیچیسٹر نے فوراً ہی کہا" جناب اس قدر گھبراہٹ بے سود ہے۔ اس معاملہ میں بس وہی طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔ جو میں آپ کے روبرو بیان کرچکا ہوں۔ مجھے امید ہے آپ اس معاہدہ پر پورے طور سے پابند رہیں گے۔ جو آپ نے مجھ سے کیا تھا"

ٹاملنسن کہنے لگا" مسٹر چیچیسٹر بات دراصل یہ ہے کہ گو اسوقت سارے لندن میں سب سے زیادہ روپیہ کی ضرورت مجھی کو ہے۔ بالخصوص اس لئے کہ کل میرا ایک شخص کو دوسو پونڈ دینے کا وعدہ ہے۔ اور اگر میں نے اس وعدہ کو پورا نہ کیا۔ تو وہ بہت ناراض ہوگا۔ اس کے علاوہ میں بنک سے یہ رقم اس لئے حاصل نہیں کرسکتا۔ کہ وہاں میرا دوسو پونڈ ہی جمع ہے۔ اور اگر میں نے کوڑی کوڑی بنک سے نکلوالی۔ تو میری ساکھ میں فرق آنیکا احتمال ہے۔ تاہم . . ."

چیچیسٹر نے دونوں گلاسوں میں تھوڑی تھوڑی شراب اور ڈالتے ہوئے کہا" اس حالت میں تو آپ کے لئے اس معاہدہ کا پابند رہنا اور بھی اچھا ہے"

"آپ بجا فرماتے ہیں۔ مگر ایک طرف تو میں ڈرتا ہوں۔ کہیں ذرا سی غلطی سے کسی بھیانک جرم کا مرتکب نہ ہوجاؤں اور . . ."

چیچیسٹر نے گلاس چڑھاتے ہوئے کہا" چھی! انسان کو روپیہ کی ضرورت ہو تو پھر اس قسم کے اندیشے دل میں لانا فضول ہے"

ٹاملنسن اس بات کا کچھ جواب دینے کو تھا کہ کسی نے باہر کے دروازہ پر پھر دستک دی لیکن چیچیسٹر نے اپنا گلاس شراب سے بھرتے ہوئے بڑی لاپروائی سے کہا" اطمینان فرمائیے کوئی اجنبی نہیں ہے" اور پھر اپنے آپ سے دبی زبان میں کہنے لگا" اگر یہ ٹھرولا شخص اپنی بات کا پابند رہے۔ تو ان دونوں کو ایک دوسرے کے روبرو لانا فضول ہوگا"

ٹاملنسن نے چیچیسٹر کو بڑبڑاتے دیکھ کر پوچھا" آپ نے کیا کہا ہے؟"

"کچھ نہیں۔ میں کہہ رہا تھا باہر سے شاید کوئی نوکر آیا ہے۔ لیکن مسٹر ٹاملنسن میں تم سے سنجیدگی سے پوچھتا ہوں۔ تمہارا ارادہ اس کام کو تکمیل تک پہنچانیکا ہے یا نہیں؟"

"ایمان کی پوچھو تو میرا جواب نفی میں ہے۔"

"تم نے بڑی غلطی کی کہ مجھ سے ایک جھوٹا وعدہ کیا۔ اگر تم اسی وقت صاف طور سے انکار کر دیتے تو میں کسی زیادہ کاروباری دلال کا انتظام کر لیتا۔"

ٹاملنسن کہنے لگا "آپ کو میری بدولت جو تکلیف پہنچی۔ اس کا مجھے تہ دل سے افسوس ہے۔ لیکن ایک گھنٹہ پہلے تک میرا پختہ ارادہ اس کام کو سر انجام دینے کا تھا۔ اسی خیال سے۔ میں مسک کا کاغذ بھی ساتھ لیتا آیا تھا۔"

تو اس ایک گھنٹہ میں کونسی غیر معمولی بات ہوئی ہے جس نے تمہارے ارادہ میں اسقدر انقلاب پیدا کر دیا۔" چیچسٹر نے انداز حقارت سے پوچھا۔

ٹاملنسن نے کہا "میں توہمات کا قائل تو نہیں ہوں۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے مجھے خدا کیطرف سے اس کام سے دست بردار ہونے کی ہدائت کی گئی ہے...."

"اس ہدائت پر لعنت ہو" چیچسٹر نے گھبرا کر کہا "مسٹر ٹاملنسن یاد رکھو۔ اس غیر مناسب پس و پیش سے تم میری بیوی کے عرصہ حراست کو بے جا طول دے رہے ہو۔"

"لیکن جناب اس فعل کے لئے ذمہ وار کون ہے؟" دلال نے ذرا دلیر ہو کر پوچھا۔

چیچسٹر نے کہا "اس سوال پر بحث کرنا لاحاصل ہے۔ میں نے تمہاری خدمات اس لئے حاصل نہیں کیں کہ تم سے پند و نصیحت سنوں۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ جتلا دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔" اور اس نے اپنی آواز کو غیر معمولی طور پر مدھم کر کے کہا "کہ اب تضیع اوقات خطرناک ہے۔ کیونکہ میری بیوی یقیناً پاگل ہوتی جا رہی ہے۔"

"تو اس صورت میں خدارا اُسے جلد آزاد کر دو۔"

"اس وقت تک نہیں کہ وہ مسک پر دستخط نہ کر دے۔"

ٹاملنسن کہنے لگا "میرے دوست اسے آزاد کر دو۔ پھر اسے اپنے ہمراہ میرے دفتر میں لے آنا۔ میں اسے اچھی طرح سمجھا بجھا دونگا۔"

"کیا تم خود بھی پاگل ہو گئے ہو!" چیچسٹر نے چلا کر کہا "اگر اسے اس طرح آزاد

کر دیا گیا۔ تو وہ بھلا اس تمسک پر دستخط کرنے لگی ہے؟ مجھے تمہاری ناواقفیت پر پر حیرت اور بزدلی پر افسوس ہوتا ہے۔ تم مرد دنیادار ہو کر راہبوں کی سی باتیں کرتے ہو۔ کاروباری آدمی ایسے نہیں ہوا کرتے جیسے تم ہو۔ جس وقت میں نے سارا معاملہ تمہارے روبرو پیش کیا تھا۔ تمہیں لازم تھا۔ کہ اسی وقت ہاں یا نہ کر دیتے۔ اس قسم کی ڈھیلی طبیعت خطرناک ہے۔ تم گھڑی میں ماشہ ہوتے ہو گھڑی میں تولہ۔ آؤ۔ حوصلہ کر کے اس کام کو خاتمہ تک پہنچا دو۔ یاد رکھو۔ تمہیں کل دو شخصوں کو دو سو پونڈ ادا کرنے ہیں۔ جن کا ٹلنا غیر ممکن ہے۔ اور تمہارے اپنے بیان کے مطابق تم اس قدر رقم بنک سے بھی حاصل نہیں کر سکتے"۔

"یہ سب باتیں لاحاصل ہیں"۔ ٹاملنسن نے استقلال کے لہجہ میں کہا "میں نے اس بارہ میں مصمم ارادہ کر لیا ہے"۔

"اور وہ کیا ہے؟"

"یہ کہ میں اس معاملہ سے پیچھے ہٹتا ہوں"۔

اتنا کہکر وہ چلنے کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا

عین اس وقت کمرہ کا عقبی دروازہ جو دالان کی طرف کھلتا تھا۔ یکایک بڑے زور سے کھلا۔ اور ایک شخص جس کا چہرہ لاش کی طرح تھا۔ کمرہ میں داخل ہو کر کہنے لگا "میں تمہیں ہرگز اپنے وعدہ سے پھرنے کا موقع نہ دونگا"۔

ٹاملنسن نے نظر اٹھا کر اُس کی طرف دیکھا۔ اور جھجک کر پیچھے ہٹ گیا۔

یہ شخص مردہ فروش تھا۔ جو مائیکل مارٹن کی لاش کھود کر لایا تھا۔

لکنت آمیز لہجہ میں ٹاملنسن نے چیچسٹر سے پوچھا "یہ شخص اس جگہ کس لئے آیا ہے؟"

"بہت خوب!" مردہ فروش نے شیطانی قہقہہ لگا کر کہا "میں یہاں کس لئے آیا ہوں؟ تمہارے کمزور ارادہ کو مضبوط بنانے کے لئے! اس سارے شہر کی کونسی سازش کونسی خفیہ تجویز ایسی ہے۔ جس میں میرا دخل نہ ہو یا جس سے میں واقف نہ ہوں؟ ہاں اتنا ضرور ہے کہ آج صبح جب میں تم سے ملا تو مجھے اس کا مطلق علم نہ تھا کہ تم ہی وہ دلال ہو۔ جس کی خدمات مسٹر چیچسٹر نے اس کام کے لئے حاصل کی ہیں"۔

مردہ فروش [illegible] دلال کو غیر معمولی طور پر مضطرب دیکھ کر چیچسٹر نے زور کا

قہقہہ لگایا اور کہنے لگا "خوب! اس سے تو معلوم ہوتا ہے۔ تم دونوں ایک دوسرے سے ناواقف نہیں ہو۔ آخر کس شیطانی اتفاق نے تم دونوں کا تعلق پیدا کر دیا؟"

مردہ فروش نے کہا "اس سوال کا فیصلہ کہ ٹاملنسن کا راز پوشیدہ رکھا جائے یا سارے شہر میں مشتہر کر دیا جائے، میں خود اس پر چھوڑتا ہوں۔ بولو مسٹر ٹاملنسن کیا کہتے ہو؟"

اور یہ کہتے ہوئے اُس نے بڑے سکون و طمانیت سے ڈیڑا شراب کا ایک گلاس اُٹھا کر پی لیا۔

ٹاملنسن جس کے چہرہ کا رنگ ہلدی کی طرح زرد ہو رہا تھا۔ کہنے لگا "اگر میں تمہیں ۰۰۲ پونڈ ادا کر دوں۔ تو پھر تمہارا کیا تقاضا رہا؟"

"میرا تقاضا یہ ہے کہ تم مسٹر چیسٹر سے جو وعدہ کر چکے ہو۔ اُس کے پابند رہو۔ تمہارا فرض ہے کہ جو خدمات تم اپنے ذمہ لے چکے ہو۔ انہیں پورا کرو۔"

"لیکن تمہارا اس معاملہ سے کیا تعلق ہے؟ تم تو اپنے بیان کے مطابق..."

"بیشک میں ایک پیشہ ور مردہ فروش ہوں" ڈکنز نے ایک شیطانی قہقہہ لگا کر کہا "اور سارے لندن میں مجھ سے زیادہ ہوشیار مردہ فروش کوئی نہ ہوگا۔ مگر اس کے علاوہ اگر مجھے کسی اور کام میں نفع دکھائی دے تو میں اس میں حصہ لینے سے بھی باز نہیں رہتا۔ کبھی میں کسی پاگل خانہ کا منتظم بن جاتا ہوں۔ کبھی..."

دلال نے اور بھی حیرت زدہ ہو کر کہا "تو گویا تم ہی ان صاحب کی بیوی کے محافظ ہو؟"

چیسٹر نے کہا "جی ہاں یہی ہیں۔ اور ان سے بہتر محافظ لندن بھر میں ملنا مشکل ہے۔"

مردہ فروش بولا "اب جبکہ سارا معاملہ واضح ہو چکا ہے۔ مسٹر ٹاملنسن کا فرض ہے کہ وہ میرے ساتھ میرے مکان تک چلے۔ مسٹر چیسٹر آپ پیچھے پیچھے آسکتے ہیں۔ تین شخصوں کا مل کر چلنا ذرا مشتبہ معلوم ہوتا ہے۔"

ٹاملنسن کو عجیب مشکلات کا سامنا تھا۔ ایک طرف مردہ فروش کی دھمکیاں اور دوسری طرف مائیکل مارٹن کے متنبہ کرنے والے الفاظ تھے۔ [illegible] کر کے اُدھ

مردہ فروش کی طرف سے آنکھیں ہٹا کر اُس نے کہا "میں مجبور ہوں۔ مجھے اس معاملہ میں معذور ہی سمجھا جائے"۔

مردہ فروش کہنے لگا "مسٹر ٹاملنسن میں تم سے صرف ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں۔ یاد رکھو۔ میں مصمم ارادہ رکھنے والا آدمی ہوں۔ اور ایکبار جس بات کا فیصلہ کر لوں۔ پھر کبھی اُس سے پیچھے نہیں ہٹتا۔ دوسروں سے بھی مجھے اسی بات کی توقع ہے کہ وہ اپنے کمزور ارادوں سے میرے کسی کام کو نقصان نہ پہنچائیں۔ اب تمہارے لئے دو صورتیں ہیں۔ یا تو چپ چاپ میرے ساتھ چل دو۔ ورنہ یاد رکھو۔ کہ میں ایک گھنٹہ کے اندر اندر ایک مرد خاص کو جس سے تم ناواقف نہیں ہو سکتے۔ حوالہ پولیس کردونگا۔ اور اس کا نتیجہ جو کچھ ہوگا۔۔۔"

"بس کرو! خدا کے لئے بس کرو"۔ دلال نے آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"اُش! یہ کیا بچّوں کا سا کھیل ہے!" چیسٹر کہنے لگا۔ لیکن فوراً ہی مردہ فروش نے گرج کر کہا "جی ہاں۔ میں ابھی اس کھیل کا خاتمہ کئے دیتا ہوں۔ مسٹر ٹاملنسن اگر اب تم نے ایک لمحہ بھر بھی اَور تامل کیا۔ تو تمہارے اس بڈھے کا خدا حافظ ہے"۔

دلال نے کہا "خیر میں حالات سے مجبور ہو کر تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ لیکن خداوند تو شاہد ہے کہ میں کس قدر بے بس ہوں"۔

مردہ فروش نے اُسے زیادہ سوچنے کی مہلت نہ دی۔ اور بازو سے پکڑ کر مکان سے باہر لے گیا۔

اس کے پانچ منٹ بعد چیسٹر بھی اسی سمت میں روانہ ہو گیا۔

چوتھی جلد ختم ہوئی

سراغرسانی　　حب وطن　　پالیٹکس

کا شاندار مجموعہ۔ ناول

انقلاب یورپ

فرانسیسی زبان کے بہترین مصنف مارس لیبلانک کے ایک عدیم النظیر ناول کا ترجمہ
عشق۔ سیاست اور سراغرسانی ان تینوں کا مرکب یہ ناول ہے جس کے ترجمے
اس سے پیشتر یورپ کی تمام ترقی یافتہ زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ قصہ کی دلچسپی کا یہ
عالم ہے کہ اگر آپ پہلا باب پڑھ لیں۔ تو ختم کئے بغیر کھانا پینا اور سونا بھی حرام ہو جائے
پہلے یہ ناول بالاقساط "ترجمان" میں چھپا تھا۔ اور اسکی دلچسپی کی یہ کیفیت تھی۔ کہ
لوگ ہفتوں پہلے پرچہ کیلئے چشم براہ ہوتے تھے۔ اب ناظرین کے اصرار پر اسے کتابی
صورت میں تیار کیا گیا ہے۔ اس کے مترجم بابو روشن لال صاحب ہیں جنکی مختصر کہانیاں
رسالہ العصر لکھنؤ رسالہ ترجمان لاہور اور رسالہ پیام یار میں چھپ کر خلعت قبول
حاصل کر چکی ہیں۔ قیمت ۱۲؎ ہر دو حصہ کامل۔

غضب کا دلفریب قصہ　　سکتہ میں لانیوالے نظارے

ایسا دلکش کہ برسوں یاد رہے

ایسا پر اسرار کہ نیند حرام کر دے

لال برادرس۔ پارسنز روڈ۔ نولکھا لاہور

دنیا بھر میں سب سے بڑا نوبل انعام پانیوالے سمائے ہند کے درخشاں نیّر

سر رابندر ناتھ ٹیگور

کی دلفریب۔ پرسبق۔ اور غیر فانی کہانیوں کا مجموعہ

Bengal

افسانہ بنگال

بنگلہ زبان کی شاندار ادبی خوبیوں کا نظر فریب مرقع اس مجموعہ میں سب آٹھ کہانیاں ہیں۔ مگر ان میں سے ہر ایک خود کسی بڑے ناول سے زیادہ دلچسپ ہے۔ ملک کے اردو اور انگریزی اخباروں اور رسالوں نے ان کہانیوں کو یک زبان ہو کر لاثانی تسلیم کیا ہے۔ انکے مترجم منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری اڈیٹر رسالہ ترجمان ہیں۔

اگر آپ کہانی میں شاعرانہ تخیل۔ مصورانہ رنگ آمیزی اور خیالات کی بلند پروازی دیکھنا چاہتے ہیں۔

تو ایک جلد "افسانہ بنگال" کی ضرور دیکھئے

انگریزی زبان کا چوٹی کا رسالہ ماڈرن ریویو ان کہانیوں کی نسبت لکھتا ہے۔ کہ اس کتاب کا مطالعہ اسکی قیمت سے بہت زیادہ عوض دینے والا ہے۔ کہانیاں ہر لحاظ مکمل اور نہایت خوشگوار ہیں۔ کتاب کی زبان انتہا درجہ بامحاورات ہے اور ترجمہ کی خوبی یہ ہے کہ وہ بالکل ترجمہ معلوم ہی نہیں ہوتا۔ قیمت صرف آٹھ آنہ (۸؍)

لال برادرس ۔ چیمبرلین روڈ نولکھا لاہور

mystries of the Court of London

mystaries of the Court of London

Victoria motor Service